ومن يتوكل على الله فهو حسبه
شاہنامۂ اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدای کریم
کہ ہی کردگار و غفور و رحیم
بلندی خسروان ہی وہی
تہی بخش شاہنشہان ہی وہی

کبھی ہی فریدون کو وہ تختگاہ
کری گاہ جمشید کو وہ تباہ
کبھی ناتوانونکو بخشی وہ زور
سلیمان کو گاہی کری مثل مور

جن و دیو انسان حور و پری
مہ و مہر و زہرہ و مشتری
کیی اوسنی قدرت سے پیدا تمام
نہان تہی ہوئی سو ہویدا تمام

کیا اوسنی پیدا یہ بالا و پست
زبردست دنیا مین اور زیر دست
بلند اوسنی چرخ برین کو کیا
فراخ اوسنی یکسر زمین کو کیا

عجب اوسکی قدرت عجب شان ہی
عیان اوسپہ سب از نہان ہی
پرستار اوسکا ہی ہر اک مدام
کرین ذکر اوسکا سبھی صبح شام

بہری دم بدم یاد اوسکا بیان
رکہی صبح ذکر اوسکا ورد زبان
کیا اوسنی آراستہ باغ دہر
عنایت سے اوسکی ہی گل شاد بہر

چمن مین کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان ہی کیا بی نیاز
جہاندار ہی پاک پروردگار
پرستار اوسکی ہین سب تاجدار

خداوند کون و مکان ہی وہی
نگہدار خلق جہان ہی وہی
دلیرون کو اوسنی کیا ہی دلیر
کیا نرہ شیرون کو اوسنی ہی شیر

اگر وہ نہ یہ قوت زور دی
تو پہر رستمی کوئی کیا کر سکی
گدا کو وہ چاہی تو دی خسروی
ضعیفونکو دم مین وہ کردی قوی

توانا ہی وہ آپ اور زور مند
قوی ہی خداوند پست و بلند
وہ بخشی جسی عزت و افتخار
تو ہی تاب کسکی کری پہر جو خوار

گدا و شہ اوسکی ہین فرمان پذیر
وہ سبکا ہی یاری وہ دستگیر
تو اے منشی اوسکی ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تو درگاہ مین اوسکی ہو ہر زمان
تضرع کنان اور مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالی

مین افتادہ یارب بخاک ہون
ستمدیدہ دور افلاک ہون
ستاتی ہی اب گردش روزگار
مجہی خوار رکہی ہی لیل و نہار

یہ پہرتا نہین بخت برگشتہ آہ
رکہی ہی یہ گشتہ شام و پگاہ
نہین ہی کوئی اور فریاد رس
تو ہی دادخواہونکا بس دادرس

نگاہ کرم مجہہ پہ کر یا خدا
مجہی بند رنج و الم سی چہڑا
ذرا کر یہ تر و تازہ باغ مراد
مرا کر تو روشن چراغ مراد

دکہا اب بہار گل آرزو
پلا مجہکو جام مل آرزو
گنہگار ہون اور عصیان شعار
ولی تو ہی غفار و آمرزگار

گنہ بخش میری کہ مین بندہ ہون
پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون
مجہی اپنی در کی سوا اور در
دکہا مت تو ای داور دادگر

نہین اور کچھ خواہش دل یہان / ولیکن تمنا ہی یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہون / ترا ایک ممنون احسان ہون
نہ درگاہ سی اپنی رکھہ نامراد / تو بر لا مراد اور کر مجھکو شاد
جہان مین نہ کہہ دل پریشان مجھی / نکر فکر روزی سی حیران مجھی
شبستان دل کو مری سربسر / چراغ خرد سی منور تو کر
مجھی اپنی گنجینۂ فیض سے / در دانش و گوہر عقل دے
مری طبع ہو نکتہ دان یا الہ / معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھی بخش اب دستگاہ سخن / شتابی دکھا مجھکو راہ سخن
مری خامہ کو کر تو گوہرفشان / زبان کو مری کر فصیح البیان
الہی مری اب دعا ہو قبول / بحق محمد طفیل رسول

نعت سرور کائنات جناب رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام

پر از مشک و عنبر کرون مین دہان / ثنای محمد ہی ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور / فلک جسکی آگی جھکاتا ہی سر
سر سروران ہی وہ عالیجناب / سپہر نبوت کا ہی آفتاب
جہان جسکی دین سی ہی روشن تمام / مہ و اختر اوسکا ہی داغی غلام
سر سروران احمد مجتبی / رسول خدا سید انبیا
خردمند و دانش ور بی نظیر / لسان مہ و مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم / یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال / وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین / وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان روز جزا / کشایندۂ عقدۂ مدعا
فرازندہ رایت سروری / درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہی خاص خاصان پروردگار / کہ جسنی کیا دین کو استوار
قدم اوسنی معراج پر جب رکھا / تو پایہ بڑھا اور معراج کا
سپہر برین کی رہی جس نصیب / ہوا جلوہ گر وہان خدا کا حبیب
میسر ہوا جب کہ قرب حضور / نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جسکو اہل یقین / منور ہی جس سی زمان و زمین
پہنچتا اوسی پایگاہ رفیع / ہوی جسکی شاہان عالم مطیع
گرامی و اشرف ہی انسان مین / غرض وہ کہ لولاک ہی شان مین
کرون اوسکی اصحاب کا اب بیان / کہ ہین صاحب عزت و فخر و شان
ابوبکر و عثمان والا گہر / عمر اور علی وہ شہ نامور
کہون ان کی اوصاف کا کچھ بیان / نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان
کرون مین سخن کو بس اب مختصر / یہ ہی عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور ہو یا مصطفی / مری دل کی برلاؤ تم مدعا
گنہگار ہون مین بروز حساب / مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہ منشی تمہارا ہی کمتر غلام / کرم اوسپہ اپنا کرو صبح شام

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ پادشاہ غازی

لکھی خامہ اب مدح شاہ جہان / شہنشاہ جم جاہ صاحبقران
جہاندار اکبر شہ بی نظیر / خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج شہی / گرامی در درج شاہنشہی
ہمایون خصائل شہ نامور / خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان دین پرور حق پژوہ / حقائق شنو شاہ والا شکوہ
محبت رکھی ہی وہ درویش سی / مروت ہی اوسکو وفاکیش سی
شناور ہی دریای عرفان کا / دل اوسکا ہی مثل گہر پر صفا
حقیقت کرون حلم کی کیا بیان / نہین اوسکی ہم سنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق ہمت بلند / مروت مین یکتا شہ ارجمند
خدیو زمان شاہ عالی تبار / شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کامبخش جہان / سر سرفرازان کس بیکسان
در دولت شاہ عالم پناہ / فقیر و غنی کا ہی امیدگاہ
ہی کام یہان ہر کسی کا شتاب / یہان آکی ہر کوئی ہو کامیاب
یہ وہ بارگہ ہی کہ امیدوار / نہ محروم یہان سی گیا زینہار
سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب / حضور اوسکی خجلت سی ہی غرق آب

کفِ جود سلطان والا گہر
گہر بار رہتا ہی شام و سحر
اگر کچھ ہو فرمان بر نسبی خطا
کری عفو از روی لطف و عطا

جہان سرکشان ہین سجدہ کنان
وہ ہی آستان خدیو زمان
جھکایا یہان جو سر انکسار
تو چرخ برین نی یہ پایا وقار

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی
اوٹھاتا نگر اوسکی سورج کبھی
کواکب ہین سب اس سخن کی گواہ
کہ شش طبقے اوسکا ہی خرسندہ ماہ

عطارد ہی منشی جہاندار کا
سپاہی ہی مریخ سرکار کا
جو یہان مشتری گرم طاعت ہوئی
تو اوسکو میسر سعادت ہوئی

نکیونکہ ہو زہرہ کو یہان فخر و شان
کہ ہی نغمہ سنجان مین جاکر یہان
زحل نی غلامی جو کی اختیار
تو پایا فلک پہ بڑا اعتبار

بلطف شہنشاہ عالی جناب
فقط دوستان ہی نہین کامیاب
جو دشمن بہی ہین آنکر عذر خواہ
کری اونپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کی اوصاف مین بیشمار
نہین تاب کلک و زبان ہمیار
کری جو بیان صفت شاہ زمن
دعا پر ہی ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان
یہی ہی دعا اوسکی ورد زبان
کہ یارب شہنشاہ شادان رہی
ترا لطف دائم نگہبان رہی

رہی اوسکی شمشیر کشور ستان
تہ خاک و خون ہو سر دشمنان
جہاندار اکبر بہ نیروی بخت
ہمیشہ جہان مین ہو با تاج و تخت

سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تہا محفل نوروز بہجت فروز

بہم محفل آرا تہی ہنگام شب
مہیا تہی سامان عیش و طرب
وہ مجلس تہی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تہا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بہی جو مذکور تہا
تو پہر ہر کسی نی بیان یون کیا
کہ ہی شاہنامہ تماشا کتاب
عجب نظم دلکش ہی با آب و تاب

ولی ہر کسی کو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہین گہر مین
توکل کہ مرد سخن سنج تہا
کیا ترجمہ اوسنی شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخۂ مختصر
کہ احوال معلوم ہو سر بسر
بشمشیر خانی وہ موسوم ہی
تمام اوسمین احوال مرقوم ہی

یہ سنکر برادر مری مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
کہ زور آور اونکا جہان مین ہی نام
بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولی کہ ای منشی اس نامہ کو
تم اب ریختہ کی زبان مین لکھو
کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان
چراغ شبستان سلطان سپہر
جہاندار بخشندۂ لعل و [illegible]

خدا نی جسی شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا
سنایہ سخن جب تو با صد طرب
وہین کر کی شمشیر خانی طلب

ہوا مین ملا جانبی صرف کار
لکہی نظم دلکش و آبدار
سحر فکر اشعار شام و سحر
نتہی مجکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان بادین و داد
ہوئی سنکی اس نظم کو شادکام
زرہ منصفی سی یہ بولی تمام

کہ واللہ یہ نامہ دلپذیر
بہت خوب ہی بلکہ ہی بی نظیر
بجا ہی جو ہون سب گہر نثار
کہ ہی یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال و تاریخ کا
تو پہر ہاتف غیب نی صبحدم
کہا قصۂ خسروان عجم

۱۲ ۲۰

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخن گوی و شیدل و ہوشمند
یہ کہتا ہی زیر سپہر بلند
ہوا پہلی جو کوئی کشور کشا
شہ دادگستر کیومرث تہا

سدا کوہ مین تہا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تہی کچہ نہین
سیامک تہا اوس شاہ کا اک پسر
[illegible] مثل بدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تہا
ارادہ اوسی تہا جنگ کا
غرض بچہ اوس دیو کا اک [illegible]
[illegible] سے لگا کہنی ای [illegible]

یہی عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو
سنا اوسنی جب [illegible]
[illegible] دیوون کی فوج اوس کی [illegible]

کیا اوسکو وہ ہین وان سی جی شاد کہ تا ہو کیومرث سی کینہ خواہ
سیامک نی جب دم سنی یہ خبر کیا عرض جا کر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار جو ہو حکم جاؤن پی کارزار
کیومرث نی اوسکو رخصت کیا بہت اوسکی ہمراہ لشکر دیا
جو وہ پادشہزادہ جنگ جو ہوا بچہ دیو کی روبرو
تو پہر ہاتہ سی بچہ دیو کی نہ ہرگز ہوئی پہر رہائی اوسی
سیامک ہوا رزمگہ مین ہلاک ملا جسم اوسکا تہ خون خاک
یکایک عدو لشکر کی کہائی شکست سپہر برین نی کیا اوسکو پست
حضور کیومرث آئی دوان ہوا شاہ غمگین جو گریہ کنان
سیامک کا یکسال ماتم رکہا دل و جان کو اپنی بر غم کیا
فرشتی بعد اوسکی اک آواز غیب ہوا شاہ کو یون عیان راز غیب
کہ بس صبوری کو کر اختیار زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار
فرار کہ تو دل کو قرین خوشی کہ اب جائی یون پہ لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بہ فضل اِلہ دلیرانہ ہو دشمنی ہو کینہ خواہ
لعین دیو کا پاک سی پاک کر زرخ دیو سرکش تہ خاک کر
کیومرث نی جب سنی یہ ندا تو ہوشاد ماتم کدہ سی اوٹہا
کیا اپنی آراستہ فوج کو ہوا ساتہہ دیو کی پہر جنگ جو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تہا کہ سرتا بپا ہوش و فرہنگ تہا
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز کیومرث کا جان و دل سی عزیز
کیا شاہ نی اوسکو سردار فوج روانہ ہوا پہر وہ مانند موج
درندا و چرندا اور طیور سدا اوتہی مطیع شہ نامور
کیومرث کی ساتہ سب انجم دد روانہ ہوئی وہان سی پہر بد
پہنچا جو لشکر تو وہ دیو بہی ہوا آکی شہ کی مقابل تبہی
وہ لایا بہت لشکر دیو سار لی رزم شاہنشہ نامدار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
زبس گرم کین پہر دلاور ہوا تو مغلوب و دیونکا لشکر ہوا
ہوئی دیو عاجز وہ دو دام سے خفا زندگی کی ہوئی نام سے
ہزاروں ہی کشتہ و خستہ بس رہی جنگ کی پہر نہ جی مین ہوس
کیومرث کی ہاتہ سی دیو سار ہوا کشتہ بخنجر آبدار
غرض دیو اور بچہ دیو بہی ہوئی قتل اور اوسکا لشکر سبہی
کیومرث کی فتح شامل ہوئی تمنای دل اوسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال جہان مین رہا حکمران تیس سال

احوال سلطنت ہوشنگ

بصد خندہ فالی ہوا بعد ازان وہ ہوشنگ فرمانروای جہان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پروری اوسنی کی اختیار کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان وادسی اوسکی آباد تہا نہ تہا نام غم کا ہر اک شاد تہا
کیا اوس نے یہ کام فرہنگ سی کہ آتش نمودار کی سنگ سی
جب آیا یہی نور پیش نظر تو شاہ جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا یہ ارشاد تاکید سی پہر کیا
کہ آتش ہی نور الٰہی تمام کری خلق آتش پرستی مدام
جہاندار نی پہر بآئین نیک کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
سوی شہر لایا وہی آب جو بآئین دلچسپ و طرز نکو
بجز میوہ و غیر برگ شجر نہ پوشاک تہی نہ خورش بیشتر
نشان اوسنی ہی رسم نان طعام حل مردمان کو کیا شاد کام
سمور اور سنجاب اور پوستین لگی اوسنی پیدا ہروی زمین
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر کیا اوسنی ظاہر تہا پیشتر
چہل سال باداد و دانش رہا جہاندار ہوشنگ فرمانروا

دربیان احوال سلطنت طہمورث

جو عمر اوسکی آخر ہوئی بعد ازان ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان
وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند جسی خلق و عالم کہی دیوبند
رعیت نواز اور تہا دادگر نہ تہا کام جز داد و شام و سحر
ثنای خاطر تہی ہمیشہ خلق مراد دل بادشہ سود خلق
جو تہی عہد مین اوسکی دانشوران یہ اوسنی لگا کہنی شاہ جہان

نہ تھا کوئی رنجور اوس دور مین
نہ تھی مرگ بھی مرد اوس زمین

جو گذری برس سات سو اس طرح
کیا ہی بیان مینی یہان جس طرح

تو تنہا سی ہوئی وہ مرد دانش وفر
ہوا شاہ کی دل مین پیدا غرور

بیکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہی مرا اسقدر

تو آیا وہ بین دل مین جمشید کے
کہ ہمسر نہین ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنی دیکھا نہین

اکابر جو تھی اونکو کر کی طلب
کہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مری ہووی جاہ

خداوند اورنگ و افسر ہون مین
جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین

جہان کو کیا میں نے آراستہ
جہان سی ہوا رنج بر خاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
نہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نعمۂ جام و می
مری ہی سبب سی ہی ہر ایک شی

جہان مین نہ مجھ سا ہی پیدا ہنر
نہین کوئی مجھ سا شہ نامور

سنا جبکہ جمشید سی یہ سخن
لگی کہنی دانشوران زمن

کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور تجھ سا کوئی تاجور

ولی دل مین سمجھی یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سی ہوا ناسپاس

ہوا خصلت اب اس سی اقبال و بخت
نصیب اوسکی لیکن گیا تاج و تخت

کوئی دنکو دیکھی یہی یہ فرید
ہوئی فرہ فرمانروائی اوسکی رد

وہ فرمان یزدان شہ نامدار
کنارا لگی کرنی بی اختیار

خفا ہو کی شہ سی وہ یکبار سب
غرض اوٹھ گئی وانسی سر از اب

شہنشہ کی دل مین جو آیا ہراس
وہیں اوڑ گئی اوسکی ہوش و حواس

یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھ سی اب خشمناک

لگی دولت اوس شہ سی منہ پہیرنے
لگی اوسکو بی دولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تباہ اور پریشان و خوار

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سی تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین تخت جم
ہوا جابجای ضحاک بر تخت جم

لکھون آگی ضحاک کی داستان
کرون اوسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی کے

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاو میش
رکھی تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب و روز اون چارپایون کا شیر
غریبون کو دیتا شہ بی نظیر

پسر ایک تھا اوسکا ضحاک نام
جوان دلیر و بلند احتشام

رکھی اپنی تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اوسکی ابلیس اک رات کو
ہوا حاضر اک دن بہ شکل نکو

گذارش کئی نقلیں کین آنکر
کہ دلچسپ اور نغز تھین بیشتر

ولی تھا فریب اوسمین یکسر بھرا
نہ خارج سی سخن کوئی خالی نہ تھا

مسخر اتہا ضحاک جو عقل سی
ہوا خرم و شاد اوس نقل سی

لگا کہنی ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفے بلطف و خوشی

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
سخن خوب تر ایسی ہین مجکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ گر عہد اور قول دی تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کری تو وہی
کسی سی نہ یہ راز کہولی کبھی

قسم کھا کی ضحاک نی بس شتاب
دیا اوسکو گفتار کا یہ جواب

یہ مذکور کیا جو تری راز کو
کرون ظاہر ای مرد فرخندہ خو

ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ ای نامدار

جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر
تو اوسکو شتابی کہین قتل کر

کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر

یہ سنکر ہوا دلکو اوسکی درد
لگا کہنی اوس سے کہ ای نیک مرد

یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہی
نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہی

رہ دین و دانش سی جو دور ہو
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو

کہی شاہزادی کی یہ بات جب
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب

گر اس کام سی تو کری ہی گریز
پھری عہد سی اپنی نا مور

سبک تیری گردن پہ سوگند ہی
تو ہو خوار اور تجھکو پہنچی گزند

نہ خون پدر اوسکو منظور تھا
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا

یہ پوچھا کہ کس طرح ہو جی ہلاک
بتا کوئی تدبیر ای خبث باک

لگا کہنی پھر وہ کہ ای نامدار
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار

کنوان ایک اوس شاہ کی راہ مین
کرون کندہ تا وہ گری چاہ مین

مکان ایک بیرون دولتسرا
شہ نامور نے کیا تھا بنا

وہ شہ اوس مکانمین زروی طرب
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب

ستمگار ناپاک نی ایک چاہ
کیا کندہ وو وہین سر راہ شاہ

کیا اوسکو خس پوش پھر سربسر
شہ نامور کو نہی کچھ خبر

گیا جب ادھر کو تو بس راہ مین
گرا شاہ آزادہ اوس چاہ مین

گئی ٹوٹ اوسکی سر و دست و پا
ہوا قید ہستی سی دم مین رہا

وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر

پھر ابلیس بد ذات نی یون کہا
کہ صد شکر ای شاہ کشور کشا

ہوا میری تدبیر سی اب تو شاہ
مبارک تجھی تخت و تاج و کلاہ

مری دانش و عقل و تدبیر پر
عمل تو کری ہر شب و روز گر

تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
خداوند ہو تخت و دیہیم کا

سراسر جہان کی تھی خوبیان
تکیہ بمن ای بادشاہ جہان

یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
تملق لگا کرنے شام و پگاہ

نوازش ہی تھا اوسپہ مصروف کی
کلید خورش خانہ پھر اوسکو دی

خوراک اور جز میوہ و نان ہان
نتھی اون دنون پھر اہل جہان

خورش خانہ خسرو نامور
ملا جب اوسکو تو شام و سحر

پکانی لگا نغز و خوشتر طعام
مزہ دار و خوش ذائقہ ہر طعام

وہ تیار کر پیش فرمانروا
کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا

پکا ایک دن بیضۂ مرغ وہان
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان

ہوا کھا کی اوسکو بہت شادکام
کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام

زروی طرب شہ نی کی آفرین
یہ سنکر کیا عرض اوسنی وہین

کہا ای قدردان شاہ فرخ سیر
خورش لاؤنگا اس سی کل نغز تر

غرض دوسری روز پھر شاد شاد
حضور جہاندار فرخ نہاد

بصد لطف کبک تدرو سفید
پکا لی گیا با دل پر امید

وہ ضحاک نی جبکہ کھایا طعام
نہایت ہوا خرم و شادکام

زروی عنایت کہا یون کہ اب
جو کچھ چاہی مجھسی کر تو طلب

کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
کہ ای شاہ ضحاک عالی جناب

مری آرزو ہی کہ شام و پگاہ
کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ

یہ رتبہ نہین گرچہ میرا و لے
مگر شہ کی لطف و عنایات سی

برآوی مرا مدعا کیا عجب
مجھی کامیابی ہو با صد طرب

یہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو
تری دولتکی بر لاؤن مین آرزو

نوازش سی تجھکو کرون ارجمند
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند

یہ کہکر دی کھول کتف اپنی بس
یہی دو لبین ابلیس کی تھی ہوس

جو کتف اپنی شہ نی برہنہ کیے
تو شیطان نی اوسپہ بوسی دیے

دی جبکہ بوسی سر کتف شاہ
ہوئی دو وہین پیدا دو مار سیاہ

یہ کردار بد کر کی تہان آشکار
نظر سی وہ غائب ہوا نابکار

جہاندار ضحاک حیران ہوا
بہت اپنی دل مین پشیمان ہوا

کیا چارہ دانشوروں نی طلب
لگی کرنی تدبیر و تجویز سب

پھر اس درد کا کچھ نپایا علاج
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج

پھر اتنی مین ابلیس پیدا ہوا
بشکل طبیبان ہویدا ہوا

وہ آکر حضور شہ نامدار
لگا کہنی شہ سی کہ ای شہریار

ہوا وہ لکھا جو نصیبون مین تھا
نہین دفع ہوتی یہ ہرگز بلا

تری زندگی اب تو دشوار ہی
خرد چارہ سازی سی ناچار ہی

ہوا اوسکی ضحاک اندوہگین
لگا کرنی فریاد و زاری مین

یہ کہنی لگا پھر زروی نیاز
کہ ای مرد فرزانہ چارہ ساز

کسی طرح کچھ چارہ سازی تو کر
شتابی سی عاجز نوازی تو کر

کیا شاہ نی جب بہت انکسار
تو بولا وہ پھر یون کہ ای تاجدار

نہین اس سی چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپونکو دی آدمی کا تو مغز

تری جان کو پھر نہ پہنچی گزند
رہی پھر نہ تو اسقدر دردمند

آمدن سلطنت ایران بدست

بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کرنے قائم خداوند تاج

ضحاک و آوارہ شدن جمشید رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور مین پہنچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاج ور

رکھی تھی دو مار سیہ اپنی پاس
جسی دیکھہ اوڑتی تھی ہوش و حواس

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی وہم مین
کہ ڈرنی لگی لوگ ہر شہر مین

بزرگان ایران کی جمشید سی
ہوئی منحرف تھی سبھی وہ آنکی

ہوئی پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر چست باندھی لی بندگی

بیان کر کی احوال ایران تمام
کیا عرض ان کا بی شہ ذوالکرام

اگر فوج سرکار جاوی اودہر
تو ہاتھہ آوی وہ ملک بہی دگر

یہ سنکر وہین لشکر بیکران
کیا شاہ نی ساتھہ اونکی روان

وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
ولی کام دل کچھہ نہ حاصل ہوا

شکست اوسنی کہائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ

جو اقبال اور تخت برہم ہوا
تو جم اور تبہ لشکر جم ہوا

رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم

ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
ہوا اوہ نصیب اوسکی تاج و کلاہ

لگی لوگ ضحاک نی پھر روان
کہا یون شہ جم کو پاوی جہان

اوسی قید کر کی یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم

کرون پھر ہر اک کا مین تہ فزون
زر و گوہر و لعل انعام دون

ہر اک طرف کی پھر طرفدار کو
گیا وہ یہین حکم شہ نامجو

کہ لاوی اوسی جو گرفتار کر
رضامند مین اوس سی ہون بیشتر

ہزار ان تبہ اوسکا ہو میری حضور
غم و فکر دنیا رہی دل سی دور

ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جم
شب و روز با خاطر پر الم

سوئی آدمی کو وہ آوارہ تھا
نہایت غریب اور بیچارہ تھا

ہر اک سی چھپاتا تھا وہ آپ کو
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو

پیری وار مردم سی جمشید تھا
کہ آفت رسیدہ غم دیدہ تھا

غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم

سپہدار او زنگ زابل کا شاہ
رکھی ایک تھا دختر رشک ماہ

مہ مہر سی حسن مین خوب تھی
دل آرام و دلدار محبوب تھی

وہ زلف دوتا اوسکی دام بلا
گرفتار جسکا نہو وے رہا

وہ ابرو تھی یا تیغ بران تھی
وہ مژگان تھی یا کہ پیکان تھے

کیی سیکڑون اک نگہ سی ہلاک
ہزارون ملائی تہ خون خاک

وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سی بالا وہ قامت کہون

کہون کیا کہ رخسار نی کیا کیا
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا

لبون سی جو کچھہ اوسکی ہو آشکار
وہ ہم عیسوی تھی نہ ہو زینہار

وہ چشم اوسکی خونریز مردم تمام
ہوئی جس سی ترکون کی ترکی تمام

سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ دو لبسی تھی کچھہ شجاعت مین کم

ہنر پہلوانی کی تھی اوسکو یاد
وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد

جو درپیش آجاتی تھی کوئی جنگ
تو بی خوف اندیشہ بس بیدرنگ

پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
لی رزم جاتی دلیرانہ وہ

برس پندرہ کی تھی وہ بوستان
خردمند و دانشور و نکتہ دان

جوان تھی ولیکن بتدبیر پیر
شعور و فراست مین تھی بی نظیر

اوسی سال مین جو منوچہر شاہ
سوی زابلستان لایا سپاہ

تو تدبیر سی اوسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نی پائی ظفر

دلیر و ہنرمند صاحب جمال
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال

بہت اوسکی شاہان طلبگار تھے
بنقد دل و جان خریدار تھے

ولی باپ کو اوسکی انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ بس عہد واثق تھا با ہمدگر
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

رکھی وصل کی اپنی جی مین ہوس
خوشی سی وہ ہم بستر اوسکا ہو بس

زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
کہ انجم شناس و خردمند تھی

سو اوسنی ایہ لی اک دن جست کو
کہا تھا کہ ای دخت فرخندہ خو

تری بینی دیکھی جو طالع تو ہان
ہوا یون عیان جو تھا راز نہان

کہ ہووی تو ہمخوابہ شاہ جم
اور اوس سی ہوا اک طفل فرخ شیم

یہ سنکر نوید مسرت فزا
بہت شاد جی مین تھی وہ دلربا

کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب ۔ حضور شہنشاہ والا جناب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے ۔ تو راز نہاں سب جتایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہاں جا لگیا ۔ سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
یہ تھی آرزوئے دل شاہ جم ۔ کہ اس باغ میں چلکے اب کچھ رہیں ہم
ولی جابجوں نے نہ جانے دیا ۔ وہ ناچار مجبور سا رہگیا
تلی اک شجر کی گیا بیٹھ جم ۔ کہ ہو دور دلسے غبار الم
پڑی اوسکی جمشید پر جو نظر ۔ تو حیران ہوئی بس وہیں دیکھکر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان ۔ عیاں کر تو مجھسے یہ راز نہاں
کہوں کیا کہ کرتا تھا وہ تعظیم ۔ بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے ۔ کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
کہ ہو جائے غمزدہ کو سرور ۔ ذرا ہو وہ کلفت کے گرد سے دور
کہا یہ کہ اے بانوئے مہربان ۔ در باغ پر ہی اک آیا جوان
اوسی دم وہ ہرگز نہیں کچھ ہے ہوش ۔ طلب دور ساغر کی کرتا ہی بس
کہ اوسنے تو بس صرف چاہی شراب ۔ ولی اوسکو پہنچاؤ گی میں شتاب
یہ کہکر اوٹھی ایسی وہ سرو وان ۔ پرستار کی ساتھ آئی وہاں
یہ سمجھی وہاں وہ بت دلستان ۔ کہ اپنوں میں ہی یہ جوان
اثر کر گیا عشق جمشید کا ۔ گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو بیٹھا ہی کیوں اے نکو سیر ۔ تو ٹھہرا ہی کیوں یاں یہیں آنکر
یہیں دیکھکر اس ستارہ کو ۔ سمجھی یاد تھی ایسی نیک خو
کہا جب طلب اوسنے جمشید کو ۔ تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
کیا جم نے جانے میں آخر حذر ۔ ولیکن وہ بولی خدا رکھ نگر
رکھی جانتی ہی گرامی مجھے ۔ بہت پاس خاطر ہی میرا او
غرض شوق سے تھی یہاں آشتاب ۔ کہ شاہ ہی ہی اور سر فخر آب
اور اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا ۔ اثر عشق کا دلمیں پیدا ہوا
شہ جم کی کہتا تھا میں اپنا ہاتھ ۔ خرامان چمن میں ہوا اوسکی ساتھ
کنیزان گلچہرہ آئیں وہاں ۔ ہوئیں جم کی گی وہ سجدہ کنان
کیا شیشہ و جام بہر طلب ۔ ہو دور عیش و نشاط و طرب

یہ سن شاہ نے مژدۂ دلفروز ۔ کہا قافلہ سے کہ اے پیک روز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن ۔ نہ سنتا تھا خواہشگروں کا سخن
اور اوس باغ میں تھی وہ دلدار تھے ۔ جو ترات جم کی طلبگار تھے
ذرا جی کو وہاں ہی بہلائیے ۔ صبا کی طرح سیر کر آئیے
ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ ۔ وہ ٹھہیرا ذرا با دل داغ داغ
کسی کام کی واسطے ناگہاں ۔ کنیز اوس پریرو کی آئی وہاں
عیاں جم کی صورت تھی نیکو بڑی ۔ درخشندہ تھی شوکت خسروی
دیا اوسکو جمشید نے یہ جواب ۔ کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
اسیر گرہ و بخت برگشتہ ہوں ۔ خراب و پریشان و سرگشتہ ہوں
خداوند سے باغ کی لا شتاب ۔ ابھی جا کے دو تین جام شراب
پرستار نے جب سنا یہ سخن ۔ گئی باغ میں پیش رشک چمن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی یہ ۔ رخ خوب اوسکا ہی رشک قمر
پرستار سے اسکی وصف جوان ۔ لگی کہنے وہ دختر دلستان
ہی لعل وش اور شاہد دلنواز ۔ سرود و دف و چنگ عشرت کا ساز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر ۔ تو صورت کو جمشید کے دیکھکر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ ۔ طرح غنچے کی ہی یہ جیسی تنگ
لگی پوچھنے یوں کہ اے خستہ حال ۔ گرفتار تشویش و رنج و ملال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا ۔ اسیر محبت ترا دل ہوا
اگر تجھکو ہی آرزوئے شراب ۔ تو اس باغ میں اے جوان آشتاب
جو جاؤں میں پیش دلستان ۔ مبادا بلا کوئی آوے یہاں
یہ سر ہی مرا شاہ زابلستان ۔ میں اوسکی ہوں اک دختر دلستان
مجھے ہی یہ دیوانگی روز و شب ۔ جسے جان اوسکو کروں میں طلب
سنا تھا یہ جمشید نے بیشتر ۔ کہ اک دخت ہی رشک شمس و قمر
گیا باغ میں شاہ جم پھر وہیں ۔ ہوئی شاد و خرم بت نازنین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض تک ۔ ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
بحکم پریوش مشک و گلاب ۔ شہ جم کی پھر پاؤں دھوے شتاب
کہا نازنین نے کہ اب بے درنگ ۔ بلاؤ اسی بادۂ لالہ رنگ

کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آ نکی
مراد وہ ہم آغوش ہو شوق سی
سمجھہ یہ گیا شاہ جم ہی یہین
کہا اوسنی یہ ماجرا الغرض
جو دیکھا تہا عالم خواب مین
مگر دیر ہو وصل سی کامیاب
سنا اوسنی دایہ سی جب یہ سخن
یہ دایہ سی بولی جو تو نی کہا
جو صورت سی جم کی مقابل ہوئے
تو اور نگ و دیہیم کو یاد کر
پھر پیرو نی دیکھا جو یہ حال جم
یہ صحبت ہی دلچسپ بزم طرب
یہ کہنی لگا جم کہ ای گلعذار
سوی پرنیان کی جو ہی نگاہ
لگا رونی جون ابر بی اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو مارسیہ جسکی ہین کتف پر
کہ اب ہی وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہی اسیر بلائی بزرگ
کہ ہی آپ یہ جم شہ نام جو
کہا پھر یہ خلوت مین تو کہی جم
شہ جم یہ بولا کہ ای دلستان
تعلق بہت نازنین نی کیا
کری گا تو انکار کر لا کہہ
بہانہ جو کرتا ہے تو بار بار
تری وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنای دیدار تہی

فشانہ کرون تیر کا گراوسی
کرون اوسکو تہ خواب ہین فوق سی
کہ میری طلبگار ہی نازنین
نگہ کی وہین دایہ نی سوی جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سی ہو بستر اوسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زروی کرم رستگاری خدا
تو بس باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سی کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تونی کی چشم نم
یہ اسوقت گریہ کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم ای رشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا جمین بکیدست تاج و کلاہ
وہ صورتین ہین دیو سی ہی بتر
بجز نام اوسکا ہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
و لیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
نپوشیدہ کچھ ہمسی جانین ہین ہم
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
و لیکن یہ انکار کرتا رہا
کرون کی نہ تجھسی ہین اب درگزر
نہین جا نیگا پیش کچھ نہ نیہا
اور اوس راز سی مجھکو واقف کیا
دل و جان سی تیری طلبگار تہی

تو جس مرد فرخ پہ مائل ہو دل
یہ اس گفتگو سی تہی اوسکی مراد
بہم گفتگو وہان خوشی سی یہ تہی
کیا جم کو پہچان یون کہا
طلبگار تہی جسکی سو ہی یہی
وہ دختر کہ تہی عاشق روی یار
اور اپنی ہوئی دل مین خوش بیشتر
پھر اتنی مین وہان جم کی نی شبیہ
شہ جم کو دایہ نی پھر دی شبیہ
لگا کھینچنی نالہ پھر شہریار
نگہ کر کی اتقسوی پرنیان
گیا کس طرف ہای تیرا خیال
ستمدیدگان کی وہ احوال کہ
مجھی یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور چرخ ستمگر نی ہای
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہی خبر شاہ جمشید کی
خدا جانی جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نی کیا
کنیزون کو یکسر کیا وہانسی دو
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان
مجھی جم جو سمجھی تو ای مہ جبین
بہت کرکے یہ عجز اور التماس
کہ تجھکو لیا مین نی پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان
کہ تجھسی خدا دی مجھی اک نسیم
تری شیفتہ ایک مدت سی ہون

ملاقات کا اوسکی سائل ہو دل
کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ یہی آ پہنچی اوس دخت کی
کہ ای دختر ہوش و دلربا
شہ جم شہ نامجو سے یہی
رکہی تہی تمنای بوس و کنار
کہ معشوق مطلب ہو اجلوہ گر
وہ دایہ کو اوسنی دکہائی شبیہ
اور اوسنی وہ اپنی جو دیکہی شبیہ
ہوئی زار ہی نرگس اشکبار
ہوا کس لیی ہای نالہ کنان
مگر ہمسی کچھہ تو نی پایا ملال
نظر وہ وہ سی نالا کرتی ہین سر
بزرگی داورنگ و تاج و علم
کیا ظلم اس سفلہ پرور نی ہای
دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو
نہین حال سی اوسکی کچھ آگہی
ہوا اوسکا احوال کیا جانی کیا
تب اوس دخت و دایہ نی جی مین کہا
رہی دایہ اور وہ بت شاک حور
یہ کہتی ہی کیا پیکر پرنیان
مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین
وہ بولی کہ ای خسرو نامدار
تو مت جان تک مجھکو انجان اب
خبر دار ہی راز اختر سی ہان
یہ سنکر شب و روز شام و سحر
گرفتار غم تیری الفت سی ہون

نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب — پڑی بیکسی اب نہ آنکھو مین خواب
غرض آخر کار لایا اِدھر — مرا جذبہ دل تجھی کھینچ کر
بہت شاہ میری ہوئی خواستگار — نہ اقبال مینے کیا زینہار
تو مجھ سی دلآرام و دلدار سی — پری چہرہ و ماہ رخسار سی
جدائی کی ہون درد سی بیقرار — خدا کی لیی مجھ سی ہو ہمکنار
یہ کہکر لگی رونی بی اختیار — زبان پر یہ لائی کہ ای نامدار
یہ دل تجھپہ صدقی کرون بلکہ جان — تو کر مجھ سی رازِ نہفتہ عیان
کیا ختن نی جب بہت انکسار — یہ کہنی لگا تب شہ نامدار
مخالف مرا ایک تو بخت ہی — مرا دشمن جان وہ کم بخت ہی
مجھی دوسری تجھسی اندیشہ ہی — کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی
یہ سنکر لگی کہنی وہ گلعذار — کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار — دل و جانسی ہون مین تری دوستدار
یہ جب درمیان آئی قول و قسم — تو آمین ہوا ابن ابن شاہ جم
پریچہرہ کی ہاتھ مین جم کا ہاتھ — طرف قصر کی لیگئی اپنی ساتھ
بندھا عقد جسطرح آئین تھی — ادا کی جو رسم و رہ دین تھی
ہوئی عقد بیبخت و دولت گواہ — ہوئی شہ کی منکوحہ رشک ماہ
ہوئی بیحجابانہ وہ ہمکنار — عجب رنگ کی اوسگھڑی تھی بہار
وہ باہم لگی عیش کرنی مدام — مئ عیش کی وہ لگی پینی جام
تو کرنی لگا اوسکی وہ جستجو — کسی نی خبر دی کہ وہ ماہرو
یہ سنتی ہی بس وہ ہوا خشمگین — اور آئی وہ جب قصر نازنین
ہوئی اسقدر ہائی بیباک تو — اوڑانی لگی سر بسر خاک تو
کیا راز کو تو نی مجھسی نہان — ولی رنگ روی ہی تیری عیان
کیا عرض اوسنی کہ سن ای پدر — دیا حکم تھا تو نی یہ پیشتر
ولی شیشۂ ننگ توڑا نہین — رہ نیک سی منھہ موڑا نہین
جہانمین کوئی جسکا ہمسر نہین — کوئی جاہ مین اوس سی بہتر نہین
بفیض خدا اوسنی پایا ظہور — ہوا جلوہ گر مہر مشعلکا نور
سنی ماہ سی اوسنی یہ بات جب — شہ ابستان ہوا شاد تب

خدا سی یہ خواہش تھی ای ماہ جو — اسیطرح تیری ملاقات ہو
غنیمت سمجھ تو مری وصل کو — کہ تجھسی ہوئی آپہی کام جو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا — تری عشق مین سب سے بیگانہ تھا
نہ ہوتی وقتی گر ہم آغوش اب — تو صد حیف ہی اور برا ہی غضب
نہین تو کرون اپنی سینہ کو چاک — کرون کیا ایک دم مین ہلاک
مقرر ہی تو جم مجھی ہی یقین — تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین
جو کچھ راستی ہی نہ وہ بات تو — رکھی کیون ہی پوشیدہ ای ناجو
مجھی راستی سی نکیون ہو خدا — کہ رکھتا ہون وہ چیز سی مین خطا
خبر اوسکو پہنچی سیاوا کہین — اور آجائین لیکر اوسکو ای نازنین
نہین ہی پسندیدہ عاقلان — کہ زن سی عیان کیجئی راز نہان
قسم ہی مجھی اب تری جان کی — قسم ہی مجھی اپنی ایمان کی
مگر خوف و اندیشہ ای ناموس — سمجھ اسمکانکو بجائی خطر
کہا قصہ پھر جم نی اپنا تمام — کیا ظاہر آگی پریوش کی نام
کیا جا کی آراستہ تخت زر — ہوئی ساتھ جمشید کی جلوہ گر
ہوئی عہد و پیمان محکم بہم — ہوا ساتھ گلرو کی پیوند جم
سر مہد زرین ہی جا چکی آب — ہوا اتصال مہ و آفتاب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد — نشانی پہ بیٹھا خدنگ مراد
کئی روز گذری کہ وہ سیمبر — بہت کم لگی آنی پیش پدر
ہوئی اک جوان سی گرفتار اب — رہی ہی ہم آغوش وہ روز و شب
تو مین پر جبین ہی کی زر وی خشم — لگا کہنی اوس سی کہ ای شوخ چشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن — لیا جامۂ بیحیائی پہن
وہ تھی حاملہ اون نون گلبدن — ہوا زرد تھا روی رشک چمن
کہ چاہی جسی اوس سی ہمخواب ہو — سو آیا محل مین بطرز نکو
رکھا مینے ناموس کی سرنگاہ — کیا جفت و شاہ عالم پناہ
یہ دایہ نی بھی عرض شہ سی کیا — شہا مینے تجھکو جو مژدہ دیا
شہ جم یہان آگیا ناگہان — ہوئی حاملہ اوس سی وہ دلستان
یہ بولا کہ خوش مژدہ تو نی دیا — مری دلکو مسرور و شاداں کیا

یہ بھی یاوری بخت کی سر بسر
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادہر
مقر اوسی باندہ کر سجگاہ
روانہ کرون سوی ضحاک شاہ

کہ ہو مجہ سی خوشنود وہ شہریار
فزون ہو مرا عز و جاہ و وقار
مجھی لطف سی اور اقلیم دی
در و لعل بخشی زر و سیم دی

یہ سنکر وہ دلدار رونی لگی
وہ بی صبر بیتاب ہونی لگی
یہ بولی کہ ای خسرو نامجو
تو جور و تعدی کی صرفی نہو

روا رکھہ نہ خونریزی شاہ جم
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
جو لی اپنی کشور مین آ کر پناہ
دغا ساتھہ اوسکی یہی بیداد آہ

او تھا اپنی دل سی فر اینخیال
نہ لی اپنی گردن یہ حق و بال
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو
سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بیچارہ پر جور و بیداد کر
خداوند جان آفرین سی بھی ڈر

گزند غریبان تہ کر تو پسند
نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند
تو جمشید کو مجھسی مت کر جدا
وگرنہ مری تن سی کر سر جدا

یہ کہکر وہ رونی لگی زار زار
فغان لب پہ لگی کرنی بی اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان با حزین
تو رحم آ گیا باپ کو بس ہمین

یہ بولا کہ ای دختِ والا تمیز
مجھی تیری خاطر بہت ہی عزیز
تو خاطر کو رکھہ جمع شام و سحر
کہ اس کام سی تیری کی در گذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز گزند اوسکو پہنچاونگا
اوسی ملک دونگا و مال و سپاہ
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ

یہ کہہ جا کی میری طرف سی شتاب
کہ ای بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آوینگا تیری حضور
غم و فکر کو اپنی رکھیئی دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ مین دوان
سنا تھا جو کچھہ باپ سی سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزان ہوا جبکہ نور سحر
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا یہ بولا بیان

کہا یون کہ ای شاہ عالی تبار
نہو بدگمان مجھہ سی ای شہریار
یقین جان تجبتلک زندہ ہون
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون

ندینا کچھ اندیشی کو دل مین راہ
کہ خدمت مین جا حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا دہ بیتا تھا شام و سحر
ولی جی مین جمشید کی تھا خطر

یہی قصد تھا یہان سی ٹل جائیے
لی جب کہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف هندوستان و گرفتار آمدن از راه بدست مردمان ضحاک و کشته شدن او

بہت دن جو با شہر زابل مین جم
ولی لکو تھا اوسکی آرام کم
وہ دلدار تھی رات دن اوسکی پاس
وہ تشویش ہی تھا تہا اکثر اداس

رہی تھا شب و روز اندیشہ مند
کہ پہنچی مبادا یہان کچھہ گزند
کسی نی کہا ای شہ بی نظیر
یہ چاہا مین بھاگی وزیر و امیر

کہ مجھکو نکر دی کہین حال تباہ
روانہ کرین سوی ضحاک شاہ
نہین تو وہ لشکر ادہر کھینچ کر
کری گا تہ و بالا ملک کو سر بسر

ہوا جب خبردار اسباب سی
گریزان ہوا جم کسی گھاٹ سی
وہ زابل سی چلکر سوی چین گیا
ولیکن وہان بھی بہت کم رہا

وہانسی سوی ہند راہی ہوا
بیابان نورد و تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کی رنج سی
گیا بیٹھ سیاہی مین اک نخل کی

وہ ازبسکہ تھا اپنی جینی سی تنگ
لگا بخت ناساز سی کرنی جنگ
کہ ای بخت تجہ کو کیا جور ہے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے

خراب اور آوارہ مجھکو کیا
ملا خاک مین ہا تونی دیا
ہوا پھر مخاطب اوسی فلک
کہ ای چرخ بیداد گر کب تلک

کہانتک سہون ہو مین تباہ و خراب
کہانتک رہون یونہین بی صبر و تاب
پیہاڑی سی بخت ہی سر بسر
کہ سرگشتہ یون ہو مین شام و سحر

عدم سی کہ آتا نہ ہستی مین کاش
نہوتا مجھی غم جان خراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم
ہوا سی فرا سو گیا ایک دم

اسی آ گیا خواب و رنگا گمان
ہو آشفتہ خفتہ بیدار وہان
اجل بھی کمین گاہ مین تھی کہین
سو وہ آ گئی اوسکی سر پر وہین

غرض ایک ضحاک کا ایلچی
شہ جم کو پہچان اوسنی لیا
کسی کا نہیں یہ جہان میں سزا
کہ دولت سبہی ہی آہ ناپایدار
ہوا وہ گرفتار زنجیر و بند
گیا جبکہ جم آگی ضحاک کے
الم سی تمام اوسکا چہرہ تہا زرد
خوشی سی وہ ضحاک بیداد گر
پر ایسا سطرح کیون ہوا خوار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم
جواب اوسکو جمشید نی یہ دیا
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر
کریگا فلک تجہکو خوار اسطرح
کرون یا قلم سر کو شمشیر سے
یہ گفتار سنکی لگا کہنی جسیم
یہ ضحاک نی پہر سبہی کو کہا
پہر آرہ سی چیرا اوسی یون ہان
نہ دور فلک کا ہی کچہہ اعتبار
ہر اک مرہی ہو جو دنیا ساز مرگ
جب اوس نازنین کو یہ پہنچی خبر
اوسی کام تہا اتنکا بکی ساتھہ
اوٹہایا بہت اوسنی بیداد و درد
کسی خلق نتی ایک کو شہرناز

کہ ساتھہ اوسکی تہوڑی سی فوج ہے
گرفتار بس اوسکو وہین کیا
کسی کا نہیں چرخ گردندہ یار
نہ دنیا کو ہی کچہہ ثبات و قرار
اوسی چرخ گردان نی بیجا گزند
پس پشت تہی ہاتہہ دونون بند
گرفتار خواری تہا وہ نیکمرد
ہوا خندہ زن حال دیکہکر
خرابی مین کیون ہی گرفتار تو
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہ جیسی نصیبا جو یون پہر گیا
ذرا روز بد کا بہی اندیشہ کر
کہ دیکہی ہی تو مجہکو جسطرح
پرون تیری تن کو یا تیر سے
کہ اسوقت مجہکو نہیں کچہہ بہی غم
کہ چیرو اسی ایک آرہ منگا
ہوئی ایک جم سی دو پیکر عیان
کہ پہرتا ہی ہی لیل و نہار
سدا گوش زد ہی بس آواز مرگ
تو رنج و الم سی ہوئی نوحہ گر
سدا شغل تہا آہ و زاری کی ساتہہ
پہر آخر کو وہ مرگئی کہا کی زہر
اور اوسمین سی یکا تہا نام ارنواز

وہ تہا سوی خاقان چین پہر
بحال پریشان مند گران
عبث ہی جو دولت پہ پہولی کوئی
ذرا دیکہنا حال جمشید شاہ
خبر سنکی بولا یہ ضحاک شاہ
فقط پاؤن مین کچہہ نہ زنجیر تہی
اوٹہاتا نہ تہا شرم سی سر وہان
لگا کہنی ظالم یہ جمشید سی
ہوا کسلیی تجہسی برگشتہ بخت
کہان حسن کمرانی کہان گیر و دار
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز
تجہی بہی یہ پیش آئیگا ایکروز
لگا کہنی پہر یون وہ بیداد گر
ذرا کہہ کہ کیا ہی تیری آرزو
قضا نی یہ چاہا تو کیا خوف و باک
وہ دو تختی لایا اور اک آرہ سے
جہاں سی عبث ہے امید وفا
جو ہوا ارجمند اوسکو چرخ دون
خبر یہ گئی سوی زابلستان
نہ آنکہون مین خواب اور نہ دلمین قرار
نہ تہی آشنا وہ خور و خواب سی
دو ہمشیر تہین شاہ جم کی کہین
اونہین شاہ ضحاک نی کر طلب

کہین اتفاقاً جو گذرا اودہر
گیا سوی ضحاک جم کو روان
طرح گل کی شاداب سی پہولی کو
کہ تہا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ
کہ یہان جم کو لا او بحال تباہ
بندہی تہی رسن اوسکی گردن مین
اور آنکہون سی تہی اوسکی آنسو روان
فزون تہا ترا رتبہ خورشید سی
کہان ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان وہ تری رسم و آئین کار
عبث ہی پہر اس تاجداری پہ ناز
رہیگا نہ تیرا سدا نیک و زشت
کہ جیون تجہی اک گہڑی دار ہی
وہ منظور ہی جو کہی مجہسی تو
تو جسطرح چاہی مجہی کر ہلاک
شہ جم کو تختی سی باندہا تہی
کہ بی مہر ہی اور سراپا خطا
گری آخر کار یون سرنگون
ہوا قتل جمشید شاہ جہان
لگی رہنی بیتاب لیل و نہار
وہ بیگانہ تہی صبر اور تاب سی
اونہین لوگ لائی پکڑ کر وہین
رکہا اپنی گہر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن از آن خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
دو دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک
غرض مغز کو اونکی لیکر تمام

جہان مین لگا کرنی جور و ستم
طلب کی ہر روز کرتا ہلاک
کہلاتا وہ سانپونکو صبح و شام

کبہی قتل اور گاہ غارتگری
وہ ہوتی غریب اور بیا ارجمند
لگا کرنی بیداد وہ بیحساب

ہوئی تازہ رسم ستم پرورے
دوا جان سی اونکی رکہتا گزند
پہر اوسنی کہین اک وہ ایک خواب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوئی مین گرد
اور اوس مین تہی دو مین کلان ایک خرد

کیا حملہ تینون نی ضحاک پر
ہوا جس سی عاجز وہ بیدادگر

وہ گرد دلاور کہ تہا نوجوان
سوا اوسکی وہین ایک گرز گران

جو مارا سر شاہ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر

ستمگر کی ہاتہون کو باندہا شتاب
رسن ڈال گردن مین کہینچا شتاب

اوسی لی گئی کہینچ بالای کوہ
کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکہ کر خواب وہ ہولناک
ہوا دلکو اندیشہ و خوف باک

کیا خواب مین اسقدر اک فغان
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

ہوئی وہین بیدار اہل حرم
دل اوسکا ہوا ہول سی پر الم

لگین پوچہنی شاہ سی کیا ہوا
یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا

فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگی کانپنی جس سی دیوار و در

یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان

مری زندگانی سی ہون ناامید
نشاط جوانی سی ہون ناامید

کہا اوسنی پہر قصہ خواب
یہ ٹہیرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب

تو اختر شناس آکی حاضر ہون یہان
کرین آکی تعبیر یکسر بیان

جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب
تو حاضر ہوئی منجمان ہم شتاب

سنی داستان خواب کی یک قلم
گئی ہوش اوڑ ہو گیا بند دم

یہ دریافت دانشورون نی کیا
ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا

زوال اوسکی دولت کا پہنچا قریب
ہوئی اوسکی بیدولتی اب نصیب

ولی خوف جان سی وہ خاموش تہی
نہ زنہار اونکی بجا ہوش تہی

یہ اندیشہ تہا گر کہین ہست آب
تو ہوئی شہ نامور پر غضب

ابہی جان پر اپنی پہنچی گزند
نہ کہتی تہی کچہ اسلیی ہوشمند

دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب

جو روز چہارم ہوا شہ خفا
تو ناچار یون موبدان نی کہا

کہ ای شاہ اقبال راہی ہوا
رہی تجہسی اب تخت شاہی جدا

ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون کوئی شخص ہی دستگاہ
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ

وہ ممتاز نسل کیان ہوئیگا
وہ فرمانروائی جہان ہوئیگا

کہین ہوئیگی گاو پیرمایہ ایک
سو پالیگی اوسکو آئین نیک

ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین
کچہ آثار اوسکا ہویدا نہین

کہا شہ نی پہر خواب کیسی نشان
مری سر پہ مارا ہی گرز گران

لگی کہنی یون عاقل و ہوشیار
فریدون ہی ہوگا وہ ای شہریار

کہ ماریگا اک گرز وہ گاو سر
کریگا تجہی آکی یہان دربدر

یہ پوچہا پہر اوسنی کہ ظاہر ہو
فریدون مرا کیون بد اندیش ہو

وہ بولی کہ ای شاہ بیخوف و باک
کریگا پدر کو تو اوسکی ہلاک

غرض تجہسی چاہیگا خون پدر
کریگا تجہی قتل وہ آن کر

سنی شاہ نی جب یہ تعبیر خواب
ہوا اور وہ غم سی بیصبر و تاب

نہ تک ہوش قائم رہی شاہ کی
زمین پر گرا بس وہین تخت سی

جو ہوش و حواس اوسکی آئی بجا
تو پہر تخت پر پاؤن اوسنی رکہا

دلی بیخور و خواب رہنی لگا
شب و روز بیتاب رہنی لگا

نشان فریدون کی تہی جستجو
لگی ہاتہ دشمن یہ تہی آرزو

گئی لوگ چارون طرف کو روان
کرین جستجو تا بگرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سبکو فرمان ناپاک نے

کہ نسل کیانی سی جسی پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

داستان تولد فریدون

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

ملکزادہ اک آبتین نام تہا
خردمند اور نیک فرجام تہا

وہ تہا نسل مین شاہ طہموث کی
خطا اصل مین اوسکی ہرگز نہ تہی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر بر پدر شاہ و فرخ نہاد

ہمیشہ تہا ایران مین مسکن گزین
ولی گہر سی نکلا تہا باہر نہین

کہ ضحاک ناپاک کی مردمان
کیا انکو بس دیکہ پاتی جہان

تو لیجاتی اوسکو گرفتار کر
یہی خوف تہا جسمین شام و سحر

رہی تہا وہ پوشیدہ گہر مین مدام
اوسی اجالی کا تہا کچہ نہ کام

اوسی جا و دان بیم ضحاک تہا
دل اوسکا شب و روز غمناک تہا

اور اوسکی تہی اک وجہ سیم کام
جبین سی عیان اوسکی شان تہی
پہر اوس آہنین نی یہ جی مین کہا
یہ کہکر وہین سوی صحرا گیا
گرفتار کرکے بحال تباہ
فریدون کی مان کو یہ پہنچی خبر
وہان سی شتابی سی ٹل وہ گئی
وہان کا نگہبان تہا حق شناس
غرض مالک گاو لی زود تر
وہان ایک شب وہ زن نیک خو
مبادا کوئی یہان پہچان لی
یہ سوچی کہ یہ کودک شیر خوار
وہ ناچار ہوکر بہت بیچ اس
یہ کہنی لگی ایک دلخستہ ہون
ٹہکانا نہین لی رہاتی ہون مین
قبول اوس جوانمردی سب کیا
روانہ ہی البرز وہ زن ہوئی
اوسی چاہتا تہا بجا ہی سپیر
گئی جب گذر الغرض تین سال
ہوئی کوہ البرز سی وہ روان
کہ البرز مین یہان سی لیجاؤن اب
نہ لیجا تو ویرانی مین طفل کو
خدا کی طرف سی ہوئی رہبری
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر
نگہبان کو اور گاو کو کر ہلاک
نشان کچھ نہ پایا فریدون کا جب
گرانی سی ضحاک کے بیشتر

کہ فرزانگ اوس نازنین کا تہا نام
نمودار تہا فر شاہنشہی
کہ جی مین یہی مین یہی بہنک آگیا
لگا پہرنی اور سیر کرنی لگا
وہین لی گئی پیش ضحاک شاہ
تو اندیشہ دلمین ہوا بیشتر
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
اور اک گاو پرشیر تہی اوسکی پاس
پلایا فریدون کو شیر اسقدر
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رت
مری اور اس طفل کی جان لی
نہ زندہ رہی شیر بن زینہار
گئی دوڑکر اوس نگہبان کے پاس
بصد رنج و اندوہ و خستہ تن
تری پاس اب چہوڑ جاتی ہون فرزند
فریدون کو لی پاس اپنی رکہا
رہی جاکی وہان وہ زمین جوئی
وہ کرتا تہا شفقت بجائی پسر
فریدون کی مانکو آیا خیال
مسافت کو طی کرکی آئی وہان
رکہون پاس اپنی اسی روز و شب
گزند اوسکو پہنچی ایسا نہو
کہ کہتی ہین یہان کی نہین بہتری
کہ سنتے ہین ہی آہنین کا پسر
کیا ظلم اوسنی یہ بیخوف و باک
کیا سارے ایرانکو مسمار جب
اوسی لی گئی تہا نسی یان نکم

ہوئی وہ زن مہروش نا روا
فریدون کہا باپ نے اوسکا نام
نکل گہر سی چلیی بس اسی دشت
اودہر ناگہان لوگ ضحاک کی
کیا قتل آخر اوسی شاہ نی
نہ اوس سر زمین مین ہی تہا
کہین ایک وہ جیب تہا مرغزار
کہ پرمایہ تہا نام اوس گاو کا
کہ بس ہوگیا سیر وہ شیر خوار
تو وسواس یہ آگیا ناگہان
ولیکن جو غمگین ہی تہی مدام
وہ طفل اون فنون دو مہینی کا تہا
لگی رونی وہان جاکی بی اختیار
یہ بچہ ہی بیچارہ و بی پدر
اسی گاو پرمایہ کا دیجو شیر
ہوئی وہان سی رخصت اوسی سونپکی
یہان مالک اوس گاو پرمایہ کا
وہ مصروف تہا پرورش مین مدام
سوی مرغزار اب وہ آ جائی
کہا اوسنی آکر کہ ای مرد پیر
وہ بولا کہ ہی یہ ابہی خرد سال
وہ کہنی لگی ہون کہ ای مرد نیک
یہ کہکر اوسی لی گئی بس وہان
یہ سنکر ستمگار بد روزگار
گیا پہر وہ ظالم شتابی سی وہان
بداندیش تہا گرچہ ضحاک شاہ
سرکوہ اک مرد درویش تہا

ہوا اوس سی پیدا پہر اک غذا
اوسی دیکہکر دل ہوا شادکام
وہان چل کی پہنچی درا سیر و گشت
جو پہنچی تو پہچان کر بس اوسی
کیا یہ ستم ہای بدخواہ نی
کہ رہتی جہان تہی وہ لیل و نہار
وہ پہنچی وہان با دل سوگوار
غرض یہ کہ اوسکا شیر اوسکا بس وقت تہا
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار
کہ چلتی کہین وہ رہی نہ یہان
ہوا شیر تہا خشک اوسکا تمام
شب و روز فکر اوسکی جینی کا تہا
کیا اوسکے آگی بہت بچہ ہا
تو کر پرورش اسکی شام و سحر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
ندیکہا ذرا اوسنی پہر کر ادہر
فریدون پہ رکہتا تہا شفقت روا
کہلاتا تہا شیر اوسکو ہر صبح و شام
وہان سی فریدون کو لی آئیے
مجہی دی مرا کودک دلپذیر
اسی ہوگئی وہان بس اک سال
مری دلمین گذرا ہی وسواس اک
جہان اوسکا البرز مین تہا مکان
نہ دیکہین سی آیا سوی مرغزار
فریدون کی ہستی کا جو تہا نشان
ولی تہا فریدون پہ فضل الہ
کہ درویش فقیر و صفاکیش تہا

فریدون کو وہ لیکی گئی آس پاس
کہا یون کہ ہی مرد ایزد شناس

سر عجز سے پھر فریدون کا سر
رکھا مرد درویش کی پاؤن پر

جو کچھ قوت اوسکو پہنچا بہم
تو دنیا وہ دونون کو بی رنج و غم

خداوند سے وہ زمین ہو دیگا
شہنشاہ با داد و دین ہووے گا

آرے گا ہی قتل ضحاک کو
جہنم کو بہیجیگا ناپاک کو

کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لی
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لی

فریدون لی صحرا مین مسکن کیا
نہ زنہار کچھ خوف دلمین کیا

کیا شاہ ضحاک نی کیون ہلا
ملایا اوسی کیون تہ خون خدا

کہا سوی ضحاک بیدادگر
مین اب جا کی لیتا ہون جان بہ بر

تو بیکس ہی کچھ اوسکی ہمسر نہین
تری پاس لشکر نہین زر نہین

ذرا صبر کر تو بالطاف رب
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب

فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
یہ پاسخ دیا اپنی ماں کو وہین

مددگار میرا ہی پروردگار
نہین خوف ضحاک سے زینہار

وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہی
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی

یہ گفتار ستانہ بہتر نہین
کہ ہو نہ برباد ہمبھی کہین

سنو آگی احوال اب کاوہ کا

یہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام
کرم کی نظر رکھہ تھا وہ سیر علام

کیا عجز نان نی فریدون کی جب
اوسی رحم آیا فریدن پہ تب

لگا کہنی درویش پھر ایک روز
کہ یہ طفل فرخندۂ دلفروز

یہ چھینیگا ضحاک کا تخت و تاج
شہان جہان سے لیگا خراج

زن خوش سیر بھی بولی یون ہین
کری ہی ظہور سے اسکی مجھہ کو یقین

ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
سر کوہ البرز سے آکی تب

یہ پوچھا کہ ای مادر مہربان
ہماری پدر کو تہ آسمان

وہ قصہ تہا جو کچھ کہا اوسنی سب
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب

وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ
رکھی ہی وہ ساتھہ اپنی گنج و سپاہ

نصیبون مین ہی تیری شاہی اگر
تو کیا اضطراب اسقدر ای پسر

کری شاہ الطاف الہی تجہے
میسر ہو اسباب شاہی تجہے

خدا نی کیا ہی تجہے بھی دلیر
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر

کرون ایکدم مین اوسی قتل جون
تہ تاج و اورنگ تب چھین لون

تجہی قوت و زور اتنا کہان
کہ ہو ہمسر اوسکی تو ای جوان

نصیحت کی اسی پسر کہہ تو یاد
رکھی حق سدا اوسکو آباد و شاد

کہ کیا اوسنی کارنمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم کردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار
فریدون کی جانب سے لیل و نہار

بہت مردم آزار سے وہ کے جو
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی

کری آکی ضحاک کا سر جدا
خداوند ہو تاج اورنگ کا

کہین ایکدن ظالم کینہ جو
طلب کی بزرگان اقلیم کو

دل اوسکی طرف سے بہی ہی دردمند
شب و روز رہتا ہی بیم و گزند

خبر مجکو پہنچی ہی اسطرح سے یہان
کہ اب وہ گیا سوی ہندوستان

خردمند مثل بزرگان ہی وہ
دلاور بسان جوانان ہی وہ

فراہم کرون اور جاؤن جدہر
شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر

کہ سب ایک تدبیر محضر کرین
گواہی یہ مہر اپنی اوسپر کرین

نہین کار اوسکو بجز عدل و داد
جہان اوسکی لطف و کرم سے ہی شاد

رکہی دل مین تہا جو خوف و ہراس
بچا تہی نہ کچھ اوسکی ہوش و حواس

یہ اونکی شب و روز تہی آرزو
کہ یارب فریدون شہ نامجو

تلاش فریدون سے تہا اونکو کام
غرض منتظر وقت کی تہی مدام

یہ بولا مرا دشمن جان و بال
جہانگیر ہی اک کودک خردسال

سمجھی ہا دیہی قول مردان پیر
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر

اگرچہ ابہی سال مین خرد ہی
ولیکن دلیری مین اک گرد ہی

یہ ہی عزم میرا کہ اب ہی وہان
بڑی دلیر مردم سے فوج گران

سفر مجکو درپیش ہی دور کا
یہ خورد و کلان سے ہون مین جا بجا

یہ مضمون ہو مرقوم اوسمین تمام
کہ ضحاک ہی خسرو نیکنام

شہ خلق پر بہت غمخوار ہی
جہان پرور و نیک کردار ہی

وہ یکدست تھا زر و سرخ و نقش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیان نی بصد جشن سے
کیا پاس ان کی یہ اوسنی کہا
وہ جاہ و حشم دیکہہ شادان ہوئے
کہ سونپا تجہی یارب اپنا پسر
فریدون کی تہی دو برادر بزرگ
پہر آہنگ اوس شاہ نی کر طلب
اوترا تہا شب کو وہ لشکر جہان
وہ پہنچی کہین اوس جگہ ایکبار
فریدون کو الہام اوسدم ہوا
پہر اک شخص پیدا ہوا ناگہان
کوئی آئی پیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی پہ اقبال تہا شاہ کا
لگی کہنی باہم کہ ہو ایسا غضب
کہا ایک نی یہ ہی مشکل کمال
کرین گی ہلاک اوسکو تدبیر سے
کہی بس وہ دونو شقاوت نشان
یکایک سنی اونسی آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پہر درا شتر
یہ بولی کہ ہمکو تعجب ہی یہان
جہان آفرین نی رکہا اب نگاہ
نہ کچہہ منہہ پہ اونکی کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سی
گذر یان سی کشتی جو تہان کا طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر

رکہا نام پہر کاویانی درفش
تو پہلی منگا کر سب آہنگران
یہ رسم و رہ نیک جاری رہی
کہ رکہتا ہون مین قصد پیکار کا
ولیکن جدائی سی گریان ہوئے
نگہدار رہنا تو شام و سحر
ولیکن وہ تہی کینہ ور مثل گرگ
کیا حکم اسطرح اوسکو کہ تب
سحرگاہ ہوتا وہانسی روان
کہ ایزد پرستون کی تہی وہان مزار
فریدون کا دل جس سی خرم ہوا
کہ رکہتا تہا وہ صلوت رستان
یہ افسون تہی پڑہتا وہان پنہان
ہوا اوس مین اپنی وہ مین شاد شاد
ظہور اوسکی تہا دولت جاہ کا
جو ہون اسکی محکوم ہم روز و شب
ہلاک فریدون ہی یعنی محال
بہائی سی حیلے سی تزویر سی
اوکہاڑا وہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بدانش حیران ہی دیکہہ کر
ہلا کسطرح یہان سی سنگ گران
بجا لائی شکر لطف اله
زیادہ کیا اونکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سی
ندی اور بہواسطہ وہان پہ غضب
گئی بحر خار سی سب اوتر

علم کی جو طرح تہی مین بنی
بنا کر علم اوسکو پر زر کری
کیا پہر فریدون نی عزم جزم
دعا کر تو ای مادر مہربان
دعا دی کی پہر اوسکو رخصت کیا
روانہ ہوا پہر وہ عالیجناب
فریدون نی ساتہہ اپنی اونکو لیا
بنا دی تو اک گرزہ گاو سر
اسیطرح ہر روز تہی رہ نورد
رہا شاہ تنہا وہان وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکہہ
فریدون کو سکہلائی افسونگری
کہ ہو جاوی آسان وہ کل تمام
خوشی سی اونکی رغبت ہوئی
بڑی بہائی دو نو جو تہی کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجیے
دیا دوسری نی یہ اوسکو جواب
کہین ایک دن باد دل پر صفا
سر کوہ سی اوسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نی ورد زبان
رہ دیکہہ سی پہر خروشان ہوئے
اگر کوہ سی ہی گرا تب کہی
لیکن فریدون نی سمجہا وہان
بصد فرخی پہر شہ نیکمرد
جہان دجلہ تہا شہر بغداد کا
کیا وہین دریا مین گہوڑا روان
وہان سی جہاندار گیتی ستان

ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئے
خوشی تن بدریا و گوہر کری
کہ ضحاک سی جلد کی بیجی رزم
کہ ہون مین ظفریاب جا کر وہان
اور اوسدم خدا سی یہ کی التجا
ہوا کاوہ لشکر کو لی ہمرکاب
وفور عنایت سی شادان کیا
مرتب کیا اوسنی لیس و وتر
سپر چرخ پہنچی تہی لشکر کی گرد
اور امداد کی اوسنی وہانسی طلب
یہ افسون بتائی ہین سو یاد رکہہ
یہ بولا کہ ای لائق سروری
ہین آوین شتابی سی یکدست کام
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی
حسد سی گئی یہ حشم دیکہہ کر
نہ تاخیر کو راہ دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تہا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضائع فریدون ہی تہا ہی
کہ یہ کام انکا ہی تہا بی گمان
دم صبح وہان سی ہوا رہ نورد
فریدون کو تا وہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج ہی بعد ازان
ہوا اسوی بیت المقدس روان

مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے
کیا تھا بلند اوسکو ناپاک نے

بہت و رسی وہ نظر آئی تہا
فلک بھی اوسی دیکھ شرمائی تہا

طلسم ایک تھا وہ درون مکان
بلا ہای دشوار تہین بیان

گیا اوس مکان مین وہ شاہ دلیر
دلیری کو جسکی یہ پہنچی تہا شیر

نمایان ہوئی وہ بلائی عظیم
سیہ دیو اور اژدہای عظیم

فریدون نی تہونکا وہ اوس ہم پر بلا
کہ عاجز ہوئی دیو اور اژدہا

گیا گرز سی وہین اونکو ہلاک
بہڑکی گیا شاہ بیخوف و باک

وہان ایک اور رنگ آیا نظر
مکلل بہ یاقوت و لعل و گہر

یہ گاو سی پوچھا کہ کسکا ہی تخت
لگا کہنی یون گاو نیک بخت

کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی
ولی اب فریدون غازی کا ہی

بصد فرخی پہر شہ نامور
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

پہر اک شخص ہاں شاہ کو مل گیا
اور اوس شخص سی شاہ نی یون کہا

کہ ضحاک بیدادگر ہی کہان
جو کچھ تجھکو معلوم ہی کر بیان

یہ بولا سوی ہند وہ زشت رو
فریدون کی کرنی گیا جستجو

ادہر لی گیا لشکر بیکران
زرہ پوش مردان جنگی یلان

درون طلسم اوسکا ہی مال و زر
رکہا ہی یہان گنج و لعل و گہر

رہی فوج تہوڑی سی باقی یہان
طلسم اور حرم خانی کی پاسبان

ہوا سنکی خوش شاہ آفاق گیر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر

لیا مال و زر اور توڑا طلسم
نچہوڑا خزانہ نچہوڑا طلسم

خدا کا ادا شکر نعمت کیا
کہ جس نی خداوند دولت کیا

گیا پہر شہنشاہ گیتی پناہ
بسوی شبستان ضحاک شاہ

ہوا محل جو وہان مقابل ہوا
فریدون شبستان مین داخل ہوا

بتان پریچہرہ و سیمبر
ہوئی شادمان شاہ کو دیکھکر

یہ بولین کہ ہم تھین اسیر بلا
کیا آسکی تو نی ہمکو رہا

وہی خواہران جم نامور
لگین کہنی یون چشم کو کر کی تر

اوٹھایا جو ہمنی تہا رنج و عذاب
کہین کیا وہ ای شاہ عالیجناب

کہ اک دیو بیکر کی صحبت مین تہین
گرفتار ہم اک مصیبت مین تہین

ادہر اوس سیہ رو سی تہا ہم یاس
ادہر اژدہای سیہ کا ہراس

ہوا ہمپہ بارے خدا مہربان
کہ بہیجا بجاہ و حشم تجھکو یہان

پہری ان ہوا پہر مددگار بخت
کہ آیا تو ای وارث تاج و تخت

سبھی اپنی دل کی ہی اب آرزو
کہ جبتک جہان ہی جہان مین ہو تو

یہ پوچھا فریدون نی ای دلربا
سوی ہند ضحاک اب کیون گیا

وہ بولی کہ تجسی تہا اوسکو خطر
تجسس کو تیری گیا ہی اودہر

کہ شاید کہین ہاتھ آجای تو
سوا اوسکی یہ ہی اوسی رنج و

کہ ہندوستان کو مسخر کری
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کری

سہم وہان سی پہنچا ہی اک سحرکار
فسون ساز و جادوگر و ہوشیار

تجہی جسکی جادو سی پہنچی گزند
وہ لی خوف ہو زیر چرخ بلند

دلی چاہتا ہی یہ عالم تمام
دعا ہی یہ ہر ایک کی صبح و شام

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو
تو دائم جہان مین جہاندار ہو

رہی تیری اقبال و دولت قرین
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
نصیب شہنشاہ گیتی پناہ

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت
کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت

شبستان ہوا غیرت صد چمن
ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران
بہم بزم سی خسرو کامران

گیا شاہ نی ملک تسخیر جب
ہوا کامیاب نشاط و طرب

ہوا رونق افزای تخت کیان
فروزندہ خورشید تخت کیان

جو تہا کندرو نامی اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان

گیا پاس ضحاک کی بہاگکر
وہان جاکی اوسنی کہی یہ خبر

کہ شاہا شہ گرد گردن بلند
جوان و دلیر و قوی ارجمند

کسی طرف سی لاکی فوج گران
سوی شہر بغداد آئی دوان

بزرگ اوسکی ہمراہ اک گروہ ہی
دلاور ہی پر زور ہی گروہ ہی

نمایاں ہی جہرسی فرکیان
رکہی ہی وہ پاس اپنی گرزگران
تہی پوہ گرداں جنگ آزما
ہوا ایسی آخل شبستان مین
وہی اوسنی پنہان کیا اوسکو
نہیں جای اندیشہ کچہہ پنہان
کہ اب سوچ ہی کچہہ نہ تہا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
ادہر ہمکنار اوسی ہو شہناز
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نی
تہی بات کا کچہہ نہیں اعتبار
نہ اب ناظم شہر تجکو کرون
تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سی
ذرا کام کا اپنی ہو چارہ گر
کیا حکم ضحاک نی پہر وہین
فریدون شہ نامور تہا جہان
کہ اوسکی ستم سی وہ پرخون تہی
دلیران مردان برنا و پیر
وہ لشکر جو یون ہو گیا برخلاف
کیا مشورہ دلمین پہر یہ وہین
ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
کمند ایک لیکر گیا پہر وہین
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
بلندی ہی بدخواہ آیا فرود
وہ گرز اوسکی پہر جو دار ستاں
ہلادی بچہ اوسکو ترشی گون خاک
اسی قید کر وہ کی درمیان

خداوند دولت ہی وہ نوجوان
جوان مردی جنگ جو پہلوان
جو وہان اوسنی انہیں قتل سکو کیا
تصرف کیا تیری ایوان مین
کہ تاکوئی لشکر مین بیدل نہو
رہا چاہیی شاد لیل و نہار
اوسی کیونکہ مہمان کہنا چاہیے
بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
اودہر اوسکی پہلو مین ہے ارغوان
تو کی خواہش مرگ ناپاک نی
ذرا بہی نہین راستی زینہار
نہ خدمت تجہی کوئی زنہار دون
نہو کامران افسر و تخت سے
نہ بگڑی ترا کام وہ کام کر
کہ گردان تجھے اب بر این زمین
وہان شاہ ضحاک آیا دوان
طلبگار عہد فریدون تہی سب
کہ تہی پہلوانی مین وہ بی نظیر
تو پیدا اگر دلمین ہے بہار صاف
کہ تہا مسلح ہون ابہی کمین
ہوا غرق آہن مین سرتاپا
چڑہا پہر سر بام کاخ زرین
دل اوسکا ہوا گرم کین و غضب
فریدون نے دیکہا جو اوسکو تو دو
تو ضحاک کو پہر ہی کچہہ نہ تاب
زمین پاک کرنا کہ تہی ہو رہی پاک
رہی یہ گرفتار بند گران

وہ سرگردہی لشکر و فوج کا
بجاے چشم اوسنی وہان آنکر
کیا زیر پا اپنی تیر اوہ تخت
ستمگار سمجہا یہ سنکر خبر
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوگا
یہ گفتار سن اور کہا ہیچ و تاب
رکہی جو کوئی گرز ہ گاو سر
کہ یون خواہران جہاندار جم
پہر اس شہر مین اوسکا لشکر تمام
ہوا اکندر و پر بہت خشمگین
ترا خوف سی ان پریشان ہوا
اوسی کندرونی یہ پاسخ دیا
بہلا شہر پری نہو جب تجھے
سنی جب کہ گفتار اربا ب ہوش
غرض کرکی تیار لشکر تمام
ولی فوج بیدل تہی ضحاک سی
سنا فوج نی جب فریدون کا نام
فریدون کی آگے ہوئی سب رفیق
کہ کرتا نہیں خیرخواہی کوئی
سوی خوابگاہ فریدون چلون
یہ اوس سے ہی صورت نابکار
جو دیکہا تو ایوان مین ارغوان
شتابی سی اوپر نہین ڈالی کمند
اوٹہا لیکی وہ گرزہ گاو سر
فریدون نی پہر یہ ارادہ کیا
صدا غیب سے لیکن آئی تہی
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا

سپہدار و ممتاز و قربان سوا
وہ تورا طلسم اور لیا مال و زر
ہلا بی گمان تیر ارگستہ بخت
کہ پہنچا فریدون وہان آنکر
جو اوسنی سوی شبستان کیا
دیا کندرونی یہ اوسکو جواب
شبستان مین شوخی کرتی آنکر
زمین لی جا بانہ اوٹہی بہم
ہوئی آدمی اوسکی جا کر تمام
لگا کہنی یون اوسسے آزردہ گیر
تو ماری خطر کی گریزان ہوا
کہ مجکو ہی اب گمان خسروا
کری ناظم شہر کیون کر مجہی
تو آیا ستمگار کی دلمین جوش
روانہ ہوا اوہا لسنی وہ بدنام
نہ راضی تہا کوئی بہی ناک سی
دل اوسکا ہوا آخر تم و شاد کام
کہ تہا حق شناس و کریم و حلیم
نہیں چاہتا میر شاہی تولی
وہان جا کی بس قتل اوسکو کرو
کہ کوئی نہ پہچانی پہر زینہار
فریدون سی ہی شوقین گرم نام
کہ وہان جا پہنچا تو شہ کو گزند
مقابل ہوا اوسکی وہ آنکر
کہ اک ضرب اور اوسکی پہر لگا
کہ باقی ہی اوسکی ابہی زندگی
تو ضحاک کو قید وہین کیا

کہیں کوہ تھا اک دنباوند نام
وہاں غار تھا اژدہے تھے تمام

کیا بند لیجا کی ضحاک کو
رکھا سرنگوں اوسمیں ناپاک کو

بشاہی اوسی سال گذری ہزار
ہوا بعد اوسکی گرفتار و خوار

یہ دنیا کہ ہر چند ہی بی ثبات
ولیکن ہمانمیں یہی بہتر یہ بات

کہ نام نکو ہی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہی برقرار

فریدون میں تہی یہ صفت بیشتر
کیا جز نکوئی نہ کار دگر

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کی ہمرکاب

تو سب نامداران و گردان شہر
کہ تھی دولت و مال سی شاد بہر

شتابی سی حاضر ہوئی آن کر
حضور شہ عادل و دادگر

کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر
پرستندہ شاہ آفاق گیر

کیا شاہ نی اونپہ لطف و کرم
فزون تر کیا اونکا جاہ و حشم

سر تخت ایران و توران و چین
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین

نوازش گری شہ نی کی خلق پر
کیا عدل و داد ایسا تہا

کشادہ کیا وان پہ گنج و زر
رعیت نوازی پہ باندہی کمر

نکوئی جو کی شہ نی زیر فلک
تو نام نکوئی ہی ہی اب تلک

جو کار فریدون کری ہی جہان
فریدون وہی ہی تہ آسمان

ہمیشہ کری جو کوئی کام نیک
تو ہی شک ہو آغاز و انجام نیک

سنو تم کہ اگی کرونمیں بیان
فریدون کی بیٹونکی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست اینہا

شہ ہفت اقلیم کی تھی سہ پور
کہ تھا اونکا نام ایرج و سلم و تور

ملکزادہ ایرج ولی خرد تھا
خردمند و دانشور و خوش لقا

ہوئی جب جوان بادشہزادگان
ہوئی یون تمنائی شاہ جہان

سہ دختر جہان ایک مادر سی ہون
فزون حسن میں ماہ و نور سی ہون

تو اونکو وہان کدخدا کیجیی
نہ تاخیر کو راہ تک دیجیی

کوئی مرد دانا تھا جندل تمام
طلب کی اوسکو شہ ذوالکرام

یہ بولا کہ گرد جہان پہر کی تو
جو ہی مدعا اوسکی کر جستجو

اوسی جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہو وہانسی وہ راہی ہوا

بہت ملک میں گشت اوسنی کیا
ولی جبکہ شہر یمن میں گیا

تو لوگون سی واں کی ہوا یہ عیان
کہ تہین بنت ہای شاہ جہان

کہ ہین تین دختر ہی شاہ یمن
پریچہرہ و مہوش و سیمتن

سپہدار کا وانکی تھا سرو نام
گیا وہان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام جب یہ کہا
وہ اقبال شاہ یمن نی کیا

فریدون نی جس دم سنی یہ نوید
ہوا خوش کہ دلکی برآئی امید

بصد حشمت و شوکت و عز و شان
کیا شاہزادونکو شہ نی روان

گئی جب وہ سوی دیار یمن
ہوا شاد تب شہریار یمن

پری طلعتون کو کیا کدخدا
بہت مال اور گنج اونکو دیا

ہوئی وانسی پہر سوی ایران روان
ملکزادگان اور وہ مہوشان

فریدون کی دل میں آیا خیال
کہ اب میں ہوا پیر دیرینہ سال

کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
کہ باہم برادر نہون کینہ جو

دیا سلم کو روم و خاور زمین
ملا تور کو ملک توران و چین

ولی ملک سرسبز ایران تمام
مقرر کیا شہ نی ایرج کی نام

سوی روم و خاور گئی سلم و تور
رہا ایرج ایران میں با صد سرور

وہ کرنی لگی بادشاہی وہان
ہوئی تخت و دیہیم سی کامران

یکایک دل سلم بیدل ہوا
سوی کین ایرج وہ مائل ہوا

قناعت نکی خاور و روم پر
نہ آیا پسند اوسکو بخشش پدر

سوی تور لکہہ کر وہ نامہ شتاب
رسول ایک بہیجا کہ لاوی جواب

لکہا تہا یہ مضمون کہ تم ہین ہم
نہ زیبا ہی ایرج سی کمتر ہین ہم

ذرا سوچ اب ای خداوند تور
کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور

دیا اوسکو اورنگ و دیہیم و زر
کہ مجہسی ہی اور تجہسی ہی خرد تر

کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ
کہ ہی جائی آسائش و تختگاہ

مجہی اور تجہی ملک ایسا دیا
جہان میں جہنگ و کینہ ہی صبح و مسا

یہان کا ہی حاصل بہی اکثر کم
غنیمت نہی ہی زر و کین ہم

یہ تقسیم ہی مجہکو بس ناگوار
تری مصلحت کیا ہی ای نامدار

جو نامہ پڑھا تور نے سربسر
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر

بہر نیک و بد تیری شامل ہون مین
یقین جانیو تو کہ یکدل ہون مین

گر اس نامہ کو بھیجو ہی پدر
روانہ کر اب تو ہی خوب تر

ہمین تخت ایران سزاوار ہی
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہی

جب آیا رسول خردمند یہان
کیا سلم نی تب یہ اوس سے بیان

کہ وہ دونو برادر نی بعد از درود
کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود

نہین خوب یہ رسم آئین و راہ
کہ ایرج کو دی تخت و تاج و کلاہ

ستم ہی جو کہتر کری مہتری
غضب ہی کہ کمتر کو ہو برتری

یہی حق مین ایرج کی خوب و نکو
کہ ایران سی اب دست بردار ہو

شتابی سی ہون سوی ایران روان
قیامت کرین ایک برپا وہان

وہان سی روانہ ہو پیغامبر
جو آیا حضور شہ دادگر

فرستندگان کی طرف سی یا
درود و سنی اور شہ روی صفا

کیا عرض پھر یون کہ پیغامبر
گزند زبان سی ہی اس بیخطر

اگر میری تقصیر ہووی معاف
تو پھر مین گزارش کرون صاف صاف

تو کہہ بیخطر ہوکے یکسر پیام
بیان شوق سی کر حقیقت تمام

پیام درشت و سخنہای سخت
کہی سب شفیع خداوند تخت

کیا ہمنی یکدست تقسیم ملک
کیا تینون کو یعنی تسلیم ملک

جو مجھسی نہین تو خدا سی ڈرو
نہ زنہار باہم جدائی کرو

ذرا گوش دل سی سنو میری پند
کہ قائم نہین دور چرخ بلند

شہ نامور ہی یہ سنکر جواب
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب

کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
کہ خاہش یہ ہین وہ گردن کشان

ارادہ کیا از رہ سرکشی
کہ تجہیز کرین آکی لشکر کشی

اگر مین بھی تیرا طرفدار ہون
معاون ترا وقت پیکار ہون

وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن
تو کیا فکر رکہتا ہی اسجان من

جہاندار نی پھر کیا یون بیان
کہ ای نور چشم سعادت نشان

تو ہی خرد اور یہ نہین تجہمین تاب
جو اون سی ہی نبرد آزما ہو شتاب

وہ یکدل ہوئی ہین وہ جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران

لکھا پھر وہین سلم کو یہ جواب
کہ ای بادشاہ ثریا جناب

تری ساتھ مین دلسی پیوستہ ہون
پی قتل ایرج کمر بستہ ہون

یہ پیغام بھیجو کہ ای بادشاہ
بزرگی و خسروی پہ کیجی نگاہ

رہ راستی پہ وہ آجائی گر
تو بہتر ہی پھر ورنہ تیغ و سپر

کہ سوی فریدون روانہ ہو تو
یہ پیغام بھیجا جہاندار کو

ہوا خسروا عقل کو تیری کیا
کیا دور بس دل سی ترس خدا

یہ کر غور لیں کہ بہتر ہین ہم
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم

کوئی گوشہ ملک کافی ہی بس
عبث ہی اوسی اور باقی ہوس

وگرنہ سواران جو پائی ہین
دلیران رومی و ترکان چین

پھر ایران و ایرج ہوونگی خراب
خبر شرط ہی دیجی اسکا جواب

ادب سی ہوا وہ مین سجدہ کنان
رکہا سر کو اپنی سر آستان

لگا پوچھنی یون کہ دونون شہزاد
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتی ہین یاد

یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے

یہ کہنی لگا شاہ عالم پناہ
پیام آوران ہین بسی بیگناہ

کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نی
تو کہولی زبان پھر فرستادہ نی

فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
یہ بولا کہ آتی نہین اونکو شرم

بدی کچھ نہین مینی کی رہنمای
فزون تر کیا عز و جاہ و وفا

مجھی اب تمنا ہی تاج و سریر
نہین کچھ کہ دیکھو ہوا ہین تو پیر

رہو راضی اب میری تقسیم پر
پی کینہ خواہی نہ باندہو کمر

فریدون نی ایرج کو کرکی طلب
کہا بھائیون کا وہ پیغام سب

کیا سلم اور تور نی اتفاق
کہ ہین متفق ساتھ دونو نفاق

کمر قتل پہ تیری باندہی ہی اب
ترا چھین لین ملک ہی ہی ہوس

تو میری ہی ہو دین مقابل وہین
وہ گردن کشان کھینچکر تیغ کین

یہ بولا وہین ایرج نامجو
وہ لائون عمل مین جو ارشاد ہو

تری ہین وہ دونو برادر بزرگ
ہوئی مجھسی اب کینہ جو مثل گرگ

مری ہی یہ حالت کہ بس مین فقیر
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر

یہان ساتھ اونکی نہین تاب جنگ
نہ فوج اسقدر ہی سپاہ جنگ

پسندیدہ عقل و رای نکو / یہی ہی کہ تو صلح جو اونسی ہو
کہ تا جان پہ تیری نہ پہنچی گزند / تو ایمن رہی زیر چرخ بلند
سنی گوش جان سی فریدون کی پند / لگا سنی یون ایرج ارجمند
جو دنیا و دولت نہیں پایدار / تو تم کہا کیون دم ہوشیار
تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سی / بہم صلح بہتر ہی اب جنگ سی
کہ مین خوش ہون اے برادران بزرگ / بجا و حشمت ہی تمہین مجہسی سترگ
مجھی دہر مین کچھ نہیں حب جاہ / نہیں کچھ تمنای تاج و کلاہ
یقین ہی کہ پہر مجہسی الفت کرین / برادرگانہ مجہپر وہ شفقت کرین
برادر ہین تیری سر خشم و کین / تو ہی صلح جو اور محبت گزین
ولی مین ہی اک ان کو نامہ لکہون / رقم اوسمین درد دل اپنا کرون
تجھی پہر بخوبی وہ رخصت کرین / محبت کرین اور الفت کرین
یہ کہکر فریدون نی نامہ لکہا / رقم اوسمین یعنی یہ مضمون کیا
سر تخت شاہی سی آیا فرود / کلاہ شہی سر سی لایا فرود
کہ تم بہی ہی لازم کہ شفقت کرو / سر کین سی گذرو محبت کرو
سر نامہ جب شاہ کی مہر کی / تو ایرج کی توران کی پہر راہ

مری ایرج شاہ ہی اے گذر / بزرگون مین کچھ جو آہش تاج و زر
نہ آرام جان افسر زر ہوا / قلم آخرش شمع کا سر ہوا
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت / نہیں کچھ مجہی الفت تاج و تخت
یہ کینہ اگر پہر او رنگ ہی / لی تاج شاہی اگر جنگ ہی
حضور ان کی جاون مین اب بی سپاہ / نہ دو سو ان کو لعین ون ای اد
کرون عرض یہ مین فرمان پذیر / مبارک تمہی ہووی تاج و سریر
تری ساتہ کسو سی نہیں خشم و کین / کہ ہون بندہ خسرو روم و چین
فریدون نی ایرج سی پہر یون کہا / کہ ای پور صد آفرین مرحبا
بہت خوب جانا ہی تیرا ادہر / کہ دونو وہ یکجا ہین اب ای پسر
کہ بس پڑہ گی اونکا دل کینہ ور / سر مہر آجاہی پہر زود تر
ترا مجکو دیدار حاصل ہو پہر / قرین مسرت مرا دل ہو پہر
کہ تم ہو بزرگ ای جوانان گرد / یہ ایرج تمہارا برادر ہی خرد
کمر اسنی باندہی ہی پی بندگی / یہ آیا برای پرستندگی
کئی روز وہان جبکہ جاوین گذر / تو پہر اسکو رخصت کرو تم ادہر
لیی اسقدر ساتہ [illegible] / کہ تہی واسطی راہ کی ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج برای صدر و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روی کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

ستمگر وہ توران و چین سلم و تور / کہ تہا جنکو جاہ و حشم پہ غرور
وہ توران مین آکر فراہم ہوئی / لی آخر ان ایرج وہ باہم ہوئی
فریدون نی نامہ ہی جو کچھ لکہا / یہ سنکر وہ دونو کی پیشوا
ملکزادہ ایرج تہا فرخندہ خو / خردمند خوش منظر و خوبرو
کہ ہو بی خطا کشتہ وہ نامدار / سوی خانہ جان پر نہوز نہار
کہا تور سی کام ابتر ہوا / کہ ایرج سی دل بستہ لشکر ہوا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر / وگرنہ نہ ہم ہین نہ تاج و سریر
گیا دوسری دن جو اونکی حضور / تو بولا یہ ایرج سی سخت تور
ہمارا ادب کچھ نہ کہا نگاہ / ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
یہ باتین جو سنتی ہی اوسنی کہین / تو ایرج نی پاسخ دیا پہر وہین

وہ کہتی تہی ایرانکی طرف جم / وہ تیار کرلی تہی اسباب رزم
خبر اونکو پہنچی یہ اتنی مین ہان / کہ بی فوج آتا ہی ایرج یہان
خوشی سی جہان انکی تہی بارگاہ / اوسی لیگئی وہان با عزاز و جاہ
مگر اب جو بیٹہا ہوا یہ شاہ / تو آئی پہر اس بات پر بد نہاد
سوی فوج پہر سلم کی نگاہ / تپایا طرف اپنی میل سپاہ
ہمین قصد تہا ملک ایران کا / ولی اب ہی اندیشہ توران کا
بہری آہ اس بات سی تور نی / رکہا خون رہا اوسکا مغرور نی
کہ ای لی ادب سی کہتر ہی تو / نہ ہرگز سزاوار افسر ہی تو
شب و روز یہان ہم تو سہتی ہین رنج / رہی تو وہان شاد با تاج و گنج
کہ ای بادشاہ جہان گیر گرد / بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہین خرد

مجھی جا دیوی اپنا تاج معاذ
یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ستمگر سے زر روہ بیٹھا جو تھا
پھر اوسکی رکھا دست بازو پہ بند
تگر قتل مجکو مت اس سے تو ڈر
نہ رکھ ہاں خون برادر روا
کیا عجز ایرج نے ہر چند یہ
ستمگر نا صبور تن سے کر کی جدا
ستمگر کہ ادسکی اب سر پہ تاج تھی
کراتی میں نالہ کنان مردمان
فریدون اوسی دیکھ گریان ہوا
وہیں توڑ ڈالی سہ کوس و علم
او کھاڑ سی نہالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ ہو تخم ایرج سی اک نامور

نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
دلی تسپہ ہو تا تھا وہ تند گرم
وہاں سی وہ یکبار گی لیس وٹھا
گزند برادر رس آیا پسند
ندی ہاتھہ سی پاس شرم پدر
مری جان پر رحم کر خسروا
نہ آیا ستمگر کو رحم ایک پر
حضور فریدون وہ لیکر گیا
بٹھا ادسکو بالای تخت شہی
لیا اوسکا تابوت پہنچے وہان
وہ بیچو و سر خاک غلطان ہوا
فغان اور نالہ تھا وہان دمبدم
جلای گل و سرو و سوسن تمام
کہ سرہی کہیں اور کہیں تن پڑے
لی رزم و کین چست باندھی کمر

نہیں مجھسی لازم ہی اتنا عتاب
نہ گفتہ ایرج کی بھائی او سنے
وہ کرسی زانہ خشم و کین
بہت کر کی جب باز سی انحار
یقین جان ہی تو کہ انجام کار
نہیں کچھ بھی خواہش سرور کے
وہیں کھینچکر خنجر آب گون
لگا کہنے سلم کہ تو بھی ہی جسے
فریدون بیٹھی تھا وہان انتظار
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
ہوا سو ہوا لیکن آئی دگا
کہان تک کرون درد و غم کا بیان

مگر ہون بندہ شاہ عالی جناب
نہ الفت برادر پہ آئی اوسے
او ٹھا سر سی ایرج کی تاج زمین
لگا کہنے ایرج کہ ای نامدار
مجھی رنج پہنچایگا کردگار
گروان سے دن محنت و چاکر
کیا ادسنی ایرج کو بس غرق خون
دیا تاج و زر تھا ادسکا ہی سر
کراہی کہین ایرج نامدار
وہ پیچیدہ تھا پرنیان میں جو سر
وہ بولا کہ ہو وین سیہ پوش سب
سر ادسکا کیا دفن لیکر وہان
کہ افسوس ہے گردش روزگار
تری فضل سے ہی ہون یہ امیدوار
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن همشیر ایرج و کدخدا شدن او با پشنگ که او هم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچهر و کینه خواستن او

شبستان میں ایرج کی شاہ جہان
کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید
خدا دی اوسی ایک فرخ پسر
وہ تھی حسن میں ایک ماہ تمام
جوان ہی لاو پشنگ ایک تھا
ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جب تک فلک پر ہے مہر و قمر
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
کہا یون نظر کرکی سوی سپا

گیا ایک دن وہ یہ پوچھا وہاں
کہ ہی حاملہ ایک ماہ آفرید
کسی بد سگالو سی خون پدر
فریدون نے رکھا منوچہر نام
اوسی ساتھ اوسکی کیا کدخدا
تو اوس سی تولد ہوا اک پسر
سپرد اوسی نے کدگانی ہوئے
الٰہی جہان میں منوچہر ہو
ہنر پہلوانی سکھلائی سب
تمہارا منوچہر ہی بادشا

کہ ہی کوئی یہان باہر بار دار
ایسنکر بہت خوش ہوا شہریار
گذر جب گئی نو مہینی وہان
کیا پرورش ناز و نعمت سے تھا
فریدون کے تھا نسل سے وہ جوان
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا
وہ لایا بجا شکر یزدان کا
رہی اسکا اقبال و اختر بلند
سکھائی سب آئین رسم شہی
منوچہر کی تم اطاعت کرو

شتابی سی مجھکو کرو آشکار
کہا یون کہ اب ہو یہ امیدوار
تو پیدا ہوئی دختر دلستان
رکھا ہم قرین اوسکو دوستان کے
ہنر مند و دانشور و پہلوان
منوچہر نام اوسکا شہر نی رکھا
دعا مانگتا تھا یہ پیل و نہا
پہنچی ذرا چشم بد سی گزند
پھر اوسکی رکھا سر پہ تاج شہی
دل و جان سی تم اوسکی خدمت کرو

در گنج شاہی کشادہ کیا
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا

فراہم ہوا لشکر بیشمار
دلیران جنگی وہ مردان کار

منوچہر سی ہر دمان سپاہ
گزارش یہ کرتی تہی شام و پگاہ

کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
شتابی سی ایرج کا خون لیجیے

یہ پہنچی خبر سلم و تور کو
منوچہر سے مرد پیکار جو

قوی بازو و پہلوان دلیر
حضور اوسکی سو باہ کہی شیر

فریدون یہ کہتا ہی اب غم خورم
کہ بہیجی اوسی اسطرف بہر رزم

یہ سنکر بہت دل مین لائی ہراس
پریشان ہوا اونکی ہوش و حواس

کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
روان کیجیے اب بسوی پدر

منوچہر کو بہی طلب کیجی یہان
یہ لکہی کہ ای بادشاہ جہان

عوض خون ایرج کی دیتی ہین ہم
اوسے گوہر و گنج و تاج و علم

غرض باز رو گنج بہیجا رسول
کہ شاید فریدون کری یہ قبول

حضور فریدون وہ پیغامبر
جو پہنچا تو رکہہ کر وہ سر خاک پر

دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
کہ ای مہر بخشندہ خسروی

رہی جاودان عالم افروز تو
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو

وہ تحفہ جو لایا تہا پہر اوسنے سب
رکہا شہ کی آگی [illegible] طلب

زر و لعل اور گوہر شاہوار
سپر زر و تاج گوہر نگار

وہ دیبای رومی و خز و حریر
وہ زرین طبقہای مشک و عبیر

وہ پیلان محمولہ سیم و زر
حضور جہاندار گذران کر

کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندی ہین ہم اے شہ نیکنام

کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
ولی تو خطا بخش ہی خسروا

ہماری یہ تقصیر ہووی معاف
کرو کینہ سی اپنی سینی کو صاف

تمنا یہ ہی اپنی شام و سحر
سوی خاور آوی منوچہر گر

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم اوسکی کرین چاکری جاودان

رکہین اوسکی تارک پہ دیہیم زر
کرین پیشکش اوسکی گنج و گہر

فریدون نے دیکہا جو تحفہ تمام
سنا اور یون سرکشون کا پیام

بلایا منوچہر کو تب وہین
بٹہایا سر کرسی گوہرین

کہا یون کہ ای پور فرخ خصال
تجہی ہی سعید و مبارک یہ فال

نظر کرتہ گنبد نیلگون
ہوی تیرے بدخواہ بخت نگون

پہر آیا وہ شہ سوی پیغامبر
ہوا خندہ زن اوسکی گفتار پر

دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب
کہ جا ہر دو ناپاک سے کہہ شتاب

ہوی گر منوچہر پر مہربان
تن ایرج نامور ہی کہان

مگر تمنی اب بیگناہ و خطا
کیا قصد خون منوچہر کا

منوچہر رکہہ سر پہ خود و کلاہ
سوی خاور آوی گا لیکر سپاہ

وہ سام و نریمان و قارن دلیر
وہ کاوہ کہ ہی جنگجو مثل شیر

وہ گرشاسپ پور شیر و پیل
کہ ہین پہلوانی مین سب بیبدل

یہ مردان جنگ آور پہلوان
منوچہر کی ساتہہ پہنچے وہان

مجہی زر سے دیتی ہو تم کیا فریب
یہ مکاری ہی سب تمہارا فریب

یہان خواہش زر نہین ہی ہمکا
نہین چاہیی گوہر شاہوار

تو تب پہیر لیجا یہ گنج اپنی کول
کہ ہرگز نہین کچہہ یہ ہی قبول

کیا عذر جو نابکارون نے اب
نہین ہے بجا یہ بجا ہی سب

ستم ساتہہ ایرج کی جو کچہہ کیا
سو اسکا مکافات دیگا خدا

گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر
تو پیدا ہوا ایک ور نامور

اگر ایرج نہین تو منوچہر ہی
فروزندہ مثل مہ و مہر ہی

دلیر و قوی جون ہژبر ژیان
ہژبر آزما مثل شیر ژیان

مگر جیتا ہی بہی پی کارزار
نچہوڑیگا وہ ایرج کا خون بہا

یہ پیغامبر لی جواب پیام
سنا جب تو بیہوش و گم ہوش تمام

ذرا اکدم بہی نہ ٹہیرا یہان
ہوا بس یہ ہین سوی خاور روان

غرض تیز رو مثل باد صبا
جہان سلم اور تور تہی وہان گیا

وہ پاسخ جو تہا تلخ جیون زہر
کیا سلم اور تور سے آشکار

کہا پہر کر یہی منوچہر کو
جو دیکہا تو ہی مرد پیکار جو

جوان دو شیر افگن و پیلتن
لی دو جوان گرد شمشیر زن

اور آدمی جو لشکر میں ہیں پہلوان
قوی زور میں مثل پیل دمان

نبرد آزما ہر جوانمرد ہے
طلبگار پیکار و ناورد ہے

وہ دونو جفاکار بیداد گر
ہوے سنکے پاسخ بہت پرخطر

پھر آراستہ ایک کی انجمن
پی کینہ خواہی ہوئی رای زن

یہ بولی نہ چین و فیروز رنگ
کہ ہم گر نہ پہلی کرین قصد جنگ

مبادا منوچہر ہو وے دلیر
شتابی ادھر آئی مانند شیر

یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ
چلین ہم بسوی منوچہر شاہ

کرین چلکی ایران میں ہم اس سی جنگ
نہیں خوب اس بات مین کچھ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
کہ چلکر منوچہر سی کیجے رزم

فراہم کیا لشکر بی شمار
یلان تنومند و جنگی سوار

سپاہ ان روم و ترکان چلین
نبرد آزمایان توران مین

روان سوی اقلیم ایران ہوئی
پی کینہ خواہی شتابان ہوئی

فریدون کو پہنچی جب یہ خبر
کہ خاور سی لشکر اب آیا ادھر

بلا نامدار اوسنے تب یون کہا
کہ ای شیر مردان جنگ آزما

صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
کہ تا آوین اب اور بھی بیشتر

خبر پھر یہ پہنچی کہ اب سلم و تور
قریب آگئی بس نہیں کچھ بھی دور

منوچہر نے یون گذارش کیا
کہ اب ای جہاندار کشور کشا

نہیں مجکو زنہار تاب درنگ
اجازت مجھی دیجیی بہر جنگ

کیا اوس طرف شاہ نے پہروان
منوچہر کو با سپاہ گران

زرہ پوش مردان شمشیر زن
جوانان جنگ آور و صف شکن

لیی ساتھ گرز و تیغ و سنان
نہ پروای سر نے ذرا فکر جان

یہان فوج کا جبکہ کیا شمار
سواران جنگی تھی شش صد ہزار

صف جنگ آراستہ جب ہوئی
رہ صلح مسدود پھر سب ہوئی

وہ آگی ہوا کاویانی درفش
کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش

سوی راست گرد و دلاور قباد
سوی چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد

و سام و نریمان و قارن دلیر
کہ تھی کینہ خواہی مین مانند شیر

بجای تعین تھی قائم سپاہ
منوچہر تھا رونق قلب گاہ

اودھر سی آئی وہ دونون گردنکشان
پی رزم لائی سپاہ گران

گیا بڑہ کی آگی دلاور قباد
وہیں تور آئی وان مثل باد

قباد دلاور سی کہنی لگا
منوچہر سی جاکی تو کہہ ذرا

کہ ای بی پدر خیرہ کہہ تو تجھی
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سی

ہوئی دخت ایرج سی تیری نژاد
قوی زنہار اس بات سی ہو نہ شاد

دیا تور کو اوسنی پھر یون جواب
کہ پہنچاؤن پیغام تیر اشتاب

کیا تور اور سلم نی پھر یہ کام
کہ دونو کو نفرین کرین خاص و عام

ملتا رہی وہ محفل مین لایا پناہ
کیا غرق خون تمنی ایرج کو آہ

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک

یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اوسنی دیا
خجل ہوکی میدان سی پھر گیا

وہین رزم گہ سی پھر آیا قباد
حضور منوچہر فرخ نہاد

سناتھا جو کچھ تور سی سب کہا
منوچہر سنکی یہ باتین ہنسا

یہ کہنی لگا پھر کہ ہنگام جنگ
عیان ہو نژاد و گہر بیدرنگ

کرون قتل مین سلم اور تور کو
کرون غرق خون ہر دو مقہور کو

جواب ہی گیا تور میدان سی
امان اوسنی پائی ذرا جان سی

کمین جنگ کو آج موقوف ہم
کرین جشن برپا یہان صبحدم

پھر ار زمگہ سی منوچہر شاہ
گیا بس وہین سوی آرامگاہ

ہوا خیمہ زن دشت مین وقت شب
بسر کی وہ شب بانشاط و طرب

سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
دلیرانہ آیا سوئی رزمگاہ

سواران جنگی و مردان کار
ہوئی آکی صف بستہ یمین و یسار

وہ دونو ستمگار بھی لی سپاہ
ہوئی آکی میدان مین کینہ خواہ

ہر اک گرم بازار کین و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

جوانون کا سر اور گرز گران
دلیرون کا پہلو و نوک سنان

تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
وہان کام تھا سبکو با گرز و تیغ

ولیکن نتھا تائید لطف الٰہ
منوچہر کی غالب آئی سپاه

لگی کہنی باہم وہ دونو لئیم
کہ غالب ہی آج فوج غنیم

منوچہر پر آج شبخون کرین
تبہ اوسکو ہم زیر گردون کرین

شبخون کا کہتی ہین عزم جزم
کیا چاہتی ہین نہ غفلت مین رزم

غرض سعی نے کی اوسکو بکسر سپاه
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ

گئی نصف سی رات جس دم گذر
جہان تیرہ بس ہو گیا سر بسر

بعزم شبخون وہ آیا جدہر
خبردار پائی سپہ سر بسر

ولیکن نہ زنہار پایا گذار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار

یہ پہنچی خبر جب منوچہر کو
کمینگاہ سی تب شہ نامجو

جہان تور بدکیش تھا رزم ساز
دلیرانہ پہنچا شہ نیزہ باز

اوٹھایا وہین اوسکو بس زین سی
لٹایا زمین پر سر کین سی

ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب
سوئی سلم آیا اودہر با شتاب

گیا بھاگ کر در میان حصار
ہوا جا کی محصور وہ نابکار

نگہبان جو تھا اوسکا اک گرد تھا
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما

پھر اک تیر مارا بہت زور سی
کمر پر منوچہر کی آ لگی

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
ہوا شہ غضبناک پھر اوسگہڑی

تن اوسکا کیا تیغ سی چاک چاک
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
نہ تہا قلعہ مین پھر صبا کا گذار

منوچہر نے اوسکو بہیجا پیام
کہ بس تیری تیر کی ہوئی اتمام

اگر شیر دل ہی تو ای پہلوان
تو مت جان ہی اپنی مثل سگان

یہ سنکر اوسی غیرت آئی وہین
وہ غیرت سی رزم لائی وہین

منوچہر شاہ ولایت ستان
مقابل ہوا لیکی تیغ و سنان

شہ روم و خاور ہوئی کشتہ جب
ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب

کیا عرض مت کہینچیی تیغ کین
غریبون پہ اے شاہ روی زمین

وزیر خرد مند رخصت ہوا
کہ مشمول لطف و عنایت ہوا

شہنشہ نی سب پہ بلطف و خوشی
عنایات شاہانہ مصروف کی

ہوئی کشتہ جنگ آوران بیشمار
زمین چمن سی وہ تھی ہوئی لالہ زار

ہوئی تور اور سلم بس دردمند
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند

مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
سوا اسکی اصلی مصلحت ہی یہی

منوچہر کو بھی یہ پہنچی خبر
کہ وہ بد نہادان بیدادگر

وہین کی قارن کو شہ نی طلب
کہا ہو خبردار لشکر سی اب

سواران جنگ آزمائی ہزار
لیی ساتھ اپنی پی کارزار

روانہ ہوا تور نخوت شعار
سواران جنگی لیی سو ہزار

بناچار چاہا کہ پھر جائیے
طرف اپنی لشکر کی اب آئیے

ہوئی وقت شب تیغ زن او وہان
ہوئی غرق خون پھر ہزاران جوان

شتابی سی پہنچا سوئی رزمگاہ
کئی قتل اکثر بہت کینہ خواہ

جو اک تیر مارا پس پشت تور
تو قالب سی اوسکی ہوئی جان دور

جدا تیغ سی کرکی سر تور کا
حضور فریدون روانہ کیا

نہ پائی ولی سلم نی تاب جنگ
گریزان وہان سی ہوا بیدرنگ

منوچہر بھی سوئی حصن متین
گیا لی کی فوج اور گھیرا وہین

سوئی رزم پر خاش مائل ہوا
منوچہر کی وہ مقابل ہوا

منوچہر نی کہینچکر وہین تیغ
لگائی سر خصم پر بیدریغ

کمر بند اوسکا پکڑ کین سے
سر خاک ٹیکا اوسکی زین سے

لگا کہنی پھر شاہ فیروز جنگ
کرو قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ

رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ہوا تنگ زیر سپہر بلند

ملا دونگا تجکو تہ خون خاک
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک

مقابل مری آکی اب ہو شتاب
خدا جسکو چاہی کری فتحیاب

نکل قلعہ سی سلم جنگی سوار
دلیرانہ آیا پئے کارزار

کیا زخم شمشیر اوسپر برملا
کہ تن سی ہوا سلم کا سر جدا

سپہدار خاور کا تھا اک زریر
وہ آیا حضور شہ بی نظیر

سر رحم آیا وہین شہریار
کیا اونسی پیمان و عہد استوار

غرض سلم اور تور کی فوج کو
وہ لایا حضور شہ نامجو

جو تھا منصب اونکا وہ قائم کیا
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
پیادہ ہوا وہان منوچہر بہی گیا پہر وہ مسرور با صد خوشی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر رکہا اوسکی تارک پہ دیہیم زر
جہانسی ہو غمین پہنچی آج کل کر آتا ہی ہر دم پیام اجل
پہر آخر فریدون جہانسی گیا وہ سرو سہی گلستانسی گیا
ہوا پہر بفضل خدای کریم منوچہر بہی بادشاہ عظیم
کیا سام کو اپنا مختار کار کہ تہا کاردان وہ یل نامدار
یہ کہتی تہی ہر شام و ہر بامداد کہ ہم ای جہاندار فرخ نہاد
جہانمین تو فرمانروا ہو سدا یہی آرزو ہی یہی ہی دعا
جو نزدیک پہنچا وہ کشورستان فریدون پیادہ گیا پیشوا
جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب فریدون نی با صد نشاط و طرب
کہا پہر یہ سام و نریمان سے کہ اپنی نبیرہ کو سونپا تجھے
بہت پند کی پہر منوچہر کو دعا دی کہ قائم جہانمین تو ہو
فریدون جہاندار اب ہی کہان ولی نام نیکی رہی جاودان
بسان فریدون کیا عدل و داد رکہا لطف و احسان سے سبکو شاد
سپاہ و امیران و فرزانگان ہوی ثنا خوان شاہ جہان
ترے چاہنی والی ہین خدمتگزار کرین چاکری تیری لیل و نہار
لکہون سال و ستم کی آبرو تا جہان کہ سنکر جسے پیر بہی ہو جوان

داستان تولد شدن زال فرزند بخانۂ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کی اک پسر تولد ہوا گلرخ و سیمبر
یہ کہنی لگی تجکو ای نامور خدا نی دیا بچہ اک طرفہ تر
جو مین سام نی اوسکی دیکہا ادسی ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
یہ کہتی تہی وہان مردمان خاص و عام کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
یہ سنکر ہوا سام دل تنگ مین اوٹہا لیگیا زال کو دشت مین
مکان وہان جو تہا ایک سیمرغ کا یکایک وہ سیمرغ ادہر گیا
ہوا مہربان رحم آیا اوسے اوٹہا آشیانی مین لایا اوسے
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی کہ بچون کو بہی اک محبت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقاً ادہر جو گذرا تو شادان ہوا دیکہکر
یہان سام کو خواب آیا نظر یہ کہتا ہی کوئی کہ ای نامور
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان تو پہر دلمین بیٹہے ہوا شادمان
خوشی سی پہر اوسکی خبر کی لیی روان سوی البرز مردم کیے
کہا ایک نی یہ کہ ای باشعور گیا تو نی بخوف خدا اوسسی دور
سپید اوسکی مو ہین اگر تا بسر تو کیا عیب ہے اک نظر او سپہ کر
نظر مین تری گو ہی فرزند خوار معزز ہی وہ پیش پروردگار
ہوا صبح جب سام گہر سی روان سوی کوہ البرز آیا دوان
سفید اوسکی اندام پر تہا تمام گئی دایہ یہ دیکہکر پیش سام
کہ ہی مہ جبین سرو قد لالہ رو ولی مثل خار اوسکی ہین بال مو
رکہا اوسکا ماں باپ نی نام زال تعجب تہا صورت کا اوسکی کمال
پری زاد یا دیو تہی یا پلنگ بخلقت ہی انسان کی پر یہ رنگ
سوی کوہ البرز لا لا اوسے شبستان سی اپنی نکالا اوسے
جو دیکہا تو اک کودک شیرخوار پڑا ہی سر خاک روتا ہی زار
طرح اپنی بچون کی با صد خوشی لگا پرورش کرنی وہ زال کی
وہ رہتی تہی باہم شب و روز شاد ہوا نوجوان پہر وہ فرخ نہاد
وہ سیمرغ سی زال کو لی گیا محبت سی ساتہ اپنی اوسکو رکہا
ترا پور زندہ ہی اور شاد ہی جہان مین بخوبی وہ آباد ہی
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور کہ ہی پور دلبند آنکہون کا نور
پہر اک خواب دیکہا یہ وزدگر نظر آئی دو مرد فرخ سیر
رکہا دور آنکہون سی فرزند کو کیا خوار یون پور دلبند کو
کہ تیرا بہی بعض سر ریش ہے تو ناحق لیا بد اندیش سے
خروشان ہوا دیکہکر ایسا خواب نہ دلمین ہی کچہ بہی صبوری نہ تاب
خدا سی وہان اوسنی کی التجا بہت زاری و گریہ کرکی کہا

الٰہی مری حال پر رحم کر — کہ پھر یاد کن مین جلد اپنا پسر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان — تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان
یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا — کہ دایہ ہون مین تیری فرزند کا
کیا زال کو کاروان طلب — حوالہ کیا اوسنے با صد طرب
کہا یون کہ بھیجی یہ اپنا پسر — یہ ہے لائق تاج و اورنگ زر
دیئے اپنے سیمرغ نے چند پر — کہا زال سے یون کہ اے نامور
شتابی سے پہنچونگی مین وہان آنکر — تری مشکل آسان کرون سر بسر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار — فراموش مت کیجیو زینہار
غریبون کا بس ہے و زندہ ہے تو — ترا گر دعا گو ہے نام نکو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر — کہ شرمندہ ہون تجھسے مین ایسے
کرون تیری تعظیم صبح و مسا — تلافی مری تا کہ ہو جرم کا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا — کہ لے آؤ ہین جا کے تو پیشوا
حضور منوچہر پھر زال کو — گیا لے کے سام یل نامجو
طلب کر کے انجم شناسون کو ان — کیا حکم پھر یون کہ اے بخردان
سوی گردش انجم و آسمان — نظر کر کے بولے یہ اختوران
دلیر و شجاع و قوی پہلوان — یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
کرم سے عنایت کیا زال کو — جہان مین تھا شہ نے دیا زال کو
اوسے حاکم شہر زابل کیا — سپہدار اقلیم کابل کیا
جو زابل مین پہنچا یل نامور — تو پھر تعلیم فرخ سیر
کیا سام نے ہر طرف سے طلب — ہوئی آ کے جب اکٹھا ہم وہ سب
کرو تربیت زال کو روز و شب — ہنر پہلوانی کی سکھلاؤ سب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو — ہنرمند و ہشیار و عاقل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو — کہ اے پور دانا و فرخندہ خو
یہ کہکر وہ سام سپہدار نا — سوی کشور گرگساران گیا
ریاست غرض ملک کی جب سمجھی — بہت خلق نے پائی آسودگی
سپہدار کابل جو محراب تھا — سو تھی اوسکی اک دختر مہ لقا
اور اوس دلستان کا تھا رودابہ نام — سمن بو صنوبر قد و لالہ فام

پذیرا ہوئی اوسکی یک سر دعا — ہوا حال پر اوسکی لطف خدا
وہ سیمرغ آیا جہین پیش سام — سنا قصہ خواب اوسنے تمام
بہت عاجزی سام نے اوسکے کی — گیا پاس وہ کاردانکی تہی
پھر اوہانسے سیمرغ لے زال کو — لے آیا حضور یل نامجو
ہوا خوش یل سام خرم وہان — لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
جو مشکل کبھی پیش آوے تجھے — تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے
پھری تھی مری دل مین الفت ترے — زیادہ ہے مجھکو محبت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان — ترا بندہ ہون مین شہ طائران
روانہ ہوے ہاتھی پہ زال و سام — بہت دلمین اپنی تھی وہ شاد کام
خدا سے کیا عہد اب استوار — کہ تجھکو رکھون جاودان شادخوار
گئی جبکہ پھر شہر کے متصل — ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
وہ شہزادہ تب لے گیا اکبر — گئے شہ مین وے بصد کر و فر
کیا حال اوسنے زمین بوس شاہ — شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب — حقیقت گزارش کرو ملکی سب
کہا ہین طالع زال شاہا بلند — جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند
شہنشہ نے اسپان تیغ و زر — سلاح و درو خلعت پر گہر
کیا سام پر لطف بیش از شمار — زیادہ کیا اوسے اقتدار
حضور جہاندار سے سام زال — مرخص ہوئے وہ کہ شادان کمال
ہنرپروران جہاندیدہ کو — فراست شناسان سنجیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور — کہ اے اوستادان صاحب ہنر
بتاؤ اسے داب شاہی تمام — کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم — سوی گرگساران چلا لیکے عزم
سکھانے لگے سب فنیہ ایشان — تو دادو دہش خوب کرنا بیان
ہوا حکمران ملک زابل کمال — رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی پھر اوسے آرزوئے عرس — ہوئی میل خاطر بسوی عروس
وہ ضحاک کی نسل مین تھا مگر — خردمند و دانشور و نامور
ہوا زال کے دل مین عیش و خوشی — طلبگار دختر کا محراب کی

تو محراب نے پہر بلطف و صفا
رکا جاے تہا دم بدم اوسکا دم
ہوا آکی حاضر وہ سیمرغ وہان
کری جسکی ہیبت سی قالب تہی
یہ سنکر دیا زال نی یہ جواب
بیابان کی لی اوسنی پہر مین راہ
پہر آسجا سی کر پہلو اوسکا تو چاک
غرض زال نی پہر پلا کر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیل تن
سیاوا کہ رودابہ ضایع ہوا
وہ کودک تہا صورت مین ہمشکل سام
سوی پیکر رستم شیر خوار
تحائف بہت زال نی بعد ازان
یہ سنکر وہ سرسبز و شادان ہوا
وہ رستم کہ تہا کودک بی نظیر
طعام اوسکو دینی لگا جب سفید
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ سطرح کودک یہ ہی زور مند
سوی کوہساران رہا تندران
یکایک دل سام آیا ادہر
روان ہوکی کابل سی محراب ہے
قریب آکی پہنچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کی تہا تاج زر
فرود آکی گہوڑی سی محراب زال
کہ ای پور تکلیف مت کہینچ تو
ہوا سام پہر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام پیل تن

کیا زال سی رخت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تہا درون شکم
کیا زال نی ماجرا سب بیان
ہنر بر دمان پیل و ر دیو بہی
کہ تدبیر فرمایئی کچہ شتاب
وہان سی وہ سیمرغ لایا گیا
کہ بچہ نکل آئی بیخوف و باک
کیا مست رودابہ کو بس شتاب
جسی دیکہ حیران ہی مرد و زن
کیا جلتن زال نی اوسکو تب
رکہا رستم اختر شناسون نی نام
نگہ کرکے بولا وہ سام سوا
خوشی سی کہی سوی کابل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اوسی ہفت دایہ کا ملتا تہا شیر
تو پہر پانچ آنی لگی گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
نہ دیکہا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان فرمانروای جہان
کہ دیکہی رخ رستم نامور
سوی زابل آیا بلطف و خوشی
گئی پیشوا زال و محراب تب
ہوا سام خوش وہ سہی دیکہکر
یہ چاہی تہا پہر رستم خرد سال
تفاخر ترا ہی مری آرزو
سوی راست بیٹہا وہ زال آنکر
ہوا ساتہہ رستم کی گرم سخن

غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پہر بہت اضطراب
وہ بولا کہ ای سرور انجمن
نہ چیرو گی پہلوئی ان جب تلک
وہ تدبیر جس سی نہو خوف جان
کہا زال سی پہر کہ انبوہ و تر
لگا اوسکی پہر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بہن ایک رودابہ کی نام شست
لگائی جراحت پہ پہر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نی کہینچ کر
بعینہ مری شکل ہی یہ پسر
یہ پہنچی خبر جب کہ محراب کو
بجالا کی شکر خدای کریم
کبہی رہتی باقی اگر اشتہا
وہ کہا جاتی تہا گوشت ونکا تمام
لیا ہاتہہ مین اپنی گرز پدر
یہ کہتی تہی رستم بفضل خدا
سر رزم تہا سام جنگی سوار
محبت نی کہینچا تو وہ پہلوان
وہ پہنچا ولی سام سی پیشتر
بہت خوب تہا ایک پیل بلند
گئی جب کہ وہ سامنی سام کی
اوتر فیل سی ہو پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا کی کہ پروردگار
طرف جب کی محراب خندہ جبین
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا

گرفتار غم وقت اون ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہی اک بچہ پیلتن
شکم سی نہ نکلیگا یہ تب تلک
رہی جان کی خیر ای مہربان
پلایا وہ زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل اللہ
بتایا تہا سیمرغ نی جسطرح
روان اشک کرنی لگی پہر وہ مین
ہوئی تندرست اوس سی وہ رشک ماہ
شتابی سی بہیجی حضور پدر
بجا ہی جو کہتی اسی شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نامجو
لگا دینی ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتی بزو گاؤ کا
تعجب مین تہی مردم خاص و عام
رہی لوگ حیران اوسی دیکہکر
تنومند تر سام سی ہووی گا
لڑائی تہی دیوون سی پیل و تہا
روانہ ہوا سوی زابلستان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکہکر
سوار اوسپر تہا رستم ارجمند
تو پہر وہ مین تعظیم کی واسطی
یہ بولا وہ مین شاہ عالیجناب
رکہی تجہکو دایم بجاہ و وقار
وہ رستم بہی بیٹہا وہان وبرو
تہمتن نی دی اوسکو پہر یہ دعا

کہ ای پہلوانِ جہان شادرہ
نہین چاہتا خواب وآرام کچہہ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر لون
کیا ایک ترتیب جشنِ طرب
نہین زال اور سام سی کچہہ خطر
وہان پہر کری کون لشکر کشی
وہ اس یا وہ گوئی سی تہا شاد کام
ادہر کا کیا قصد پہر سام نی
یہ کہکر اونہین سامِ فرخ سیر
منوچہر شاہِ جہانگیر کا
لگا پوچہنی وہ کہ کیا ہی فغان
بہت خلق کو اوس سی پہنچا گزند
لیا ہاتہہ مین گرز سامِ دلیر
شب تیرہ ہی اور ہاتہی چہٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوی پیلِ دوندہ دلیر
کیا کام آخر جب اوس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا لیکن ابہی نہین کچہہ عجب
کسی طرف ہی ایک کوہِ سپند
کہ ہین ایک سنگِ گران قلعہ سی
یہ رستم سی تو صہ بیان کر کی سب
یہ سنکر وہان رستمِ نامدار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
سپاہ گران لیکی وہ ہمرکاب
سپاہ اور اک ماہ تک وہان مقام
کیا اوسنی رستم کو رخصت وہان

جہان جب تلک ہی تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سی کہو کام کچہہ
تن بدسگالان کرون غرقِ خون
ہوی ہاں وہ کس بزمِ عشرت مین سب
نہ شاہِ جہانگیر کا مجہکو ڈر
رہی پہر کسی طاقتِ سرکشی
تبسم کنان و سیہ تہی زال و سام
تو رخصت ہو دہر چاہی آرام سی
روانہ ہوا پہر سوی باختر
وہان مست پیلِ سفید ایک تہا
کیا مردمان نی یہ وسدم بیان
دوان ہر طرف ہی وہ پیلِ بلند
چلا سوی بازار مانندِ شیر
تو ایوان سی اوس وقت باہر نکلا
گریزندہ پہر بان سی ہر اک ہوا
ہوا جا کی نعرہ زنان مثلِ شیر
تو پہر پلٹین سوی ایوان گیا
وہ لایا سجا اور خوشی کی وہین
جو خونِ نریمان یہ لی جا کی اب
اور اوس کوہ پر ہی حصارِ بلند
نریمان کی سر پر گرا آن کی
کہا زال نی یون کہ ای پورِ راب
روانہ ہوا جانب کوہسار
مہیا وا کہ رستم کو پہنچی گزند
کمک کو نبیرہ کی پہنچا شتاب
رکہا سام نی اور بنا کچہہ کام
اور اوس سی کہا یون کہ ای نامور

دعا دی کی پہر یون گزارش کیا
مجہی چاہیی اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا انشا می کا جسد مر و فور
جہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پہر وہین
گئی زال و رستم سوی سیستان
اوٹہانا گہان رات کو ایک شور
کہ پیلِ سفید شہ نامور
پہری اس خبر سی رستم کی گوش
ولی حاجبون نی کیا در کو بند
سمانا اور اک مشت سخت آنکی
غرض توڑ کر وہین وہ قفل بند
جو مارا بزور ایک گرزِ گران
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا
طلب رستمِ نامور کو کیا
نریمان کا جسطرح ہی ماجرا
بحکمِ فریدونِ فرخندہ خو
پراگندہ وہین ہوا مغزِ پیل
شتابندہ ہو سوی کوہِ سپند
یہ پہنچی خبر سوی مازندران
وہان جنگ اک اوسکی درپیش تہی
جوانانِ جنگ آور و پیل تن
پہر اوہان سنی چارہ پہلوان
اکیلا ہی مین کاروان کا لباس

کہ ہون بندۂ کمترین سام
نہین مین طلبگار ساز و سر
رخ اوسکا برنگِ گلستان
تو بولا وہ محرابِ مستِ غر
یہ شمشیر خونریز و گرزِ گران
ملاون عدو کو تہ خاک اب
کہ پہر زور پہر ہو گئی دشمنان
کہ مست چہوڑتا تم رہ داد و د
کہ تہا وہ حکومت کا اونکی مکان
جو سنکر فغان رستمِ نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نی بس وہین جوش
کہا یون کہ ای کو دکارِ جمند
لگا یاد مین شہر پہ دربان کی
شتابان ہوا رستمِ زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیلِ دمان
دلی دلمین مسرور و شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اوسکو کرتا ہون سنی ذرا
نریمان نی گہیرا تہا اوس قلعہ کو
گئی جان قالب سی اوسکی نکل
نریمان کا خون لیکی ہوا رجمند
کہ رستم ہوا جانبِ شہر روان
سو یکدست موقوف اوسنی کہی
ہوئی گرد اوس قلعہ کی خیمہ زن
روانہ ہوا سوی مازندران
اگر قلعہ مین جاوی تو لی ہر اس

ره کینه خواهی سی تو پشنگ ‏— کری قصد تری طرف پهنگ
بجهی ہاتھ سی دشمنی کی گزند ‏— تو تها جز ہوس پر چرخ بلند
بقصد نبرد از ره سرکشی ‏— کری جب اندیش سرکشی
خبر کیجیو سام و زال کو ‏— کمک بہیجو اونسی ای نامجو
یل نوجوان یعنی فرزند زال ‏— نہین پہلوان کوئی جسکی مثال
وه اس خاندانکا ہو خدمتگزار ‏— کری یاوری کی لیل و نہار
منوچہر کرتا تہا جبتک بیان ‏— ملکزاده نوذر تہا گریہ کنان
نکچہ اون دنون شاه بیمار تہا ‏— نکچہ درد تہا اور نہ آزار تہا
یکایک ہوا خسرو سرفراز ‏— گرفتار بیماری جان گداز
نہ جان بر ہوا شہ بی نظیر ‏— جہان سی سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کی بعد با کر و فر ‏— ہوا مسند آرای فرمانبری
سر تخت نوذر ہوا جلوه گر ‏— ولیکن منوچہر کی رسم پر
رکہا سر پہ دیہیم شاہنشہی ‏— ز غفلت بجور و ستم دل نہاد
نہ قائم رہا خسرو نامور ‏— ہوئی بند یکسر مروت کی راه
نہ داد و دہش کی نہ انصاف داد ‏— ہوئی منحرف بلکہ ہر دل سے سب
ہوا بند تسلیم و زر بادشاه ‏— لکہا بادشاہان اطراف کو
یکایک ہوئی اوس سے بیزار سب ‏— ہوا دل میں اپنی ہر اک پائمال
کہ آؤ ادہر اور یہ ملک لو ‏— سوی سام نامہ کیا اک رسول
ستمگاری جبکہ دیکہا یہ حال ‏— منوچہر شاه خجستہ نہاد
لکہا یہ کہ ای پہلوان جہان ‏— زبان پر تہا شہ کی یہی بار بار
بجہی وقت رحلت کی کرتا تہا یاد ‏— بہان آ یکو اب تو بہیجا شتاب
ہوئی سلطنت اندنون نجہ بہ خراب ‏— کہ رکن خلافت ہی سام سوار
ادہر تو یہ نامہ لکہا اور ادہر ‏— ستمدیدگان پیچ و تاب بیشتر
دگر نہ یہ پہر تخت شاہی نہین ‏— بد اندیش ہوا اور ایران تہین
کیی تہی جو نوذر نی بیداد یہان ‏— کیی سام سی جا کی یکسر بیان
سپہر آتشی ہین نامہ گیا شاه کا ‏— تا سعت بہت پہلوان نی کیا
روانہ ہوا مازندران سے وہین ‏— شتابان ہوا سوی ایران زمین
جو نزدیک پہنچا یل نیکنام ‏— بزرگان ایران گئی پیش سام
گزارش کیا یہ کہ ای نامور ‏— جہاندار نوذر سی بیدادگر
تو بیٹہہ اب سر تخت فرماندہی ‏— تو رکہہ اپنی سر پر کلاه مہی
گرفتار کر شاه نوذر کو اب ‏— اطاعت کرین ملکی ہم سر بسر
یہ لایا زبان پر یل ارجمند ‏— خدا کی یہ ترد یک کب ہی پسند
کہ نوذر نژاد کیانی ہو یہان ‏— اوسی قید کر کی ہون شاه یہان
منوچہر کی درخت ہوتی اگر ‏— سر تخت شاہنشہی جلوه گر
کمر باندہتا مین پی جا کر ‏— شب و روز کرتا مین فرمانبری
جو نوذر نی پیشہ لیا ظلم کا ‏— تو اہل مداران یہی اندیشہ کیا
اوسی باز لاؤنگا اس راه سے ‏— کرون تازه پیمان شہنشاه سی
نہ ہو منحرف اوس سی تم زینہار ‏— کرو جا کری اوسکی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاه جہان ‏— جہکایا سر عجز جون بندگان
کیا شاه سی سبکو گرویده پہر ‏— رہا کوئی ہی ہان نہ رنجیده پہر
سنوا آگی احوال پور پشنگ ‏— کہ نوذر سی آگی ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما ‏— سپہدار اقلیم توران کا
سر افراز تہا نسل سے تور کے ‏— اوسی جنگ نوذر سی منظور تہی
پسر ایکیا اوسکا تہا افراسیاب ‏— کہ ہیبت سی جسکی ہو خارا بہی آب
یل نور مند و دلیر و جوان ‏— نہ تہا اوسکی ہمسر کوئی پہلوان
پشنگ اوس سی کہنی لگا اکروز ‏— گرامی پور خوش طالع و نیکروز
روان سوی ایران ہو لیکر سپاه ‏— تو نوذر سی جا کی ہو کینہ خواه
شتابان ہو تا خیر مت کر ذرا ‏— کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب ‏— گیا بہول آسائش خورد و خواب
ہوا میل خاطر سوی رزم و کین ‏— یہ پاسخ دیا باپکو پہر وہین
کہ شایستہ جنگ شیران ہی ہم نہین ‏— سزاوار رزم دلیران ہی ہم نہین

کرون جاکی سالار ایران سی جنگ ۔ کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
پھر افراسیاب اوس سی یعنی لاوین ۔ کہ ہرچند نوذر دلاور نہین
اور اپنی یہ گردان لشکر تمام ۔ نہین ہمسر قارن و زال و سام
یہ بولا پشنگ ای خردمند پور ۔ یہ گفتار ہی عقل و دانش سی دور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب ۔ روانہ ہوا سوی ایران شتاب
شمشیر و گرز و سنان و خدنگ ۔ کمر ہمت باندھی ہوئی بہر جنگ
سپہدار کو پھر یہ پہنچی خبر ۔ کیا سام نی اس جہان سی سفر
خوشی سی وہ ہر روز تھی رہ نورد ۔ تھا دلمین اوسکی کچھ اندوہ و درد
گئی ساتھ نوذر کی مردان کار ۔ سواران جنگی با صد چل ہزار
کرین مین نبرد و لیسر آئی آب ۔ کرون غارت ایران کی لشکر کو سب
تھا اک تازیان گرد افراسیاب ۔ بڑہا فوج سی لیکی نیزہ شتاب
کری آنکہ مجھسی اب کارزار ۔ نہ تاخیر کو راہ دی زینہار
برادر سی اپنی یہ بولا وہین ۔ کہ ای پہلوان جاکی ہو گرم کین
کو دا اسپ کو سوی میدان کیا ۔ ہوا تازیان سی نبرد آزما
قباد دلاور ہوا کشتہ جب ۔ وہ قارن دلیر جوانمرد تب
پھر انوہ دیکھا تو افراسیاب ۔ کو یک کو سپہ لیکی پہنچا شتاب
ہوئی خون سی مٹی مین لالہ زار ۔ پھر اتنی مین وان شب ہوئی آشکار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب ۔ تو قارن پی جنگ افراسیاب
اودھر لشکر آرا ہی توران زمین ۔ سپہ لیکی آیا پی رزم و کین
سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ ۔ نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
ولی فوج توران ہوئی چیرہ دست ۔ دل اہل ایران کو پہنچی شکست
ہوا آپ تب عازم کارزار ۔ پکارا یہ میدان مین تاجدار
رکھی ہی اگر غیرت افراسیاب ۔ تو آکر مقابل ہو میری شتاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر ۔ ہوا آگی رزم جو مثل شیر
بیان کبھی کیا جو ہم حرب تھی ۔ سنان سی سنان ضرب پر ضرب تھی
کمین سی نوذر کی دیہیم بر ۔ گرا وقت پیکار تھا خاک پر
کیا تھا نہ بدخواہ نی کچھ خیال ۔ ولیکن جہاندار تھا پر ملال

یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ ۔ ہوا بند سی غم کے آزاد وہ
ولیکن منوچہر کے پہلوان ۔ حضور اوسکی حاضر ہین یکسر یجان
نہین جب ہی اندنون عزم جنگ ۔ یہی مصلحت ہی کہ بھیجی بیرنگ
یہی وقت ہی جاکی لی انتقام ۔ شتابی سی کر کار نوذر تمام
جوانان شمشیر زن سی ہزار ۔ جوانمرد و شایستہ کارزار
خزروان و سام سان و پہلوان ۔ سپہ کی تھی سالار با فر و شان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب ۔ کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ادہر سی یہی نوذر سنکر شتاب ۔ ہوا عازم جنگ افراسیاب
ملک تسادہ نی نامہ سوی پشنگ ۔ لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ
مقابل ہوئین جبکہ دو نو سپاہ ۔ تو باہم ہوئی پہلوان کینہ خواہ
ہوا آکی میدان مین رزم جو ۔ کہا یون کہ ہو وی جسی آرزو
پسر گاوہ کا قارن نامور ۔ کہ سردار لشکر کا با کر و فر
قباد اوس جوانمرد کا نام تھا ۔ نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
ولی خشت پولاد کی ایک ضرب ۔ جو کھائی تو دی جان ہنگام ضرب
سوی تازیان لیکی آیا سپاہ ۔ ہوا ساتھ بدخواہ کی رزم خواہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد ۔ کسیکو کسیکا نہ تھا کچھ بھی درد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ ۔ وہین پھر گئی سوی آرامگاہ
گیا کر کی آراستہ فوج کو ۔ کہ یکسر تھی مردان پیکار جو
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران ۔ قیامت ہوئی ایک برپا وہان
ہزارون ہوئی کشتہ و خستہ وہان ۔ زمین بن گئی سر بسر گلستان
جہاندار نوذر نی دیکھا یہ جب ۔ کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب
کہ ہرگز نہین اسمین کچھ فائدہ ۔ جو کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا
جسی نصرت و فتح دی کردگار ۔ کری بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوئی نیزہ و نو طرف سی روان ۔ ہوا کار منجر بنوک سنان
ستیزہ کنان ہو گئی شاہ پر ۔ ہوا از خسم کوئی نہ کچھ کارگر
غرض رزم موقوف کر شہر شاہ ۔ پھری رزم گہ سی سوی خوابگاہ
ملازم کوئی شہ کی لشکر کا ۔ وہان سی وہ دیہیم لایا اوٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہ گین — سخن باپ کا یاد آیا وہین
سران سپہ کو فراہم کیا — جہاندار نے پہر یہ اونسے کہا
ظفر اپنی آتی نہین کچہہ نظر — کہ لشکر ہی اپنا زبون سربسر
یقین ہی کہ پہر دشمنان شریر — مجہی یہان سے لیجاوین گے اسیر
جدا ہووے تن سے مرا سر اگر — تو قائم رہے نام نیک پدر
ولی اپنے بیٹونکو رخصت کرو — یہانسے سوی پارس اب بہیجدو
دو فرزند جو طوس و گستہم تہی — اونہین لیکے آغوش مین پیار سے بہیجے
یہ سالار توران کو پہنچا پیام — کہ لشکر تو تنگ آگیا ہی تمام
رہی جنگ موقوف دو روز تک — رہا لشکر آسودہ زیر فلک
سواران جنگی یمین و یسار — ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار
اودہر تہا صف آرا وہ افراسیاب — کہ ترکان چین جسکے تہے ہمرکاب
ہوا کشتہ شاپور میدان مین — پڑا تفرقہ فوج ایران مین
فراہم نہ آیندہ لشکر رہا — نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا
روان سوی پارس ہوا تازیان — گرفتار ہوتا کہ شہزادگان
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب — تو فوج اوسنے بہیجی کمک کو شتاب
نکل کر ہوا سوی اودہی روان — ولی بر سر کینہ تہا آسمان
ستیزندہ وہ بہی ہوا ناگزیر — ہوا آخرکار نوذر اسیر
بیک گردش چرخ بیدادگر — نہ نوذر رہا اور نہ وہ کر و فر
ہوا بعد ازان جاہی افراسیاب — سریر فریدون عالی جناب
ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ — گریزان ہوئی فوج بے ننگ

کہا تہا منوچہر نے یہ کہ ہان — یہی فوج ایران کے پہنچی زیان
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ — یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
اگر بہاگئے تو کدہر جائیے — حفاظت کی اب جا کہان پائیے
یہ بہتر ہی کشتہ ہون زندان مین — نہ جاوین مین لیکن نہ زندہ نکلین
سران سپہ نے یہ سنکر کہا — کہ جز جنگ چارہ نہین ہی بہا
کہ تخم فریدون سے تا یک دو تن — رہین زندہ اے سرور انجمن
کیا شاہ نے سوی پارس روان — ہوی دیدہ زار گوہر فشان
لڑائی مین دو روز بیچی درنگ — کرین تیسری روز پہر ہمسری جنگ
مگر تیسری روز وقت پگاہ — گیا سوی میدان پہر اپنا شاہ
وہ شاپور و قارن سران سپاہ — پہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ
یکایک ہوی کشتہ جس دم دو دست — سپہدار ایران کو ہائی شکست
وہ قارن وہان سے گریزان ہوا — سوی ملک پارس شتابان ہوا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند — مخالف نے گہیرا حصار بلند
ہوا اسیرہ قارن نامدار — لگی ہونی باہم وہان کارزار
جو کہ ہر رکی فوج گرد حصار — تو پہر قلعہ سے نوذر نامدار
سپہدار توران یہ سنکر خبر — تعاقب کو اوسکے گیا زود تر
سوا اوسکے آئی گرفتار وہان — ہزار و دو صد اور بہی پہلوان
جہانگیر ہا حکمران ہفت سیال — پہر اقبال کا اوسکے آیا زوال
سپہدار کو پہر یہ پہنچی خبر — کہ غالب ہا قارن نامور
ہوا پر الم اسکے افراسیاب — بہت دلکو اوسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا — کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
خزروان سماساس سے نامیان — گئے سنکے سالار فوج گران
کمر کینہ خواہی پہ باندہی بہت — زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین
لکہا شاہ مہراب نے زال کو — کہ ہون منتفق تیرا اے نامجو
مقابل ہوی جب سپاہ عدو — تو باہم مبارز ہوی کینہ جو
شکستہ ہوا مغفر پہلوان — ولیکن نہ کچہہ سر کو پہنچا زیان

روانہ ابہی پہر ہی کارزار — سواران جنگ آزما سی ہزار
سنی زال نے یہ جسدم خبر — کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادہر
روانہ ہوا سیستان سے شتاب — کہ تاخیر کی تہی نہ تہی تاب
ہوی پہلوانان کابلستان — رفیق سپہدار زابلستان
خزروان نے آکر عمود دلیر — یکایک جو مارا سر زال پہ
مگر گرز ٹوٹا خزروان کا سر — زمین پہ اوسکی [illegible]

جزیرے کی جانب گریزاں ہوا
وہاں خوف سے جا کی پنہاں ہوا
ملکزادہ زو او سنکے حکایت نام
سزاوار شاہی ہے ذوفہ والاکرام
کہ لے آ جزیرہ سے زو کو یہاں

غرض ہے یہ پسر یک طہماسپ کا
جو نامرد ود افسون و خوش لقا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا
تو یون قارن نامور سے کہا
ہوا او وہان القصہ قارن ان

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی

حضور ملکزادہ پہنچا وہ جب
دیا زال کا اوسکو پیغام سب
خوشی سے ہمراہ قارن کے زو
طرف سیستان کی ہوا تیز رو
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
گیا شاہ پہر سوے افراسیاب
لڑائی کی ہرگز نہ لایا وہ تاب
گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
ترا بہائی اغریرث نامور
ترے پاس حاضر ہوا آنکر
روا تو نے رکہا برادر کا خون
کیا فوج ایران نے تجکو زبون
رہی پہر نہ کچھ قدر افراسیاب
ہوا ناگوار اوسکو آرام و خواب
کیا اوسنے ہر روز و شب عدل و داد
جہانکو رکہا خوب آباد و شاد
جہانمین باقبال و جاہ و جلال
رہا شاہ فرمان رو پنج سال

کہا یونکہ چلیے سوے سیستان
مہیا ہے اورنگ شاہی وہان
جب آیا خداوند تاج و سریر
ہوئی گرد سب اوسکی فرمان پذیر
سوے ملک ماسن ان کی سپاہ
ہوا اوس ولایت پہ پہر فضل شاہ
گیا بہاگ بدخواہ توران زمین
تصرف ہوا شہ کا ایران زمین
پشنگ اوس سے بولا کہ ای نابکار
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
کیا تو نے ای اوسکو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
نہین کام تیرا مرے روبرو
مری سامنے سے ہو بس دور تو
جہاندار زو خسرو دین پناہ
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
پسر زال زر اور سب پہلوان
شب و روز تہے شاہ کے مدح خوان
پہر آخر کو پہنچا پیام اجل
گئی جان قالب سے اوسکی نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب بہ تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
پشنگ دلاور کو پہنچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
بصد لطف تقصیر افراسیاب
معاف اوسنے کر کے کہا یوں شتاب
سپاہ گران لیکے پور پشنگ
ہوا سوے ایران بے درنگ
پہر آیا سپہ لیکے افراسیاب
کیا چاہیے اب اثر کن شتاب
مگر کہہ کی رستم کو اب سر گروہ
اودہر بہیجتا ہوں مین صد شکوہ
لگا کہنے رستم سے پہر زال زر
کہ حیران ہوں میں کیا کرون اے پسر
تو کار آزمودہ نہیں اب تلک
کہ ہے نازپروردہ زیر فلک
تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب
جو ہو تجکو منظور سو دے جواب
یہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم
کرون خیرہ بدخواہ کو یہی عزم
گہ داؤن اگر سب کے وقت جنگ
نہ ٹہیرے مرے آگے شیر پلنگ
کہا پہر یہ رستم نے اے پہلوان
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران

ولی تہا پذیرندہ رای زال
کہ تہا بادشاہ جہان خستہ سال
پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب
کہ لشکر کشی سوے ایران تو کر
پے کینہ خواہی تو باندہ اب کمر
بزرگان ایران یہ سنکر خبر
لگے زال سے کہنے اے نامور
وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخورد
ستیزہ ہے کار جوانان گرد
یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو
کیا سب نے اقبال اس بات کو
ہوا ایک درپیش دشوار کار
کہ جس سے گریزان ہو تاب و قرار
تجھے کیونکہ بہیجون پے کارزار
سوے شیر مردان جنگی سوار
غرض آزمانا تہا رستم کو زال
کہ ہے یا نہیں جنگ کا کچھ خیال
یہ بازو یہ سینہ و دست دراز
نہین کچھ طلبگار آرام و ناز
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
دعا دی کہ باہم ہو تجسے ظفر
حضور اوسکی لائے وہین گرز سام
تہمتن ہوا دیکہ کر شادکام

دکھائی تہمتن کو پھر بسر / وہاں گلہ اسپ تھی جسقدر
ولی یادیان ایک تھی تیز جنگ / نگار اوسکی تھی جسم پر لالہ رنگ
یہ چاہی کہ ڈالی کہیں کمند / کری تاکہ اوس کرہ کو پای بند
کیا وہ بھی گرمی کی خونخوارتر / غضبناک اور مردم آزارتر
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند / سر رخش لایا وہین زیر بند
یہ چاہی جباوے تہمتن کا سر / کہ آتی ہی رستم بہی جون شیر نر
غرض رخش تہا نام اوس گرگ کا / توانا و زور آور و چست تہا
کیا زور اوس رخش نے اسقدر / کہ رستم کو بس لیچلا کہینچکر
کیا رخش کو زین ہوا پہر سوار / بصد کامیابی یل نامدار
سپاہ گران ساتھہ لیکر شتاب / روانہ کیا سوی افراسیاب
گیا آپ بہی بعد دو روز کی / ملا جا کی پس رستم گرد سی
جو جہسی کری رزم کی آرزو / وہ کیا چیز ہی پیش ہم سی و برو
سپاہ اوسکی تہی پردل و شادکام / ولی فوج ایران تہی بیدل تمام
کوئی چاہی بادشاہ دلیر / کہ بہان جسکی ہیبت سی ہو شیر زیر
نژاد فریدون سی کوئی اگر / کہین ہو تو دو مجہکو اوسکی خبر
فریدون کی نسل شاہ فرخ نہاد / دلیر و جوان مرد ہی کیقباد
یہ رستم سی بولا کہ ای نامور / کمر باندہ اور رخش کو زین کر
تمنا یہ کہتی ہین سب پہلوان / کہ تو جلکی ہو بادشاہ جہان
دو ہفتہ مین تو پہنچو وہان تلک / زیادہ نہو دیر زیر فلک

رکہا پشت پر ہاتہہ جسدم اپنی / وہ شبدیز خم ہوگیا بس یہی
اور اوسکا تہا اک بچہ پیلتن / ہوا دیکہکر خوش یل صف شکن
لگا کہنی رستم سی یون گلہ بان / کمند اسپہ مت ڈال ای پہلوان
کیی آتی ہین پیشتر چند خون / مبادا تجہی بہی کری سرنگون
غضبناک ہوکر وہین مادیان / دوان آئی مانند شیر ژیان
ہوا جبکہ میدان مین نعرہ زن / تو ہیبت سی خیرہ ہوئی مادیان
کمند اوسکی سر پر ہوئی جبکہ بند / لگا کہینچنی تب یل ارجمند
ولیکن تہمتن بہی پر زور تہا / پر اوسکو قابو مین اپنی کیا
در گنج پہر زال نی وا کیا / تہمتن کو گنج فراوان دیا
ولیکن ہوا مضطرب زال زر / نہ لایا وہ تاب فراق پسر
یہ کہتا تہا ہر روز افراسیاب / کہ رستم ہی کودک کہان اوسکو تاب
ہوا زال بہی چپ بہ پیرانہ سال / نہین اب بہی تسخیر ایران محال
یہ تہا زال کو سوچ شام و پگاہ / کہ نادان نہایت ہی تہماسپ شاہ
روانہ کیی ہر طرف مردمان / کہا زال نی یون ہر اک سی کہ ہان
کسینی کیا آنکی یون بیان / کہ ہی کوہ البرز مین اک جوان
ہوا یہ خبر سنکی دل شاد زال / ہوا بند سی غم کی آزاد زال
روان ہو شتابی سوی کیقباد / یہ کہہ جا کی ای شاہ فرخ نہاد
مددگار دولت ہی یاور ہی بخت / مہیا ہی تجہکو وہان تاج و تخت
یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ / روانہ ہوا سوی البرز کوہ

روانہ کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سی کیقباد / کہین آکی بیٹہا تہا مسرور شاد
لگا کہنی دل مین عجب ہی جوان / تماشا ہی رخش اور گرز گران
کہ تنہا اسقدر تو بجا ای جوان / اوتر کر ذرا اسپ سی بیٹہہ یہان
نگر ای جوان مرد فرخ نہاد / مجہی دی نشان شہ کیقباد
تری ساتہہ اک مرد عاقل گزین / مکان تک مجہی اوسکی ای صف شکن
یہ بولا تہمتن کہ ای نامور / پدر میرا ہی پہلوان زال زر
جوان مرد ہی کیقباد اوسکا نام / تو جا کر کی اوسکو یہ پہنچا پیام

ہوا رستم گرد کا وہان گذر / وہ شہزادہ حیران رہا دیکہکر
ہوا اس خاطر کہ ہو ہمنشین / تہمتن کو آواز دی پہر وہین
می و نقل یہ دیکہہ تیار ہی / وہ بولا نہین مجہکو یہ کار ہی
وہ کہنی لگا پہر کہ آ تو یہان / تو اوس نامور کا ہی جو ہی نشان
لگا پوچہنی پہر کہ ای پہلوان / بتایا تجہی کسنی یہ وہان نشان
کہا اوسنی مجہکو کہ جا سوی کوہ / وہان ہی ملکزادہ باشکوہ
کہ ہی پہلوانون کی یہ آرزو / کہ تو شاہ ایران ہو ای نامجو

یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد
تجھے تخت ایران مبارک مدام
دوبارہ سفید آئی ایران سے
ہوا اسطرف کو ترا اب گذر
سمجھیو مجھے اور مری باپ کو
غرض سے ایران مین شاد و شاد
یہ سرحد مین پہنچی جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ اوپر روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
یہین تھے نہان وقت مین شام تک
اوسے اوسنے یکدفعہ پنہان کیا
قباد دلاور کو پاکر وفسر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اودہر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پکارون کہ اب کی افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہووے آب
یہ کہکر گیا سوی میدان دلیر
اوسے دیکھکر مرزبان سے یہین
کہ ہے پور زال اور رستم ہے نام
کہ ای طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا
کمربند اوسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن وہ وال کمر
اودہر سے بھی وہین بفرمان شاہ
گریزان ہوے ترک سالار ترک
لگا کرنی فریاد یون باپ سے

پدر بر پدر یہ نام رکھتا ہون یاد
ہمیشہ ترا تخت و دولت بکام
سر تخت شاہی بٹھایا تجھے
بلطف خدا ای یل نامور
دوبارہ سفید ای شہ نامجو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا اسقدر وہ بھی تب آن کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شکوہ سے تھی زیر فلک
بہ شغل مے ناب شادان کہا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سوی رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کی گرم کین
یہ بولا کہ ای پہلوان جہان
مری ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھی ہاتھ مین اپنے ہے گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا لے یراق اوس سے جنگ آزما
اوٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
وہ جھٹ کر دہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کی پہنچی سپاہ
ہوئے سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
وہ ہم سنج پھر با دل شادمان
یہ کہکر وہان خوش کی پھر آب
ملین ٹھہریں تا سوی ایران چلین
قلون دلاور یل با وقار
تہمتن قلون کی مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے بس چھین کر
بصد شادمانی وہ دو نوجوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہنچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین پیر و جوان
کیا قصد پھر سوی افراسیاب
ادہر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
مری ادب ہے جاؤن مین آیت
نکر قصد جنگ اوس سے بولا یہ زال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کہا یون کہ ای ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کی آیا وہ ترک
ذرا زور سر پنجہ دکھلاؤ نہین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ لیجا اسے شاد شاد
بس اتنے مین آ پہنچی اوسکی سوار
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اوترا پ جیحون سے پور پشنگ
کہ ایرانیون سے نکلے مصاف

بجا شکر طاعت کی لاکر کہا
مجھے شکوہ اک خواب آیا نظر
او ترکو وہ سے آکے بیٹھا یہان
کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
تری سر پہ ہم تاج شاہی کہین
طرف سے تہا گرشاسپ کے لہراسپ
سوی رزم و پرخاش مائل ہوا
قلون کی جو مارا اوس نے سینہ پر
ہوئی پشت پر اوسکے نکلی روان
یل نامور زال زر تہا جہان
تو پھر زال نے زور رستم دیا
ہوئے پہلوان شاہ کی ہمرکاب
گیا سوی میدان یل کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
گرون خوار وہ تہمتن کو اک تہا
مقابل ہوا اوسکی کیسکی مجال
اوسے اسپ سے لاون زیر زمین
مقابل تو مجھسے ہوا اک شتاب
یہ سنکر کیا مرزبان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندہ کر تجھکو لیجاؤن مین
رہا وہین قائم یل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوا کشتہ ہاتھو سے رستم کے وان
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ
مجھے کہیا اس بات سے تہا مصاف

ہوا کیقباد آپ سلطان تاجدار — وہی مرد جنگی و ہم ہوشیار
بہت دن تو ایران میں ہی پہلوان — ولی نفس سے سام کی اک جوان

مجرب صاحب و رسیدہ ہوا — نہ ہم پنجہ پیشتر اوسکا ہوا
ولی پہلوان رستم اوسکا ہی نام — زبون اوس سے تہی اپنا ترکان تمام

بیان اوسکی قوت کا کیسے کرون — کہ بس پر اوسکی ہیں پشت ہون
جدا کر کی کہیا رگی زین سی — پکڑ لیجلیا تہا مجہی کین سی

کمر بند سے جو ٹوٹا وہین — تو بس تا تہی اوسکی چہوٹا وہین
ہوا سو ہوا پیشتر ای پدر — ولی اب گذشتہ تو قوت ہا دگر

یہی مصلحت آشتی ہو بہم — نہون کینہ جو کیقباد اور ہم
کہی حقیقت جو پیش پشنگ — تو اک نامہ اوسنی لکہا بیدرنگ

کیا دیکی ویسہ کو نامہ روان — سوی کیقباد شہ خسروان

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بہ کیقباد

حضور جہاندار ویسہ گیا — سپہدار توران کا نامہ دیا
یہ خط پاکر کی وہ شاہ نی بہر سیر — یہ اوسمین لکہا تہا کہ ای تاجور

اگر تو سرنی خون ایرج کیا — منوچہر نے اوسکا بدلا لیا
ہوا پہر ادہر عازم افراسیاب — تحمل کی تہی اوسکو ہرگز نہ تاب

کیا اوسنی پاداش تو زنسی بس — نکالی غرض اپنی جیکی ہوس
ہوا پور طہماسپ پہر کینہ خواہ — کیا فوج توران کو اوسنی تباہ

بہت ہم گرید جو اپنی ہوی — بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
یہ بہتر ہی اب آشتی کیجیے — نہ کینی کو بس اب رہی ذکر بہی

کہ ہم تم نہیں غیر کچھ بیش سا — برادر ہیں یکجدی ای شہریار
موافق فریدون کی تقسیم کے — رہین گی خدا اپنی اقلیم کے

کریں تازہ پیمان عہد استوار — نہ لشکر کشی پہر کریں زینہار
ترا حد آب جیحون ہے درمیان — ادہر ہم ادہر تم رہو حکمران

یہ پاسخ لکہا شاہ نی بہترین — کہ ہرگز نہیں ہم سے آغاز کین
ادہر سے ہوئی ابتدا ظلم کی — ولیکن جدائی سزا اسکو ہی

نہیں عہد و پیمان بیہم استوار — تمہاری نہیں یا بجا اعتبار
سنو تو اگر ہو وہی قول و قسم — تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنی رستم کہ ای تاجدار — نہ کر صلح اور آشتی زینہار
کیا گرز کی میری اوسکو زبون — ملایا عدو کو تہ خاک و خون

یہ سنکر وہ شاہ بلند نام جو — طلب کی محراب اور زال کو
یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا — کرو مجکو آگاہ اوس سے ذرا

یہ بولی وہ شاہ تو جنگ سے — کہی صلح بہتر شہا جنگ سی
غرض شاہ نی ابتدا او جو — سپہدار توران سے کی صلح کی

دیا رستم زال کو گنج و زر — عنایت کیی خلعت پر گہر
کہا یوں کہ ای رستم نام جو — تری جسم کا ایک سبی تار ہو

بصد ملک توسن وان نہاد — کرون گا فزون تیرا جاہ و وقار
شہنشہ ہفت اقلیم ہی بعد ازان — روانہ کیے جا بجا پہلوان

وہ لائی تصرف میں ملک وسیع — ہوی شہ کی شاہان عالم مطیع
بہت نامداروں نی بہر دنشان — نہ فرمان سے پہیرا سر انقیاد

بصد کامیابی و فتح و ظفر — گیا سوی پارس شہ دادگر
یہ دادو دہش شاہ کی دو ہا — کرا ک خلق با خاطر شادمان

ہوی مدح خوان شہ کیقباد — فریدون کی مہر گر کیا پہر یاد
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ — جہانبین خداوند تاج و کلاہ

یہ سوجہا شہنشہ کو کیا سگی — کہ آخر ہوئی اپنی اب بندگی
شہ دادگر کی تہی فرزند چار — اونہین ایک دن شاہ فرخ تبار

طلب کرکی بولا کہ کاوس کی — عزیزو تمہارا برا بہائی ہی
یہ ہو وہی خداوند تاج و سریر — رہو تم سب روز فرمان پذیر

معاون ہوا اوسکی شام و سحر — کہ فتنہ نہ پیرا ہو بار دگر
سہون نی بزیرا کیا یہ سخن — بجا لائی فرمان شاہ زمن

وہ بولی کہ ہم ای شہ تاجدار — اطاعت کے ہیں شہ نیکنہا
گئی ہو وزیر کی بعد پہر تا کہان — ہوا سوی ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاوس بر تخت سلطنت ایران

ہوئی بند جب دیدۂ کیقباد
تو بیٹھا شہ کاوس فرخ نہاد

لگا کرنی داد و دہش روز و شب
لگا ہونی مشغول عیش و طرب

کہ آب و ہوا ہی بہت خوشگوار
سدا اس فصل گل ہی ہمیشہ بہار

کہ ہر گز نہین اب بہی مین بزم
ہوا دل طلبگار میدان رزم

فریدون و ضحاک و جمشید سے
نہین کم ہی کچہ زور و قوت مجہے

یہ جی مین ہی کشورستانی کرون
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

یہ گفتار خاقان آفاق گیر
ہوئی سنکے حیران امیر و وزیر

فریدون و جمشید عالی وقار
منوچہر شاہنشہ تاجدار

با این زور و قوت و شاہنشہان
نہ عازم ہوئی سوئی مازندران

وہ کرساس و ستہم طوس جوان
وہ گودرز اور گیو نامی یلان

ہوئی یکدل سپاہ پر گرد سب
کیا چاہئی زال کو یہان طلب

پہنچتی ہی نامی کئی وہ نامور
روانہ ہوا سیستان سی ادہر

یلان سی جہاندار کشورکشا
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا

کہ ہم اور تم جاکے شہ کی حضور
رکہین شاہ کو اس ارادی سی دور

کہ جیسا شہنشاہ باداد و دین
نہ دیکہا کہین اور سنا بہی نہین

شہنشہ نی گفتار لطف و کرم
کہین پیش تر ان سی تو وہ شیم

کیا اوسنی پہر ذکر مازندران
یہ سنکر کہا شاہ نی یون بیان

کیا زال نی عرض ای تاجور
یہ سنکر خبر مین بہی آیا ادہر

فریدون نی جمشید نی پیشتر
کیا تہا ارادہ کہ جاوین ادہر

کیا تب شرخ سوئی مازندران
حذر لو تو بہی کرائی شہ خسروان

لگی کہنی پہر سپاہ سیاہ
کہ ہم ہین سبہی بندہ نیکخواہ

سپہ پاسخ دیا شاہ نی زال کو
کہ ای گرد دانا و فرخندہ خو

خدا ہی مرا یاور و دستگیر
کرون جا کی دیوون کو فرمان پذیر

تو ای زال و رستم پہلوان
طرف سی مری یہان ہو حکمران

بدل سوز ہی ای شاہ کشورکشا
جو کچہ عرض کرنا تہا ہمنی کیا

سعادت مین اوسکا ہو گا مدام
مددگار یاور رہین ہون گا مدام

خداوند اورنگ و افسر ہوا
جہان پرور و عدل گستر ہوا

ہوا ایک سازندہ حاضر وہان
لگا کرنی تعریف مازندران

یہ سنکر کیا قصد مازندران
وزیرون سی بولا یہ شاہ جہان

مبادا اگر ہون مین آرام گیر
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر

مشقت بہی لازم ہی اونکی مثال
کہ قائم رہی افسر و ملک و مال

سپہ بہیجون اب سوئی مازندران
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

بظاہر یہ بولی کہ ہی بات نیک
ولی جی مین کہنی لگی ہر ایک

کہین جب تہی یاد افسونگری
اطاعت مین اونکی تہی دیو و پری

نہین کہینچا نت غیب ایدہر
کراتی نہین کام اپنی نظر

وہان بہی ولی تہی بطاقت کسے
گزشتہ کو کہین باز اس عزم سی

وہین زال کو ایک نامہ لکہا
رقم اوسمین احوال سارا کیا

یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
کہ بی حکم آیا ہی کیون ناجو

ملی جا کی جب زال سی پہلوان
یہ اونسی کیا زال نی سب بیان

جب آئی ہی حضور شہ نامور
لگا کرنی تعریف شہ زال زر

ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
ولایت ستان تیری شمشیر ہو

وہین رستم زال کی پوچہی خبر
وہ بولا دعاگو ہی شاہا پسر

ارادہ مرا او سطرف ہی درست
کہ ملک گیری بہتر ہی نشست

رکہون تاکہ اس عزم سی مجہکو باز
ذرا سوچ ای خسرو سرفراز

سنا جبکہ ہی خانۂ دیو سار
طلسم اور جادو وہان بیشمار

نہ تسخیر ہو زور شمشیر سی
نہ جا ہو نہ آئی افسون و تدبیر سی

یہی عرض ہی شاہ عالیجناب
نہین ہی ارادہ تو ہین صواب

فریدون سی افزون ہی بہرام حشم
منوچہر و جم سی نہین ہون مین کم

طلسم اور افسون کو توڑون تمام
سر بد سگالان کو پہونچون تمام

لگا کہنی پہر شہ سی وہ نیکخواہ
کہ ہین بندی ہم اور تو بادشاہ

بہیجی کیجی نصیحت سوئی سیستان
کری حکمرانی کوئی اور یہان

غرض شاہ سی پہر کی سوئی سیستان
مرخص ہوا پہلوان جہان

رفتن کاوس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یلی اسور ایک میلا وہاں　اوسی شاہ کاؤس نی یوں کہا
کہ سد نپایا تجھی یعنی اب تجھ گاہ　کوئی آگی جو تجھ سی ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو بھیجو خبر　معاون تیری ہونگی وہی نامور
یہ کہکر جہاندار کشورستان　روانہ ہوا سوی مازندران

گیا لیکی وہان لشکر بی شمار　یلان جہانگیر و جنگی سوار
بفرمان شاہنشہ نامور　گیا گیو لشکر کو لی بیشتر

جب آئی حد ملک مازندران　تو پہونچا وہان وہ دو جنگجو پہلوان
زر و عصمت کو یکسر جلاتا گیا　مکان خاک مین سب ملاتا گیا

ہوا سامنی جو بعزم ستیز　تو کھینچا اوسی بس تہ تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کنان　بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان سی وہ شہر جمشید تھا　زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند　کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہو کی پھر نا امید　کسی دیو کو سوی دیو سپید
کہا یوں کہ اب جان سی تنگ ہون　کیا شاہ ایران نی مجکو زبون

شتابی مدد کر تو ای اہرمن　وگرنہ نہ جان بچی یہان ایک تن
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار　وہ لایا بہت لشکر دیوسار

ہوا آنکہ شاہ سی کینہ خواہ　ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
ہوئی گیو اور شاہ کاؤس بہی　وہ گودرز و گستہم اور طوس بہی

گرفتار چنگال دیوان ہوئی　پراگندہ دل اور حیران ہوئی
کہا دیو ارژنگ نی شاہ سی　کہ تم خوش ہوئی اس طرف آ کی

ہوا اس مکان کی خوش آئی تھی　فضا اس گلستان کی بھائی تھین
یہ سنکر کہا شاہ نی دیو سی　کہ آگہ نہ تھا یہان کی مین ریو سی

وزیرون نی مجکو کیا منع تھا　ولی مینی اونکا سنا نا کہا
ہوا پھر مین آخر یہان آ کی خوار　نہین چارہ تقدیر سی زینہار

جہان قید تھا شہریار زمن　نگہبان تھی بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گرد را ابلیس زال بطرف سیستان و خلاصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوی سیستان　روانہ کیا شہ نی اک پہلوان
کہ پہنچا وہی تا زال زر کو خبر　سوا اوس پہلوان کی یہان کوئی نگیا

بیان زال سی ماجرا سب کیا　طرف سی یہ کاؤس کی پھر کہا
کہ اوس وقت مین ای یل پیلتن　نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن

تو پائی سزا مینی آخر کو آہ　ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہی زندہ باقی جو یہان خستہ تن　سو ہین قید تہ پنجۂ اہرمن

یہ پیغام بر نی کہی جب خبر　تو دلگیر و وہین ہوا زال زر
یہ رستم سی بولا صد افسوس ہی　کہ والی ہمارا جو کاؤس ہی

سو ہو قید اور ہم ہی جام سی　گذارین شب و روز آرام سی
یہ ہی وقت یاری و امداد کا　کہ حق نی تجھی زور بازو دیا

نہ گز رہی مجکو اب تاب جنگ　کہ پیری سی سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب　سوی شہر مازندران جا شتاب

قلم نی قضا کی یہ فتح بلند　لکھی تیری نام ای یل ارجمند
خوشی سی یہ بولا یل نامجو　کہ ہی جنگ دیوان مجھی آرزو

ولی دوری راہ سی ہی خطر　کہ وہان میری جانی تلک ہی بسر
کہین بد سگالان ناپاک خو　مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو

کہا زال نی اوسی ای پہلوان　کہ مین تین رستی پہنچنی کی وہان
دو راہا جو وہانکا ہی رہ دراز　نہین اوسمین ملتا کوئی حیلہ ساز

گیا دور کی راہ کاؤس تھا　تو اوس راہ سی ہی تہمتن بچا
جو نزدیک کی اوسکی ہی ایک ماہ　نہین آدمی کو ولی وہان پناہ

بہت راہ مین ہین بلائی عظیم　ہر اک منزل اوسکی ہی جای خوف و بیم
اگر اس راہ سی چلو ای پہلوان　تو پھر سات دن مین تو پہنچی وہان

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین　بتائید حق زیر چرخ برین
کرون رفع مین ہر بلا کو شتاب　طلسم و ہر جادوستان کو خراب

کرون قتل وہان لشکر دیو کو　چھڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار　دعا زال نی دی کہ لیل و نہار

تو ہو کامیاب ای یل نامور — رہی ہمقرین تیری فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان — ہوئی تہی بہ وداع گریہ کنان
لگی کہنی درد جدائی سے مجہے — ستاوی تو کیا فائدہ ہو تجہے
تہمتن نے مانکو یہ پاسخ دیا — کہ زندان مین ہین بندگان خدا
اب اونکی چہرانی کو جاتا ہون مین — بفتح و ظفر پہر یہان آتا ہون مین
غرض ہو کی رخصت سوئے ہفتخوان — روانہ ہوا رستم پہلوان
نہ ساتہہ اپنی کوئی لیا زینہار — فقط رخش تہا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلا ہی

ہفتخوان برای رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گامزن پہر بیابان مین — سر شام پہنچا نیستان مین
کیا صید اک گور کو وہان شتاب — لگا کر وہین اوسنی کہائی کباب
دیا چہوڑ صحرا مین پہر رخش کو — گیا خواب مین وہ یل نامجو
نمایان ہوا ایک شیر ژیان — طرف رخش کی وہین آیا دوان
لگا گور سوئی جنگ مائل ہوا — پہر بربان کی مقابل ہوا
اوٹہا شیر کی سر پہ ہی دو دست — چبا کر کیا اوسکو دانتون سی پست
پہر آخر ہوا شیر جنگی زبون — رواں اوسکی تن سی تہی جوئے خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر — تو حیران نہایت ہوا دیکہکر
کہا رخش سی ہو کی پہر خشمناک — کہ تجکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لی کون چلتا سلاح و سلب — ٹہرا ہی کیا تہا یہ تو نی غضب
اگر پہر ہو کوئی بلا آشکار — تو ہوتا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا تہا مجہے — شتابی خبردار کرنا مجہے

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالی

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر — تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین — ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین
خدا سے تہمتن نی کی التجا — کہ مت کہہ تو بند و نہ پہ سختی سوا
نمایان ہوا ایک آہو وہان — کہ آیا تہمتن کی آگی دوان
پہر آہستہ کرنی لگا وہ خرام — یہ سمجہا وہین رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہی بخشایش کردگار — یہ دیکہا اوسکی دل کو پہر آیا قرار
ہوا پہر وہ دنبال آہو روان — تو پہنچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خداوند لایا بجا — اوتر رخش سی اوسنی پانی پیا
کیا گور کو تیر سے پہر شکار — اور آتش ہی سنگ سی آشکار
تناول کیی بس بنا کر کباب — ہوا اس مین گرم آرام خواب
گئی جب گذر نصف شب تب وہان — ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تہا — غضبناک تہا قہر تہا وہ بلا
ہوا رخش گرم خروش و فغان — کہ بیدار ہو خواب سی پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا — نہان وہ وہین پہر زمین ہو گیا
خفا رخش سی ہو کی بولا وہ یون — کہ ناحق کیا مجہکو بیدار کیون
یہ کہکر تہمتن تو پہر سو گیا — وہ آتی مین نکلا وہین اژدہا
کیا رخش نی پہر جو دیکہا وسکو شور — تو جاگا وہین رستم پیل زور
ولی پہر وہین اژدہای پلید — پہر زیر زمین ہو گیا ناپدید
نہ آیا نظر کچہہ جب اور راست جب — کیا رخش پر اوسنی خشم و غضب
وہ بولا دوبارا جگایا ہی مجہے — خوش آیا نہ آرام میرا تجہے
اگر پہر ہوئی تجہسی ایسی خطا — تو سر تن سی تیری کرونگا جدا
پیادہ سوی شہر مازندران — روانکی کی ہون تیغ و گرز گران
گیا خواب مین جب یل ارجمند — تو نکلا وہین اژدہای بلند
ہوا پاس رستم کی تہا وہ رخش — ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
جدہر آوی تہا اژدہای سیاہ — اودہر رخش ہوتا تہا سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان — ہوا تیز شان حملہ کنان
پہر اتنی مین بیدار رستم ہوا — وہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نی پہر کہینچکر ایک تیغ — دلیری سی مارین بہم تیغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
فقط اژدہا کی ذرا پشت پر
یہ جانا کہ ہی زخم دیگر ہر ہا
کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا

کہ اتنے میں آیا سوی پہلوان
دہن کرکے وا اژدہا بے گمان
ورم اژدہا کم نہ آتش سی تھا
وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں سی پکڑا اوسی دوڑ کر
پھر اوس اژدہا نی اوٹھایا نہ سر

تہمتن نی اک تیغ ماری وہین
ہوئی خون سی اوسکی رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان
تو کرنی لگا شکر حق پہلوان

بیانِ احوال منزل سوم راہِ ہفت خوان و طی کردن بتائید پروردگار

روانہ ہوا وہاں سی ہنگام صبحگاہ
در آئی اوسی سخت در پیش راہ
سرِ شام پہنچا وہ اک چشمہ پر
کہ سبزہ بہی تھا خوب وہاں تازہ تر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزین
تب آئی وہاں اک زنِ مہ جبین
صراحی مے ہاتھ مین اوسکی تھی
نہ تنہا صراحی کہ طنبور بہی

بہت خوب تھا اوسکی بر مین لباس
غرض بیٹھی آکر وہ رستم کی پاس
تہمتن نی اوسکو بغل مین لیا
اور اک جام مے اوس سی لیکر پیا

پھر احوال رستم نی پوچھا تمام
لگی کہنی تب یہ بنازِ تمام
کہ ہوں مین زنِ صالح و حق پرست
مجھی وہ خداوند بالا و پست

بیابان مین پہنچا ہی نا اتفاق
جو کچھ چاہیی یہاں سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین
ہوا اسکی رستم مسرت قرین

یہاں تک وہ محظوظ و خرم ہوا
کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
نجانا کہ یہ زن ہی اک سحر کار
ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بہی مستغفر حق جب
زبان پر وہ لایا وہین حرفِ رب
سنا جب کہ نامِ جہان آفرین
ہوا تیرہ رنگ رخِ نازنین

تہمتن پہ یہ بھید ہوا آشکار
کہ ہی ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اوسکو وہین اسیرِ کمند
غضبناک ہو پھر یلِ ارجمند

یہ بولا کہ تو کون ہی سچ بتا
زنِ ساحرہ ہوں یہ اوسنی کہا
قلم تیغ سی کرکی پھر اوسکا سر
گیا خواب مین پھر یلِ نامور

بیانِ احوال منزل چہارم راہِ ہفت خوان

جو وہان سی چلا صبحدم زور مرد
تو پہنچا عجب دشت مین تیرہ گرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
اندھیرا رہی تھا وہان بیشتر

وہ چلکر گیا راہ تاریک کو
پہ چشمہ پہنچا یلِ نامجو
گیا خواب مین وقت شب پہلوان
تب آیا وہان دشتبان ناگہان

جڑی ایک چوٹ اکڑ پاؤن پر
ہوا وہ وہین بیدار وہ نامور
لگا کہنی رستم سی وہ دشتبان
کہ اولادِ گردِ دلاور جوان

یہاں کا ہی حاکم بڑا ہی دلیر
کہ جسکی مقابل ہو تو بروہ شیر
تصرف مین ہی جسکی فرسخ زمین
پرندہ نکا ہی یہاں گذرا نہین

تو ہو جان سی سیر آیا مگر
اگر زندہ ہو یہاں سی اب دور تر
وگرنہ جو اولاد آجائیگا
تو پھر ہان سی جانی نہین پائیگا

مجھی تجھ پہ آتا ہی رحم اے جوان
کہ ضائع کہین تو نہ ہووی یہاں
یہ سنکر تہمتن ہوی خشمگین
پکڑ کان اوسکی اوکھاڑی وہین

علیا تجھی جڑا منہ پہ پھر اسقدر
کہ ٹوٹی دندان جھڑی سر بسر
گیا دشتبان پاس اولاد کی
کیا حال سی جا کی حقیقت اوسی

وہ مشغول صید افگنی تھا وہین
یہ سنکر سپہ لیکر آیا وہین
اوسی دیکھکر رخش پر ہو سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

یہ اولاد رستم سی کہنی لگا
مجھی تک بتا نام تیرا ہی کیا
کہ بے نام اس جا ہی تو پہلوان
یہ گفتار سنکر یلِ نوجوان

لگا کہنی مین نام میرا ہی بر
تو ہی ورنہ ہون مشتہر پیل زور
دلیر و نکا زہرہ وہین آب ہو
سنی گر کہین وہ مرے نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہ مجھی
کہ آیا ہی تو کونسی راہ سی
یہ بولا وہین رستم نامور
رہ ہفت خوان سی مین آیا ادہر

یہ تیرہ سی بازو سی فضل خدا
سہ منزل مین ہی رفع ہر اک بلا
چہارم یہ منزل جو درپیش ہی
تو تو سمجھ اے بد اندیش ہی

تہی تن سی ہی اجل اگر سون
تہ تیغ یکدست لشکر کرون
سنا جبکہ اولاد نی یہ کلام
تو بس اوڑ گئی ہوش اوسکی تمام

کیا خوف و دہشت نی زیر اثر
نہ ہرگز سرکا آپ پہر پیشتر
سوارون سی بولا کہ یکبارگی
کرو حملہ دوڑا کی اب بارگی

وہ جنگ آوران کھینچکر تیغ کین
سوی رستم گرد آئی وہین
کوئی پہلوان پیشتر سب سی تہا
اوسی پہلی رستم نی کشتہ کیا

لگا قتل کرنی جبھی اس پہر
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پہر
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
بیابان مین یکسر پریشان ہوئی

وہ اولاد وہان سی فراری ہوا
وہ وہین دشت پیمای آوارہ ہوا
گیا پہر نہ آرام رستم نی وہان
چلا اوسکی دنبال وہ ہین دوان

وہ جاتا تہا گاہی ادہر گاہ اودہر
غرض مثل روباہ تہا حیلہ گر
ہوا گرچہ عاجز یل نامدار
ولیکن نہ چہوڑا اوسی ہوشیار

پہنچ اوسکی نزدیک ڈالی کمند
لیا کھینچ اولاد کو کرکی بند
اوسی بند کر وہ پہر آسودہ وا
پہر اک چشمی کی پاس گرکر تو آ

شجر سی دیا باندہ اولاد کو
ہوا استراحت کنان نامجو

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو بولا یہ اولاد سی نامدار

کہ دیو سفید اور کاوس شاہ
ہوئی تہی جو رزم آور کینہ خواہ
وہ احوال کر تو مفصل بیان
کہی اوسنی القصہ سب داستان

یہ رستم نی چاہا وہین بیدریغ
کہ اولاد کو بہیجی زیر تیغ
بصد عجز اوسنی کیا یون بیان
کہ مت قتل کر مجہکو ای پہلوان

کرو مکین شب و روز فریاد بر
کرون رات و دن خدمت چاکر
لگا کہنی رستم کہ کاوس شاہ
سفید یہان ہی بحال تباہ

وہان تک اگر لیچلی تو مجہی
تو کشتہ کرون مین نہ ہرگز تجہی
تباہی تو گرچاہی دیو سپید
تو برآوی گی تہی سی میری امید

پذیرا کیا اوسنی اس بات کو
یہ ظاہر کیا پہر کہ ای نامجو
مکان ایک ہی درمیان دو کوہ
وہان شاہ کاوس گردون شکوہ

گرفتار ہی اور کیسا سا
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار
دیا جب کہ نزد انکا اوسنی نشان
تب اوس سیر تہمتن ہوا مہربان

رہا وہ وہین اولاد کو پہر کیا
ولی قول اور عہد و پیمان لیا
کہا یون کہ اب ہمنا سی تو گر
مراعات تجہپر کرون بیشتر

وہ بولا کہ نزدیک ہی یہ مکان
جہان قید ہی بادشاہ جہان
وہی شہر مازندران ہی راہ
کہ ہی دیو زادونکی آرامگاہ

اور اک دشت پر گوش ہی درمیان
کہ سنگ گران سنگرہ ہی جہان
سوا اوسکی ای پہلوان جہان
ہزار و دو صد فیل جنگی ہی وہان

سراپا ہو تو سنگ و آہن اگر
گذار اوس مکان سی ہی دشوار تر
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
لگا کہنی اولاد سی پیل تن

کہ ہو راہ بر تو اگر وہان تلک
تو وہان دیکہنا پہر کہ زیر فلک
کرون جمع مین کسطرح سبکو ملا
ملاتا ہون کیونکر یہ خون خدا

ہوا ساتہ اولاد کی پہر وہ آن
یل پیلتن رستم پہلوان
جہانتک تعلق تہا اولاد کا
مقابل نہ آئی کوئی وہان بلا

غرض اک شب و روز وہ نیکمرد
ہوا دشت مین چابک رہ نورد
کہین نصف شب قلۂ کوہ پر
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر

کہ آتش ہی افروختہ جابجا
جو پوچھا تو اولاد نی یون کہا
کہ دروازۂ شہر مازندران
یہی ہی کہ آتش ہی روشن جہان

وہ دیو سپید اور سبہی دیو سب
سکونت گزین ہین یہان روز و شب
فروزندہ ہر دیو نی آگ کی
کہ دستور اونکا ہی ہر شب یہی

یہ سنکر ہوا وہ مسرت قرین
ہوا دشت مین پہر سکونت گزین
کہا اب تو ہی شہر نزدیک تر
روان یہان سی ہونگی وقت سحر

درخت ایک تہا اوس سی اولاد کو
دیا باندہ اور سو رہا نامجو
سہم گرچہ تہا عہد اور اختلاط
ولی راہ مین شرط تہی احتیاط

بیان احوال اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

وہم صبح اولاد کو ساتھ لے — روانہ ہوا رستم اوس سمت سے
یہ اولاد بولا کہ ای نامور — یہ منزل ہی پر خوف و بیم و خطر
کہ اندیشہ رستم لی ہر گز کبھی نا — جہاں دیو ارژنگ تھا وہاں گیا
تہمتن کے ماری اکر مشت دست — کہ تا پہلوان کو کرے وہ ہین پست
اوسی خاک پر پھر فگندہ کیا — سر دیو ناپاک کندہ کیا
ہوی پھر گریزندہ سب دیو زاد — ہوا وہاں سی رستم روان دلشاد
روانہ ہوا پھر پیل ارجمند — غرض کرکی طی راہ و پست و بلند
میں کل وہاں خواب غفلت میں تھے — بغلگیر سلطان ہوا گرد سے
گرفتار زنجیر کاؤس تھا — تہمتن نے اوسدم ارادہ کیا
کیا پھر رستم کو بس آن کر — ولی پہلوان کو نہ تھا کچھ خطر
وہ بولا کہ میں نے بفضل خدا — کیا تن سی ارژنگ کا سر جدا
مری ہاتھ سی مرگ دیو سفید — میں آیا ہی کرکی دلمیں امید
اطاعت سی کر قواب ختیار — کہ پیدا خاش بتر نہیں رہنہار
ہوا دیو فرمان بردار سکا و ہین — کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین
گرفتار تھی جتنی ایرانیان — او نہیں لا کی حاضر کیا پھر وہاں
ہوا کشتہ گر ہاتھ سی تیری ہاں — تو فرمانبری ہم کرین سب بہان
بیابان میں تھا وقت پر رہ سپر — وہ اولاد اور دیو تھا راہبر
یہ اولاد سی پوچھنی وہ لگا — کہ یہ فوج کسکی ہی مجھکو بتا
کہ نکلی ہی جب تیغ پیر آفتاب — ہر اک دیو ہوتا ہی پھر گرم خواب

ولی تھی کمند اوسکی گردن میں بند — وہ رہبر تھا پیش پیل ارجمند
نگہبان ارژنگ و بیدار زنگ — نہیں جنبشی انسا کو تاب جنگ
دلیرانہ جا کر کیا جب غریو — تو خیمہ سی نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن نی لی تھا اوسکی کتف پہ — پکڑ دوسری ہاتھ سی اوسکا سر
جہاں دیوؤں کی تھی انجمن — دیا پھینک وہاں سی سر اہرمن
سر کوہ جس وقت رکھا قدم — وہاں پر توقف کیا ایک دم
جہاں شاہ ایران گرفتار تھا — وہاں ساتھ اولاد کی وہ گیا
شہنشہ نی پوچھا جو احوال راہ — تو رستم نی یکسر کہا پیش شاہ
کہ یکدست توڑی وہ بند گران — کہ اتنی میں جا کی وہاں پاسبان
جو سردار تھا قوم کا بند دیو — مقابل ہوا اور وہیں کرکی غریو
خدا نی دیا اسقدر مجھکو زور — کہ دیوؤں کو سمجھوں میں مانند مور
کروں قتل اوس دیو ناپاک کو — نہ جان اپنی دی ہوگی تو ورز مجھو
اگر جنگ کی دلمیں ہی کچھ ہوس — تو سر تیرا اور تیغ بران ہی بس
کہا اور دیوان ناپاک کو — کہ مت آؤ پیش پیل تا مجھو
لگا کہنی رستم سی پھر ہر من — کہ دیو سپید ای پیل پیل تن
تہمتن روان اوس مکان سی ہوا — اور اک دیو ساتھ اوسکی وہاں سی ہوا
پڑا ایک لشکر نظر دور سی — کہ افزوں ملخ سی تھا اور مور سے
وہ بولا کہ ہی فوج دیو سپید — سنا یا سوا اوسکی اور اک نوید
گر اوس وقت تو اونسی ہو کینہ خواہ — تو پھر ہو مظفر بفضل الٰہ

ہوئی بات اولاد کی دلپذیر — ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا — پیل پیلتن تب شتابان ہوا
تہمتن کمر سی وہیں کھینچ تیغ — لگا قتل کرنی انہیں بیدریغ
چپ و راست تھا تیغ زن پہلوان — جو آیا مقابل ہوا کشتہ وہاں
پھر آیا وہ پیل دل پر امید — سوی خانہ و جای دیو سپید
وہی دیو رہبر ہوا راہنما — پیل پیلتن کو وہاں لی گیا
نکل غار سی وہ مقابل ہوا — سوی رستم گرد مائل ہوا
دلیری سی پھر لیکی نام خدا — کیا زخم شمشیر اوسکے سر رہا

جہاں لشکر دیو تھا وہاں گیا — کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا
ہوئی پھر خبردار یکدست دیو — گیا گرد رستم ہی کرکی غریو
رہی جب نہ زنہار تاب ستیز — تو لی وہاں سی دیوؤں نی راہ گریز
پر از جادوان تھا وہ ہیبت مکان — نہ تھا نام کو روشنی کا نشان
کوئی غار تاریک تھا وہاں — کہ دیو سپید لعین تھا جہاں
اوسی دیکھ رستم ہوا خوفناک — بہت لی گیا سوی یزدان پاک
ہوئی خستہ اوس زخم سی آن دیو — ولی دور کر اوسنی کرکی غریو

بغل مین لیا اپنی رستم کو داب
لگا زور کرنی وہ خانہ خراب
ادہر یون کہی تہا یل نامجو
کہ اب تو کبھی جانبری کیونکہ ہو
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
ادہر اور ادہر سے درشتی ہوئی
زمین پر یکایک پڑی جو نظر
تو دیکھی زمین خونسی رستم نی تر
اوٹہایا پکڑکر کمر دیو کو
دیا پہر پٹک خاک پر دیو کو
نگہ کی جو رستم نی پہر سوی غار
تو کشتہ بہت پائی وان دیوسار
کہ با جان دیو سفید لعین
ہر اک کی تہی وابستہ جان حزین
یہ کہکر کہا پہر کہ ای نامدار
کچہہ انعام کا ہون مین امیدوار
پہر اولاد کو وہ جگر دیو کا
یل پیلتن نے حوالہ کیا
دیا مژدہ فتح جب شاہ کو
تو شادان ہوا خسرو نامجو

جوانی بہی اوسکا عدم کیا خوب ور
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
کہی تہا ادہر دلمین دیو سفید
کہ ہون جان سی آج مین ناامید
بہم سو کی عاجز ہوئی پہر جدا
جدا ہو کی یکدم توقف کیا
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
ہوا دل قوی رستم گرد کا
کیا وہین خنجر سی اوسکو ہلاک
نکالا جگر دل کیا اوسکا چاک
یہ پوچہا انہین قتل کسنے کیا
جواب اوسکو اولاد نی یہ دیا
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مرگئے
جہنم مین ساتہ اوسکی سب گئے
تہمتن یہ بولا تجہی ای جوان
کرون حاکم شہر مازندران
تہمتن وہان سی پہر اشاد شاد
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
لگا کہنی پہر شاہ باداد و دین
کہ ای مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ در مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سنجار دیو سنگا تہا بند نام
ہوا وہ مطیع شہ ذو الکرام
وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو
وہ گرگین و بہرام اور خیل نیو
یل نامور رستم پہلوان
سحر کرسی زر پر تہا جلوہ کنان
رہا سات دن تک جشن طرب
رہی روز و شب مائل عیش سب
فرستادہ کا نام فرہاد تہا
غرض نامہ شاہ وہ لی گیا
شہ جادوان لی پڑہا کر کی وا
لکہا تہا کہ اک گرد زور آزما
دلیر و جوانمرد رستم ہی نام
ہنر پر اگنی ہی سدا اوسکا کام
ہوئی ساتہ رستم کی جب جنگ
تو وہ دونو کشتہ ہوئی بیدرنگ
ہمین مالک اپنا حوالہ تو کر
تجہی خواہش خیر ہی کچہہ اگر
یہ مضمون پڑہا جب تو ہو کر خفا
شہ جادوان لی یہ پاسخ دیا
ہزارون ہین یہان دیو پیکار جو
قوی بازو و کینہ ور تندخو
تو نازان ہی اک رستم گرد پر
یہان ہین ہزارون یل نامور
تری ساتہ مینی برا کیا کیا
کہ زندان مین تجکو زندہ کیا
تو جا خیر سی سوی ایران مین
نہ ہرگز مری ساتہ ہو گرم کین
فرستادہ لیکر جواب پیام
پہر آیا حضور شہ ذو الکرام

وہ لایا وہان ایک اورنگ زر
ہوا اوسپہ کاؤس کی جلوہ گر
ہوئی ایستادہ چپ و راست سب
کمر بستہ چون بندگان با ادب
سحر تو ہوئی محفل انبساط
مہیا ہوا ساز و برگ نشاط
سوی شاہ مازندران بعد ازان
کیا شاہ لی ایک نامہ روان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
کہا یون کہ لکہہ بھیج اسکا جواب
روان ہو کی ایران سی آیا یہان
قوی زور ہی مثل شیر ژیان
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
جہان مین تہا قوت کا جنکی غریو
کہان ہی تجہی زعم کی اوس سی تاب
تو حاضر ہو یہان آکی اب شتاب
تری حق مین بہتر ہی و نابری
وگرنہ ہو دشوار پہر جانبری
کہ دیو سپید اور ارژنگ گر
ہوئی کشتہ تو یہان ہو کیا ضرر
سوا اونکی ہین پاس میری شہا
ہزار و دوصد پیل جنگ آزما
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون
بس اکدم مین تسخیر ایران کرون
رہائی تری ہو گئی ناگمان
غنیمت سمجہہ اسکو اب بیگمان
کرونگا تجہی قید گر اگلی بار
تو جیتا نہ چہوڑونگا پہر زینہار
سنا اور دیکہا تہا جو کچہہ وہان
کیا پیش کاؤس یکسر بیان

پڑا فکر میں شاہ فرخندہ خو
لگا کہنے تب رستم نامجو

یہ سنکر ہوا خرم و شاد و شاد
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ

لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
ہماری اطاعت سے اب شہ نہ موڑ

سمجھ گر تو ہے عاقل و بیش بین
کہ پرخاش نہ تمہارا بہتر نہیں

وگر نہ تجھے خوب پہنچے زیان
یہی پھر نہ تو اور نہ مازندران

حضور سپہدار مازندران
کیا جا کے یوں وہاں نے بیان

قد و جسم ہے مثل پیل بلند
رکھی ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند

شہ جادوان نے وہیں پیشوا
روانہ کیے گرد و در آزما

اوسی دیکھی جولان طرح تیر کی
جو نزدیک پہنچا تو ہو وہ اوس سے

اشارہ و تحسین کہنے لگے یوں بہم
کہ دکھلاویں پنجہ و اپنا بہم

تہمتن نے کیا خوب پنجا کیا
کہ پھر ہم بھی کا دست پنجا کیا

وہ بیتاب پنجہ سے ہوا اس قدر
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر

کلاہور اک گرد پیر ور نہ تھا
اوسی شاہ مازندران نے کہا

کلاہور آیا غضبناک ہو
لگا کہنے یوں رستم گرد کو

مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا

حضور خداوند آیا وہ مرد
پراگندہ خاطر گرفتار درد

کہا پھر کہ بہتر نہیں کارزار
رہ آشتی کر تو اب اختیار

کیا پھر طلب رستم گرد کو
گیا جب حضور اوسکی وہ نامجو

یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ وہیں
کہ رستم کا ہوں چاکر کمترین

تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب

ہمارا تو ہو بلکہ فرمان بر
کہ قائم رہے ملک تاج و ستر

تو پا ہر نہ اندازے سے ہر قدم
نہ پھر اپنی جان کو روا رکھ ستم

نہ بد با و دیو پناہ دیہیم و تخت
روانہ ہوا لکھکے شوار و سخت

کہ کیجیے آب آراستہ ساز جنگ

مجھے نامہ لکھکر بھیجی اکبار
کہ تا جاؤں میں تا ان و تباہ دار

تہمتن کی تعریف کرنے لگا
پھر اوسنے تمام وہیں نامہ کیا

نہیں تجھسے لشکر سے ڈرتے ہیں ہم
تجھے پھر خبردار کرتے ہیں ہم

اگر آکے حاضر ہو یہاں ایکبار
ترا ملک تجھ پر رہے برقرار

ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر
روان تب ہوا رستم نامور

کہ آیا ہے پھر ایک شہ نامور
فرستادہ اور ایک با کر و فر

قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران
عجب شان و شوکت کا ہے وہ جوان

یل پیلتن نے اونہیں دیکھکر
اوکھاڑا وہاں اک تناور شجر

بہت گئے وہ اوسکی تلے دب گئے
یہ دیکھا تو حیرت میں پھر سب ہے

کیا ایک نے اپنا پنجا دراز
ہوا خندہ زن رستم سرفراز

جدا ہو گئی اوسکی رگ ہاے دست
ہوا مرد زور آزما وہیں پست

خبر سنکے یہ شاہ مازندران
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان

کہ تو بھی ہوا ہے زخمی و خستہ جگر
دل و پنجے کو اوسکی شکستہ کر

ذرا مجھسے ہم پنجہ ہو اے جوان
کہ دیکھوں تہ آہن زور بازوان

اوسنے کیا ایکدم شور و شین
کیا اوسکی سرپنجے کو غرق خون

دکھایا اوسے ست اوسکو تختہ
کہ رگ اور ناخن تھے سب تختہ

کلاہور نے جب کیا یہ بیان
ہوا پر غضب شاہ مازندران

لگا کہنے پھر شاہ مازندران
کہ تو ہے مگر رستم پہلوان

یہ کہکر وہ نامہ حوالی کیا
وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا

کہ یہاں تجھسے ہی عمر تیری بسر
نہ مجھسے جو پائے فرمان بری

بزرگوں نے تیری بنجا ہا کبھو
کہ تا سوے مازندران لاویں و

تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
کہ کاؤس کے کر اطاعت شہا

حضور شہنشاہ کاؤس جب
وہ آیا تو بولا زردی طرب

روان ہو چلے شوق سے بیدرنگ

جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران

و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یاب شدن

اِدھر سے جہاندار کشورستان
اودھر سے سپہدار مازندران

صف آرا ہوئی جا کی میدان میں
ہوا حشر برپا ہر اک آن میں

کوئی دیو جو تھا وہاں بیدرنگ
ہوا آگے رستم سے بانی جنگ

شہ جادوان نے کہا فوج کو
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو

ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش

دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے
ہزاروں تن اک دم میں بے سر ہوئے

ہوا روز ہشتم درخشندہ جب
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب

وہیں غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا

کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ
کرو فوج مازندران کو تباہ

کھڑی دیکھی آگے تھی پیلان مست
کیا گرز سے رستم نے اک کو شکست

رہا ہاتھ سے گرز اوس دم ہوا
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا

یہی سیلتن لیکے اوس نیزے کو
شہ جادوان سے ہوا رزم جو

جو دیکھا وہ کوہ گران سنگ راہ
تو حیران ہا رستم کینہ خواہ

مری ساتھ جب لیکے گرز گران
ہوا رزم جو شاہ مازندران

کہ اس زخم سے گی اب غرق خون
ہوا شاہ مازندران سرنگون

لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
کہ جتنے یہاں پر ہیں دلیر آوران

لگے کر وہ ریکی ولیکن وہ کوہ
ہلا بھی نہ ہاتھوں سے سب کے ستوہ

پس پشت تھے وہ دلیران تمام
خوش و خرم آفرین خوان تمام

غرض لا کے کہا وہ کوہ گران
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان

نکل آئی شہ جادوان سنگ سے
رہائی نہیں اب تو ہے جنگ سے

یہ آواز سنکر شہ جادوان
جو نکلا تو کاوس شاہ جہان

وہیں کھینچکے پھر تہمتن نے تیغ
کیا پارہ پارہ اوسے بے دریغ

گریزان ہوئے مردم اہرمن
پریشان ہوئے یہ چرخ کہن

شہ جادوان کا جو تھا تختگاہ
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ

بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج
ہوا دور یکدست پھر دل سے رنج

جب اوس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
سوئے بخشش و جود مائل ہوا

کنیز و غلامان بہ دین لباس
بصد حشمت و شفقت بیقیاس

پھر اولاد کو بانشاط و طرب
حضور جہاندار کی طلب

بہت اوسنے کی خدمت چاکری
یہی لائق عزت و برتری

لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
رہی بو کی پھر قالب تن میں جان

ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوئی خون سے یکسر بدن لالہ گون

ہوا گیر ہو کر غبار زمین
گیا تا بہ سقف چرخ برین

بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ

کہ یارب سے ہمقرین ہو ظفر
زبون ہو وہیں دیو ان بد گہر

یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
گیا سوئے ناورد گہ شاد شاد

تہمتن سوئے شاہ مازندران
شتابان ہوا مثل پیل دمان

کشادہ ہوئی راہ جب یکسر
گیا راست تب رستم نامور

وہیں گیو نیزہ وہاں لے گیا
تہمتن کو جاکر حوالے کیا

وہ قوت تھی جادو کے ہنگام جنگ
شہ جادوان بن گیا پیش سنگ

پہنچکر وہیں شاہ کاوس کو
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو

تو پہنچی کیا زخم نیزہ رہا
اور اوس دم یہ ملعون گیا پھر ہوا

ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
یہاں سخت حیرت ہے اک گروہ

اوٹھا لاویں اوس کو بہ گرز و تبر
یہ سنکر وہ دلاوران سر بسر

پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
اوٹھا لیجا کے وہاں سے کوہ گران

خوشی سے سر رستم نامدار
بہت گوہر و زر کیا وہاں نثار

خروشان ہو جون شیر سوئے سنگ
تہمتن یہ بولا کہ ای بیدرنگ

دگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر
کروں ٹکڑے اس کوہ کے ...

لگا کہنے کچھ اس میں لاؤ نہ باک
ملا دوں اب اسکو تہ خون خاک

جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
ہزیمت پڑی فوج جنگی در میان

بفیروزی فتح شاہ جہان
ہوا داخل شہر مازندران

ہوئی مردم شہر دیوان تمام
پرستار شاہنشہ ذو الکرام

سپاس عنایات و لطف خدا
جہاندار کاوس لایا بجا

دری بہا خلعت پر گہر
زر و ملک و اسپان بازین زر

تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
ہوا پہلوان کا فزون امتیاز

کیا عرض رستم نے ای بادشاہ
یہ اولاد ہے بندہ نیک خواہ

حکومت یہاں کی اسی دیجیے
جہاں میں سرافراز اسے کیجیے

شہنشاہ نے خرم و شاد ہو
وہ گستہم اور طوس عالی وقار
زروی عنایات اولاد کو
وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
کیا حاکم شہر مازندران
یہ جیتنی تھی کردان جنگ آزما
فرزون کی وہین وسکی توقیر و شان
زر و ملک اونکو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود در عقد کیکاؤس شاہ

بتائید اقبال و نیروی بخت
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کیا جب جنے تسخیر مازندران
بہت بادشاہان گردن فراز
اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر
نہ لیکن مطیع ابشاہ ہاماوران
کیا اسقدر پہلوانون نے تنگ
جہاندار اوسکا ہوا خواستگار
کہا ملک ہاماوران قہر آ
کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے
کیا شہ نے اقبال اسپر نگاہ
وہ کم بخت ظالم تبہ کار ہے
کیا منع سودابہ نے چند بار

جو مازندران سے لیا تاج و تخت
کہ با شوکت و قدرت شاہنشہی
ہوا خیل دیوان پہ اب حکمران
ہوئی گام فرسای راہ نیاز
تو اوسکی ولایت کو پہنچا ضرر
مطیع شہنشاہ کشورستان
کہ ہرگز رہا پھر نہ یارای جنگ
نہ انکار اوسنے کیا زینہار
مراعات کی اور بھی بیشمار
یہانتک قدم رنجہ فرمائیے
ولیکن وہ ملدار فرخندہ خو
بُرا ہے دغاباز و مکار ہے

تو پھر سوی ایران بفتح و ظفر
خدیو جہانگیر کاؤس گئے
ہوئے سرکشان سن کی اندیشہ مند
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج
بہت بھجوا شہ نے سیدھی
نمایان ہوئی اوس سے جب سرکشی
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام
بندھا عقد باہم برسم شہان
پیام سپہدار ہاماوران
قبول اب مری میہمانی کرو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار
نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیان

روانہ ہوا خسرو نامور
بلند اقتدار و زبردست ہی
مبادا کہ ناگاہ پہنچے گزند
حضور اوسکے بھیجا برسم خراج
مکان ملک بربران کی اکثر لیے
تو کی شاہ نے اوسپہ لشکر کشی
صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام
ہوا شاہ کاؤس پر مہربان
یہ آیا حضور شہ خسروان
مری حال پہ مہربانی کرو
مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار
کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان
نمانا ولی شاہ نے زینہار

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بشاہ ہاماوران

ہوا جا کی مہمان شہ کامگار
تمناہی سالار ہاماوران
کہون کیا کہ خدمت سے خوش کیا
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تصرف کیا اوسکی ایران مین
گئی داستان جب رستم پاس
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا

گئی ساتھ اوسکے گئی نامدار
بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
تو راہی ہوئی سوی ایران سپاہ
کیا ملک تسخیر اک آن مین
شکستہ دل و پُر غم و بیحواس
تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا

وہان ساتھ اوسکی وفادار رہا
شب و روز خدمت مین حاضر رہا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
بزرگان ایران نے پہیر بہا
کیا جا کی احوال سارا بیان
سنا ہوگا احوال مازندران

نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا
جو کچھ شرط خدمت تھی لا یا بجا
کیا بند گودرز اور طوس کو
سپہ لیکی تورانی پہنچا شتاب
اطاعت نکی ترک کی اختیار
کرے تا کہ تدبیر کچھ پہلوان
کہ نیروی بازو سے میری ہان

ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک / کہ دیو سرکش تہِ خون و خاک

تجھے بھی یہ لازم کہ کاؤس کو / باعزاز و اکرام یہان بھیجدو

وگرنہ سواران زابلستان / پہونچا دینگی ہاماوران کا نشان

جوابِ نوشتن نامہ شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اوسنے پاسخ کہ کاؤس کی / نہایت ہی دشوار اب مخلصے

اگر تو بھی آوےگا میدان مین / تو ہوگا گرفتار اک آن مین

پڑہا جبکہ نامہ کا اپنی جواب / تو پھر زابلستانسے جون موجِ آب

روانہ ہوا سوی ہاماوران / یل پیلتن لیکے فوجِ گران

مخالف نے پھر جمع لشکر کیا / سہ مصر و بربر کو یاور کیا

غرض باسپاہ گران ہر سہ شاہ / تہمتن سے آکر ہوی کینہ خواہ

کیا پہلوان نے مبارز طلب / کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب

ہوا لیکن ہر اک کی بیدہ خطر / کیا رزم سے اوسکی سب نے حذر

ہوا شاہ ہاماوران پر غضب / گئی پہلوانان بھی ناچار تب

کیا قصد رستم نے یکبار کا / ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا

سراسیمہ وہین گریزان ہوی / یلانِ سہ کشور ہراسان ہوی

پھر آیا نہ میدان مین اک سوار / مقابل نکوئی ہوا زینہار

جو دیکھا کہ بیدل ہی سارے سپاہ / تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ

گئی سامنے پہلوان کی دلیر / مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر

سوی تارکِ سرورِ مصر یا / کیا گرز رستم نے جسدم رہا

سجا کر وہ ضرب اوسکی بہاگا وہین / ولے سخت بد سے تھا چارہ نہین

تہمتن نے پھر اوسپہ ڈالی کمند / ہوا الغرض وہ گرفتار بند

شتابی سے گرزین سے اوسکو جدا / اوسے مردمان کی حوالہ کیا

سپہ لی کی پھر حملہ آور ہوا / شتابان سوی فوج بربر گیا

گریزان سواران بربر ہوئے / نہ یک لحظہ یان رزم آور رہے

تباہ و پراگندہ لشکر ہوا / گرفتار پھر شاہ بربر ہوا

نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر / چہل نامداران ہوی دستگیر

تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران / ہوا آرزومندِ امن و امان

ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی / چھٹی قید سے طوس و گودرز بھی

جہاندار کاؤس باکرّ و فر / ہوا تخت شاہی پہ جلوہ گر

سپاہ سہ کشور بصد آرزو / ہوئی ہمرکاب شہ نامجو

روانہ ہی ایران ہوا بادشاہ / زیادہ تہی ششلاکہ سے بھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ سمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمتا از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب / سپہ لیکی پہنچا تب افراسیاب

صف جنگ آراستہ پھر ہوئی / جہانمین قیامت نمایان ہوئی

سپہدار توران نے پھر یون کہا / کہ ای پہلوانانِ جنگ آزما

نکل آئے رستم کو گر کوئی مرد / کرے قتل پا آنکہ وقت نبرد

کرون صاحبِ تاج و افسر اوسے / سوا اسکی دون اپنی دختر اوسے

یہ سنکر گئی مرد میدان مین / گئی اور ہوی کشتہ اک آن مین

پھر آیا سوی رستم افراسیاب / ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب

یل پیلتن لیکے گرز گران / ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان

تو سالار توران ہراسان ہوا / سراسیمہ یان سے گریزان ہوا

دلیران نے پھر کھینچکر تیغ کین / ہزارون کیے قتل ترکان چین

ہوئی کشتہ تورانیان یہان تلک / کہ کشتونکے پشتے ہوئے تا فلک

گیا سوی توران پھر افراسیاب / ہوا شاہ کاؤس کی فتحیاب

ہوا ملک ایران پھر بند و بست / ہوئی کشتیان جہان جب بست

ہوئی شہ کی محکوم دیو و پری / لگی کرنے جن ہر مکان چاکری

مکان ہای نادر بنا بر فلک / بنائی بہت کوہ البرز تک

کرون مین مکانونکی تعریف کیا / کہ تھا ہر مکان دُر و یاقوت کا

سوا اسکی پھر جانشینی لگے
جہاندار کاؤس کے حکم سے

غرض دیو فرمایش پادشاہ
سرانجام کرتی تھی شام و پگاہ

ولیکن بتنگ آگئی تھی تمام
وہ ناچار اوس فلک میں مدام

کہ شہ کو کسیطرح کیجی ہلاک
جہان تھین ہین تاکہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سنکی دژخیم دیو
گیا بس وہ بیچ کیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہی خسرو خسروان زمان

ولی حیف ہی یہ کہ راز فلک
نہین تجکو معلوم کچھ اب تلک

کواکب کی گردش کا بہی نہار
نہین تجھ پہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوی آسمان
تو ظاہر ہو یکدست از نہان

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

پہ کہنی لگا اوس سے پھر تاجور
کہ تو لیچلی گر مجھی چرخ پر

تو مین تجکو انعام دونگا بیشمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اسکی کرون
سو چرخ پر آپ کو لیجاون

رفتن کاؤس بسر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران و دلیران و باز بتخت نشستن

کیا پیش ابلیس دژخیم دیو
کہا یونکہ راضی ہی کیہان خدیو

ولی اسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردون پہ کسطرح سی جائیے

بتائی وہ باتین جو سنی تھی ہر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اوسنی منگوائی کل چار

کہلایا انھین گوشت شام و سحر
قوی زور اونکی ہوئی بال و پر

اونھین ساتھ مردم کی خو کر گیا
کئی روز پھر اونکو فاقہ دیا

رکھی ران بز لا کی اک نیزی پر
کیا ایک طیار پھر تخت زر

عقابونکو باندھا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھیے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تھا سر آسمان
کہ ہو رزم آور یہ تیر و کمان

اوڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سوی گوشۂ پرواز کی پھر شتاب

جہان تک انھین تھی پرواز تھا
ہوئی اوج گیر اوڑ گئی ہوا

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پہ گر پڑا تخت تب

گرا بیشۂ چین مین وہ تاجدار
گزند اوسکو پہنچا نہ کچھ زینہار

کہ پکڑی ہوئی تھا قوی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

پہل روز غمگین و خستہ رہا
پراگندہ دل شکستہ رہا

نشست و رز روتا تھا وہ زار زار
خدا نی کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین رات کو
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامجو

وزیرون نی القصہ کی جستجو
روانہ کیے دیو پھر چار سو

گئی آگی دیوون نے پھر یہ خبر
کہ ہی بیشۂ چین مین وہ تاجور

روانہ ہوئی تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سوی تختگاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز و رستم نی یان آنکر

ملامت بہت کی افسوس ہائے
ہوئی یکقلم تیرہ عقل و رائے

ستم ہی کہ ہر بار اپنی وہ شاہ
تو وہ لیا ہی خواہ کو تختگاہ

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

بنا خوب کیا تجہسی کار زمین
کیا پھر جو قصد سپہر برین

یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سی سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنی وہ شاہ جہان
کیا شغل او دودہن سی ازان

کیا بسکہ عدل و کرم صبح شام
شہنشہ سی راضی ہوئے خاص و عام

سر تاجداران تہا کیہان خدیو
پرستار تہی اوسکی انسان و دیو

جہانمین کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

ولی دہر مین اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندہتا جاودان بندہ وار
نشست و رز ہوتا وہ خدمتگزار

الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ
رہی اس جہانمین بہ تیغ و کلاہ

سمند قلم کی مین پھیرون عنان
لکھون آگی سہراب کی داستان

داستان تولد سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

یہ ہر کوئی پوچھی ہی ہان صبح و شام
ترا باپ ہی رستم پہلوان
ہوئی بعد از ان مدت چند سال
کہ بہیجوں کسیکو حضور پدر
ترا نام سنکر جو رستم تجھے
رکھی پاس ہی باپ سے بغض و کین
ہوا تند وہ کودک ارجمند
سواران ترکان و گردان کا
بٹھاؤں تہمتن کو میں تخت پر
جو رستم پدر ہو وی اور میں پسر
ہوا گرم سہراب پھر اس زبان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
ہوا اسپ یک رخش جب روبرو
سوار اوسپہ ہو کر دل شیر زاد

کہ تیری پدر کا بہلا کیا ہی نام
ہی پلیتن گرد کشورستان
ثنا گو ہی سام نریمان و زال
کہ پہنچا دی دونو طرف کی خبر
بولا وہ تو یہ رنج و غم ہی مجھے
یقین ہی کہ تجھکو وہ چھوڑی نہیں
یہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
فراہم کروں لشکر بی شمار
کروں اوسکو ایران کا تاجور
نہ دنیا میں کوئی رہی تاجور
کیا اپنے لیے طلب بعد از ان
سواری کی لائق نپایا کوئی
تو شادان ہوا وہ دل ناسمجھ

کہوں کیا میں اونکو بتاؤں نہیں کیا
دلیران و گردان روی زمین
سنا جبکہ سہراب نی یہ سخن
وہ بولی کہ ای پور فرخندہ حال
سوا اسکی وہ شاہ افراسیاب
غرض ہی یہ بہتر کہ تو زینہار
رکہوں میں نہ پوشیدہ نام پدر
پہر اکدم میں لوں تخت کاؤس کا
کروں قصد پہر سوی افراسیاب
پہر سپہرہ مانند ابر بہار
دکہائی اوسی گلشن تمام
سر پشت ہاتھ اوسنی جسکی کہا
کہ وہ باد پا جیسی شتابندہ تہا

یہ سنکر سپہرہ نی یوں کہا
کوئی زینہار اوسکی ہمسر نہیں
تو پہر یوں لگا کہنی وہ پیلتن
نہ لانا یہ زینہار دل میں خیال
کیا جسکو رستم نی اکثر خراب
نکر باپ کی نام کو آشکار
نہیں مجھکو ہرگز کسی کا خطر
مٹاؤں میں نام و نشان طوس کا
سر تخت لوں اوسکا جاکر شتاب
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
کہ جسمیں ہر اک اسپ تہا تیز گام
شکم اوس ہیونکا زمین سی لگا
قوی کوہ رو چالاک بستہ تہا
نہایت ہوا اوسمیں مسرور شاد

روانہ شدن سہراب از توران بہ سمت ایران برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہدار ایرانرا

جوانمردی نی قصد ایران کیا
لگا کہنی پہر یوں کہ اب ہی یقین
ہوئی متفق اوسکی تورانیان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
کمر باندہ کر کینہ خواہی پہ چست
روانہ کیا فوج کو پہر ادہر
یہ افراسیاب اونسی کہنی لگا
پدر سی پسر اور پسر سی پدر
قوی زور سہراب ہی اور دلیر
کسی حیلہ سی کیجیو تم ہلاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پہر

مہیا لڑائی کا ساماں کیا
کروں شاہ کاؤس سی جلدی رزم
لگی کرنی اغوا اوسی ہر زمان
پہر اوسنی پیغام بہیجا شتاب
کیا قصد ایران جب تو نی درست
کبہی اوسمیں پہر کرد دو نامور
کہ رکہیو ذرا دہیان اس بات کا
نہو آشنا زینہار ہمد گر
یقین ہی کہ کر دی تہمتن کو زیر
اسی ہی ملانا تہ خون و خاک
ہلاک بداندیش آسان ہو پہر

زرہ پوش گردان جنگ آوران
سر تخت کاؤس رستم کو دون
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہیں سب
کہ بد خواہ میرا ہی کاؤس شاہ
تو میں ہوں رفیق اب ترا ای جوان
سنو نام کا اونکی مجھسی بیان
کہ سہراب رستم سی واقف نہو
کرو جہد و کوشش پہ صبح و مسا
بوقت وغا رستم نامجو
جو کشتہ ہوں وہ دونو یہ جنگی سوار
سوا فوج کی اوسنی سپاہ و گنج

فراہم کیا لشکر بیکران
سپہدار اقلیم ایران کروں
نچہوڑیگی کاؤس کو زندہ آب
یہ ہی آرزو اوسکو کیجی تباہ
کروں تیری شامل سپاہ گران
کہ ہومان تہا اک و سر ا بارمان
تہمتن نہ پہچانی سہراب کو
کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما
اگر ہو وی کشتہ تو سہراب کو
رہی پہر کسی طاقت کارزار
روانہ کیا پیش سہراب گنج

سپاہ گران لیکی وہ نوجوان
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہان
کرون سر کو اب تنسی تیری جدا
دلیری سے سہراب کی بعد ازان
وہان کژدہم ایک تہا پہلوان
جہان مین تہا گرد آفرید اوسکا نام
توانندہ مردان شمشیر زن
خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض سوی سہراب وہ شیر زن
سنان سے اوٹھایا اوسنی زین سے
سوار اسپ پر ہوکی پہر دلربا
اسیر کمند اوس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو مین ون تہی گنج زر شہوار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس وقت زین رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا اور قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہی عمر مین خرد ہی
مقابل ہوا جبکہ اوسکی ہجیر
یہ اب مصلحت ہی کہ ای شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز تیری ہی تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے ای پہلوان جہان

ہوا سوی اقلیم ایران روان
سوی جنگ سہراب مائل ہوا
ترا نام کیا ہی بتا ای جوان
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
رہان کر کی پہلو مین اسکی سنان
اور اوس سے تہی اک دختر دلستان
ہنر جنگ کی یاد اوسکو تمام
لباس ہنر اوسنی کر زیب تن
تو سہراب حیران ہا دیکہکر
ہوئی چون کمین اپنی ناوک فگن
سر خاک پیکار وہ کین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سر زین سے پہر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اسپر وہین
کہ اس قلعہ مین ہی مرا اختیار
پدر اور برادر سے اوسنی وہین
گریزان ہوئی الغرض وقت شب
گیا قلعہ مین پہر یل نام جو
ہوئی خاطر آشفتہ پہر زلف وار
کہا یون کہ ای خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہی
تو وہ لیگیا کرکی وو بین اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشورستان
جہانگیر ہی تیر و گرز گران
زبون اوس سے ہین پہلوان سب تمام
نہین کوئی اوسکی مقابل یہان

کوئی قلعہ تہا راہ مین استوار
مبارز کیا جبکہ اوسنی طلب
دیا اوسنی پانچ کہ ہون مین ہجیر
بہت نے وار اوسنے کیا کین سے
اوٹہا زین سے ہجا وہین خاک پر
سنو وہ پہلوانی مین تہی بی نظیر
سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
شتابی سے ہو باد پا پر سوار
گمان لیگیا زن ہی یا پہر وہ
لگی کہنے چہوڑ سے تیر جب
ولی دخت کی کہنچکر تیغ کین
دلیری اوسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پہر خاک پر
کہا دلستان کی یہ سہراب سے
رہا اوسکو سہراب نے پہر کیا
جو کچہہ ماجرا تہا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
بنایا کہین مہر زمان کا نشان
ادہر تہا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہی توران سے
ولی پیلتن ہی جوان دلیر
گئی سامنی جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیون کا ہی پشت پناہ
تو جلدی پہنچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ طیار جب سر بسر

ہجیر دلاور تہا وہان قلعہ دار
گیا سامنی اوسکی سہراب تب
قوی بازو و زورمند و دلیر
ہلا پر یہ سہراب جب زین سے
اوسی لیگیا پہر گرفتار کر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
دلیرانہ آئی پی کارزار
ہوا یا کوئی طفل بیخانش جو
سپر لیکی سہراب نے منہہ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزہ بکوس وہین
تو مشتاق سہراب کی زود تر
پریشان ہوئی سر بسر موی سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجہے
ولی عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکہی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکہی جو وہ دختر دلستان
اودہر کژدہم قلعہ سے بہاگ کر
مشابہ ہی سام نریمان سے
قوی بازو و چست مانند شیر
تو ہے بہی رہی فتح سے نا امید
تہمتن کو نامہ لکہا پہر یہین
تو ہی سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہی اک گرد توران سے
یہان وہ رکا اوسکی اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ کی مہر کر

پشیمان ہو آخر دنجو بادشاہ | سزا تو کبی عہد ہو عذرخواہ
تو ہووےگا آزردہ شہ سے اگر | تبہ ہونگی ایرانیان بیشتر
کہی ہی یہی گر وہ اک بہان | کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان
کوئی پہلوان جسکی ہمسر نہین | کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
خدا کی لیی ای یل نامور | تو ایرانیان پہ ذرا رحم کر
کہ پشت پناہ دلیران ہی تو | نگہدار اقلیم ایران ہی تو
سمند عربیت کی پہیر اک عنان | تو ہرگز نجا سوئی ابلستان
وگرنہ ہوں گی وان تیرہ دلیر | دلیری مین آپ کی مانند شیر
زبان کی ہو لوگونکی پہیر سخن | کہ اک طفل سی رستم پیلتن
یہان تک ہراسان تہ سان ہوا | کہ فی جنگ یہان سی بیزار ہوا
یہ سنکر وہین رستم پہلوان | پہر آیا حضور شہ خسروان
اوٹہا تخت سی شاہ تعظیم کو | کہا پہر کہ ای رستم نامجو
یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت | نہین ہوتی مجہسی یہ خوی زشت
بلایا تجہی اس لیی بیجہا یہان | کہ ہون جانتا ہو تجہی ہی پہلوان
ترا دیر آنا ہوا ناگوار | ہوا آتش مہر تجہسی بی اختیار
ہوا تو جو آزردہ ای شیر دل | تو پہر مین پشیمان ہوا اور خجل
ہوا رستم گرد بہی عذرخواہ | کہ بندہ ہون تا اپنی ای بادشاہ
جو کچہ حکم ہووے سو لاؤن بجا | شہنشہ نی ارشاد بیتاب کیا
کرین آج تہنیت مع طرب | بسر ہم کرین عیش و عشرت سی شب
سحر یہان سی لیکر سپاہ گران | سوی دشمن کینہ جو ہو روان

رفتن کاوس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر | تو کاوس سلطان آفاق گیر
دلیران ایرانکو کر کی طلب | یہ بولا کہ تابع ہو رستم کی سب
یل پیلتن با سپاہ گران | ہوا سوی سہراب وہان سی روان
چہپا گرد لشکر سی رخسار روز | نہان ہو گیا مہر گیتی فروز
جو پہنچا وہ نزدیک حصن حصین | تو لشکر ہوا وہان اقامت گزین
گیا پہر یہان شاہ کاوس سی | گئی گیو گودرز اور طوس سی
جو سہراب نی قلعہ سی کی نگاہ | تو دیکہا کہ ہی بیکران یہ سپاہ
یہ ہومان سی کہنی لگا دیکہ تو | کہ ہی کسقدر لشکر جنگجو
جو یہ کثرت فوج آئی نظر | تو ہومان کی ہوش اوڑ گئی بسر
یہ سہراب نی لا ہراسان نہو | کرون قتل اک دم مین سب فوج کو
کہا پہر سراپردہ پیش حصار | بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اوس سی اپنی ایوان شاہ کو | خبر کی لیی رستم نامجو
نظر سی وہ مردم کی ہو کر نہان | لگا کرنی احوال دریافت یان
جو دیکہا تو سہراب ہی تخت پر | چہپا راست ایرانسی اوسکی نسب نامور
مہیا ہی بزم نشاط و طرب | خوشی سی می لعل پیتی ہین سب
کوئی بزم مین زندہ تہا پہلوان | پڑی تہی وہ سپہ اوسکی نظر ناگہان
اوٹہا وہین اوسکی آرزدہ | لگا پوچہنی یونکہ ہی کون تو
تہمتن نی اک مشت ماری بسخت | تو گشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت
گیا وہان سی پہر رستم نامور | اور اک شخص ناگاہ آیا ادہر
جو دیکہا تو افتادہ ہی اک جوان | کہ ہرگز نہین اوسکی قالب مین جان
کوئی دیکہنی کو جو لایا چراغ | تو زندی کا وہان شیشہ پایا ایاغ
یہ سہراب لوگونسی کہنی لگا | کوئی آکی جاسوس کاوس کا
ہنوز اپنی کہولا گیا اب یہان | خبر لیگیا آنکہ بی گمان
عوض زندہ کا صبحدم جاکی تو | کرون ایک لشکر کو مین فتح جو
پچہاڑون سپہر زندہ کاوس کو | ملاؤن تہ خاک خون طوس کو
زبان پر تہا سہراب کی یہ سخن | اودہر شاہ سی رستم پیلتن
یہ کہتا تہا ای شاہ جہان | کرون کیا مین سہراب کا اب بیان
جوان قد ہی ایک نخل زورمند | قد اوسکا ہی مانند نخل بلند
تکلف نہین اسمین کچہ زینہار | بعینہ ہی ہمشکل سام سوار
یہ چاہی ہی اس چرخ فیروزہ رنگ | پدر اور پسر مین باہم ہووی جنگ
سنی اور دیکہی بہت رزم بزم | جدا اب سنی سہراب رستم کی رزم

داستان جستن سہراب

نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نہ یافتن سراغ

سحر جب کہ مہر جہاں تاب نے
کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کہ تم بھی بتا خیر کو راہ دو
کرو اپنی آراستہ فوج کو
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے
وہ بولا وہان بیٹھ منند سے
ہجیر اور سہراب پل بھر وہاں
گئے وہاں سے بالائے حصن بین
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو
کہ ہاتھی ہیں جسکی بہت ور برو
سوے راست کسکا ہے خیمہ کہا
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کہ ہے جہاں کاویانی درفش
کہ ہے یکقلم سرخ و زرد و بنفش
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر
کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر
سنے نام رستم کا اور ناگہاں
کرے جنگ یہ خانماں کر کہ ہاں
یہی مصلحت ہے کہ اب زینہار
نہ بتلاؤں نام یل نامدار
کہ ہو یاور شاہ کاؤس کی
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے
کہا دلمیں اوسنے کہ مانی وہاں
بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ
کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ
کہا پھر یہ سہراب نے ہے کہاں
سراپردۂ رستم پہلوان
کہا پھر یہ اوسنے رہ لطف سے
کہ بتلا نشان تہمتن سے مجھے
جواب اوسکو اوسنے دیا پھر وہی
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
تو کہہ راستی اب مرے روبرو
کروں ورنہ تن سے ترا سر جدا
کروں قید ہستی سے تجھکو رہا
کہ کیا ہے یہ تندی تجھے پر غضب
عبث ہے مرے ساتھ کینہ اب
سنے جی میں ہے تیغ بہانہ ہے کیا
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
تن اوسکا ہے مثل تناور درخت
زبردست و چست و توانا و سخت
کہا سنکے سہراب نے اے جوان
کہاں تونے دیکھے ہیں جنگ آوران
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوس نبرد کی اب کہاں تہمتن
کروں کشتہ کاؤس کو صبحدم
جب آراستہ اپنا لشکر کیا
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
کہا گر کہے راست تو مجھسے اب
دروغ آگے مرہم کے ہے بے فروغ
بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
پلنگی سراپردہ گردون نظیر
وہ بولا کہ اے گرد با غرو جاہ
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازاں
سراپردہ سبز کسکا ہے وہاں
سوا اوسکی جو تخت کاؤس کے
کہ کہا اک سراپردہ میں تخت ہے
ولی دلمیں اندیشہ اوسنے کیا
مبادا کہیں تیغ کے جنگ آزما
وہ غافل ہو اور کشتہ ہووے کہیں
قیامت ہو برپا بروے زمین
کہا یوں کہ خاقان چین نے یہاں
سپہ دیکے بھیجا ہے اک پہلوان
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
کہا نام اوسکا نہیں جانتا
وہ سب دیکھتا ہوں ولی ہے عجب
کہ ظاہر کیا اسنے کچھ اور اب
یہی اوسنے سہراب سے پھر کہا
کہ خیمہ ہے یہ چین کی گرد کا
یہ سنکر دیا پانچ اوسنے وہیں
کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں
تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
کروں تجھپہ مصروف لطف و عطا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے ہجیر
نہیں ہے تیری بات کچھ دلپذیر
تہمتن کا خیمہ یہی ہوگا مگر
تو زنہار اب مجھسے پنہاں نہ کر
کیا اوسنے پھر وسے انکار صاف
وہ لایا زباں پر یہ گفتار صاف
تہمتن کی مجکو خبر کچھ نہیں
تو کھینچے ہے کس واسطے تیغ کین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یوں ہجیر
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
ہزبران دیوان و پیل و پلنگ
مقابل نہوں اسکی ہنگام جنگ
جہاں میں نہیں ایسے خداوند زور
کہ رستم کو سمجھے ہیں مانند مور
بلندی سے اوسنے فرود آنکر
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
جدھر قلب میں شاہ کاؤس تھا
ادھر جا کے سہراب نے یہ کہا
سواران ایران کو میدان میں
تہ تیغ کھینچوں اک آن میں

یہ رستم کی پھر دل میں آیا جنون
شتابی نگاور کی موڑی عنان
ذرا صبر کر شب کو آج اپنی آن
اوسے تھی نہ رزم کی تاب تب پھر
تہمتن کو شہ نی کیا پھر طلب
تن اوسکا ہی آہن سے بھی سخت تر
تسلی اوسی دیکی شہ نی کہا
کہ سہراب ہر چند ہی خورد سال
مبادا اگر گشتہ ہو وقت رزم
تو ماں باپ سی جا کی کہیو یہ ہی
زوارہ سی جب کہ پوچھا یہ سخن
تو بد خواہ یہ کر بھی فتحیاب
یہ ہو ماتمی بولا کہ ای نیکمرد
وہ پایا ہون اوس میں آیا نشان
یہ سہراب کو اوسنی پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہیں زینہار

مبادا کہ سہراب از روی کین
کہا آ کی سہراب سی یونکہ تمام
سحر تک ہی اور میں اگر زر گران
گیا اپنی لشکر میں سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر
کریگا ظفریاب تجھکو خدا
ولی اوسکو ہی زور و قوت کمال
تو پھر رزم کا اوس سے کیجو عزم
ہوا وہ جو کچھ چاہیے تقدیر تھے
لگا کہنی گرچہ یل پیلتن
بد اندیش مغلوب ہو و شتاب
عجب پہلوان ہی مرا ہم نبرد
مری ہات نی جو کچھ کیا تھا عیان
کہ رستم کو ہوں خفت تب سہی
یقین جان تو ای یل نامدار

کہیں شاہ سی جا کی ہو رزمجو
تو جنگ لیکر انسی واقف نہیں
سوا اسکی گر آپ خواہان جنگ
سنا انسی وہ سہراب جسدم گیا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
اثر اوسپہ کرتا نہیں زینہار
شہنشہ سی رخصت ہوا پیلتن
خدا جانی کیا پیش آوی سحر
سوی زال لشکر کو بھجوائیو
عبث زار روئی وہ و سوز و بکا
کہا کرکی زاری کہ ای کردگار
ادہر سیلتن کا یہ احوال تھا
قوی بازو و سخت چنگال ہے
گمان ہے مجہتی مرا ہی پدر
تہمتن کے ہمشکل ہی یہ جوان
وہ سمجھا کہ یہ ہست گفتار ہے

وہ غیرت سی ضائع کری آبرو
عبث ہی یہ بیباکی و بغض و کین
تو پھر ہو مقابل مری بیدرنگ
سرا پردہ میں اپنی رستم گیا
بڑا اسی لا ور ہی یہ خورد سال
مرا زور بازو دم کارزار
زوارہ سی جا کر کہا یہ سخن
رہی بخت گر ہمقرین ہو ظفر
خیال اور دلمیں نہ کچھ لائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوی قضا
ترے ہون کرم کا امیدوار
اودہر جا کی سہراب جنگ آزما
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
جہاں پہلوان رستم نامور
نگاور کی صورت بھی رخش سا
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
ولی رزم سہراب کا دل ہوا
مصمم کیا تونی اب دل میں کیا
بہم محفل آرا و می نوش ہوں
تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ چاہیے ہی عیان
تو شاید کہ ہی زال زر کا پسر
کہی تھا یہ دل میں یل پیلتن
بہت میں نی دیکھا فراز و نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہی اب گرم کین

تو سہراب اور رستم پیلتن
سوی الفت و مہر مائل ہوا
ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بھی جنگ نی و ملکی کہ خوش ہوں
یہاں آنکر ہو ستیزہ کنان
ولی نام تیرا ہی مجھسی نہاں
یل پیلتن رستم نامور
نہیں طفل کا اعتبار سخن
نکلہ مجھسی گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا وہیں

پہن کر زرہ رخش پر ہو سوار
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
یہ بہتر ہی ہم تم نہوں رزمخواہ
کریں عہد پیمان محکم بہم
مری دل میں پیدا ہوئی تیری مہر
کسینی بتایا نہیں زینہار
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ای جوان
کمر باندھ پشتی ہوں سی و نر
تو قائل ہوا اسکو کشتی اگر

گئی سوی میدان ہی کارزار
کہا وہ ہنس کر ای تند خو
کریں کشتی آتی اور شام و بگاہ
پشیمان ہوں اب کینہ خواہی سی ہم
نہ ہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنی آپ آشکار
پیا میں نہ تھا رستم پہلوان
نہیں ہیں کہ ہوں کودک گر بہی جوان
کہ سرگرم کشتی ہوں اب تک گرہ
تو ہاں ہیں سے کشتی کو حاضر ہوں میں

نہتین جانتا یہ کہ تجہسا جوان
مری ہاتہ سی کشتہ ہووی یہان

یہ کہکر وہ نو یل نامدار
لگی کرنی کشتی کی فن آشکار

کیا زور رستم نی ہان جتنی پیش
گیا آگی سہراب کی کچہ نہ پیش

ہوا وہ خروشندہ جون پیل مست
گیا زور سی اوسکی رستم کو شکست

جو کھینچا پکڑ کر کمربند کو
تو سنبہلا نہ پہر رستم نامجو

زمین سی بہم پشت رستم ہوئی
خرابی تہی چرخ پر خم ہوئی

گرا خاک پر جب یل نامور
تو سہراب بیٹہا وہین سینی پر

لیا کھینچ پہر خنجر آبگون
یہ چاہا کہ اوسکو کری غرق خون

کیا حیلہ اوسوقت رستم نی وہان
لگا کہنی سہراب سی ای جوان

یہانکی یہ آئین نہین زینہار
کری زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کری اوسکی تن سی جدا
مگر ہو دگر بار زور آزما

اوسی قوت و زور سی لاوی تہ
کری شوق سی قتل پہر وہ دلیر

یہ سنکر وہ اوسکی اوٹہا سینی سی
غرض ہاتہ اوٹہایا وہین کینی سی

گیا پہر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنی لشکر کی خندان و شاد

کہا جبکہ ہومان سی یہ ماجرا
کیا اوسنی افسوس اور یون کہا

کہ ہمیاری و مکر سی کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتہ سی تیری آہ

نہ دیکہا تہا کاہی فراز و نشیب
تو اک طفل تہا تونی کہایا فریب

تہ دام آیا تہا شیر یان
دیا چہوڑ تونی کیا قہر ہان

ہوئی بی وقوفی یہ تجہسی کمال
رہائی تری ہی اوسسی اب یہ محال

یل نوجوان نی کہا کیا ہی غم
کرونگا اوسی زیر پہر صبحدم

گیا جبکہ رستم سوی خیمہ گاہ
رہا شکوہ زاری کنان تا پگاہ

دعا اوسنی مانگی کہ ای پاک خدا
وہی زور دی مجکو پہلی جو تہا

اوسی ابتدا مین تہا زور اسقدر
زمین چاک ہوتی تہی ہر گام پر

وہ عاجز بہت قوت بسیار تہا
زمین پر خرام اوسکا دشوار تہا

ہوا تہا تب اس بات کا خواستگار
کہ کچہ زور کم ہووی یا کردگار

ہوئی تہی مناجات اوسکی قبول
مراد اوسکی وہین ہو گئی تہی حصول

غرض کہ کی شب زاری و انکسار
ہوا زور پر بیشین کا پہر خواستگار

خدا نی پذیرا کی اوسکی دعا
وہی زور اوسکو کیا پہر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکہکر قوت و زور تن
ہوا شادمان پہلوان زمن

سپاس عنایات پروردگار
بجا لا کی او رخش پر ہو سوار

گیا شاد و خرم سوی رزمگاہ
ہوا جا کی سہراب سی کینہ خواہ

یہ سہراب نخوت سی کہنی لگا
کہ چنگال سی میری ہو کر رہا

تو پہر آج آیا سوی کارزار
عزیز اپنی شاید نہین جان زار

تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہی جان
تری ہونگا ستیزہ کنان

وہ کرنی لگی پہر درشتی بہم
ہوئی مائل زور کشتی بہم

بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پہر رہائی ہوئی

پکڑ کر کمربند سہراب کا
زمین سی لیا پیلتن نی اوٹہا

پٹک کر زمین پر اوسی پہر وہین
سر سینہ بیٹہا وہ از روی کین

یہ سوچا کہ یہ گر وہ زور آزما
جو پہر اوٹہ کہڑا ہو تعجب سی کیا

غرض کھینچکر خنجر آبدار
کیا سینہ و دلکو اوسکی فگار

وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ
یہ بولا کہ تہی بخت میری سیاہ

یہان مین جو آیا تو تہی مراد
کہ دیدار سی باپ کی ہوؤن شاد

تمنای دل کچہ نہ حاصل ہوئی
بملک عدم جان واصل ہوئی

جو دریا مین ابسی ہو مسکن گزین
تو یاجائی بالای چرخ برین

مرا باپ تجکو نہ چہوڑیگا یہان
کریگا ہلاک آنکر ای جوان

کہا نام کیا اوسنی تب پوچہ کہا
کہ ہی نام رستم مری باپ کا

جب اوس خستہ تن سی سنا یہ سخن
تو غمگین ہوا رستم پیلتن

پڑا ہوکی بیہوش بس خاک پر
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر

لگا کہنی اوس سی کہ کر یہ بیان
تری پاس رستم کا کیا ہی نشان

کہ مین ہی سیہ بخت رستم ہون آہ
جہان جسکی آنکہون مین ہووی سیاہ

یہ سہراب نے سن کی پانچ با
نشانی تو دیکھنے زرہ کرکی وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکی وا
سپر کو کسی نے بہی بال نہین
سہی اب یہی بہتر کہ ہوین ہلاک
تڑپتا تہا سہراب بسمل ادہر
تو بہیجی یہی دلمین پر جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
سوی زرنگہ جا کی لاؤ خبر
جو سہراب سیتی وہی پہر سنہ خوا
کری ہی فغان اور بیتاب ہی
اوٹہا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتہ سی میری ایسا ستم
یہ کہکر وہین کہینچ خنجر لیا
زوارہ نی پارہ گریبان کیا
جگر پر مری زخم کاری لگا
ہجیر سیہ بخت سی ہار رہا
مقابل مری جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کری کسکا ہی اختیار
یہ احوال سنکر ہوئی نوحہ گر
یہ سہراب خستہ نی پہر کہا
بحل تمکو مین نی کیا اپنا خون
نہو جا کی ترکون سی پہر سنہ خوا
اگر زندہ رہتا تو پہر ایک بار
جگر خستہ نی جو کہ اوس دم کہا
جو ہی خاص تن نوشدارو وہ لا
لگا کہنی سنکر یہ شاہ جہان

کہ صد حیف اب ہی گو دگشو کشا
کہ مہرہ ہی بازو پہ میری بندہا
تو رستم نی پہر شور و نالہ کیا
نہین یہ ہوا جو رہر گریبان
کروں اپنی سینی کو خنجر سی چاک
ادہر ہر رستم گردتہا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سی خالی ہوا اب جہان
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب رکہتی یہ ہرگز سپاہ
تڑپتا پڑا وہان ہی سہراب ہی
لگی پوچہنی سب کہ کیا ہی خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سی کری اپنی گردن جدا
غم و درد سی شور و افغان کیا
نہین کچہہ بہروسا ہی اس زیست کا
جو پوچہا تو پوشیدہ اوسنی کہا
تو پرسان حال اوس سی ہرہم ہوا
نہین چارہ تقدیر سی زینہار
زوارہ ادہر اور رستم ادہر
کسیکو نہین اس جہان مین بقا
ولی التماس ایک کہتا ہون
نہ کہینچی سہ ملک توران سپاہ
مراعات کرنا مین شام و سحر
تہمتن نی یکسر پذیرا کیا
مگر اوس سی چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہی وہ نوشدارو یہان

بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہین یہ غم سی اب طاقت مجہی
یہ بولا کہ ای جان من بیگناہ
پہنچیگا زنہار مجہکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدا
جو دیکہا کہ رخش بل نا پدا
وہین گر گئی یکقلم سبکی ہوش
کیا حکم شہ نی کہ یکبار گی
تو کی جاوی تدبیر کیوہ رہیان
سواران لشکر گئی جب ادہر
یہ جانا کہ زخمی ہی نوجوان
زرہ پارہ اور چاک پیرہن
مری تہی پہر سر پہ ہای خاک
پکڑ کر شتابی سی رستم کا ہات
کہا پہر یہ سہراب سی کیا ہی حال
یل پہلتن کی سراپا نشان
مجہی نام رستم بتایا نہین
کہا اوسنی یہی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کی ہاتہہ تہی
لگی کوٹنی سینہ و سر وہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہی
پدر بعد میری مدارا کری
کہا پہر یہ رستم نی گودرز
وہین اوٹہ گئی پیش شہ نامدار
کہ جسمین ہو سہراب پہر تندرست

ولی تو ادہر کچہہ نہ مائل ہوا
جو کہولون زرہ اور کہان تجہی
تو کشتہ ہوا ہاتہ سی میری آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہین چارہ زنہار پیش قضا
کہڑا ہی بہت دیر سی لی سوار
اوٹہا ایک لشکر مین شور و خروش
ادہر جاؤ دوڑا کی اب بار گی
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
تو دیکہا کہ رستم پڑا خاک پر
لگا زخم کاری ہوئی ناتوان
لگا کہنی یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مینی ناحق ہلاک
لگی رونی گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہی درد مجہکو کمال
مری ہاتہ نی جسکی تہی عیان
رکہا ہاتہ سی غافل تہا یا نہین
کیا مری آگی نہ ہرگز عیان
ازل سی یہ ٹہیری تہی بات تہی
کیا دیدہ تر سی دریا روان
ذرا صبر کو دل مین آب راہ دو
نہ پہنچاوی لشکر کو میری گزند
مری جای پر زخمی ہو میدان ہی
تلطف مدام آشکارا کری
کہ جاکر حضور شہ نامجو
سہ انو شدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست

پھر ای پھر وہ خجستہ صفات
کہی بار رستم کے اوس و زبات

کیا سر کشی سی نہ پاس ادب
رہ ورستم کی ہاتھہ سی اوسنی جب

سو آگی سہراب کی گفتگو
سنی خوب تو بی وہ واقف ہی تو

کہی تہا وہ مردم سی ہر دم یہی
کہ رستم کو سون تخت و تاج شہی

سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن

تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
گیا آپ پیش شہ ارجمند

کہ سہراب کا کام آخر ہوا
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

فغان کرکی کہتا تہا یہ سبدم
مری ہاتھہ اب مین کرونی قلم

سنی جبکہ بات اوسکی تب کیا کہی
جو کچہہ وہ کہی سو نہ بیجا سکے

وہ خیمہ و اسباب تہا جسقدر
جلا کر کیا خاک پہر سر بسر

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
جو دیکہا تو ہی وہ بہت بیحواس

ہر اک کو ہی آخر یہی رہگذر
کوئی دیر جاوی کوئی زود تر

کیا عرض رستم نی اے تاجدار
ہوا سو ہوا کچہہ نہین اختیار

یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار
یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار

کرو رخصت اوسکو بعز و وقار
یہ سنکر لگا کہنی یون شہریار

پذیرا کیا مین نی تیرا سخن
مجہی پاس خاطر ہی اے پیلتن

زوارہ سی رستم نی پہر یون کہا
کہ جیحون تلک ساتھہ ہیون کی جا

کہ کیا کیا سخن تہا ملایم کہا
زبان پر جو آیا سو اوسدم کہا

سخنہای دشوار کہہ کر گیا
اوسی قید کوئی نہ یہان کرسکا

سمجہہ اپنی دلمین کہ فہمیدہ ہی
جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہی

جب اسپی لا ورہون و پہلوان
رہی پہر یہ اورنگ و افسر کہان

کہا یون کہ خوبی بد شہریار
بیان کیا کرون تجہہ پہ ہی آشکار

محل مین تہا اوسدم شہ نامور
برآمد ہوا تب یہ پہنچی خبر

ہوا سنکی رستم سیاہ و دوان
گیا نعش پر اوسکی زاری کنان

جگر گوشہ کو اپنی میری سوا
جہان مین بہلا قتل کسنی کیا

غرض رکہکی تابوت مین نعش کو
گیا سوی خیمہ یل نامجو

ہوی اوسکی ماتم مین پیر و جوان
خروشان و گریان و نالہ کنان

کہا سخت ماتم ہی اور قہر و درد
ولی کچہہ نہین چارہ اے شیرمرد

سمجہہ اب تو دانا و ہشیار ہے
شکیبائی و صبر درکار ہے

ولی یہ وصیت ہی سہراب کی
کہ تجکو نہ ہو پیچ لشکر کشی

کہ ہومان کی حرمت کہو تم نگاہ
نہووی پراگندہ اوسکی سپاہ

ہوا اب جو تجہکو یہ رنج و الم
تو میری بہی دلکو ہوا درد و غم

کرین جیسی گو ترک اب سرکشی
کرون مین نہ زنہار لشکر کشی

زوارہ گیا ساتھہ جب بی خطر
گیا آب جیحون سی ہومان گذر

معاودت کاؤس با ایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوی تختگاہ
روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ

غرض لی کی تابوت سہراب کا
پراگندہ دل شہر مین جب گیا

خروشان و گریان گئی گہر تلک
قیامت تہی برپا بزیر فلک

کہ برپا وہان شور محشر ہوا
غضب ایکدم وہی زمین پر ہوا

گئی جب یہ سوی تہمینہ خبر
تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر

لیا کہینچ مردم نی پہر دور کر
ولیکن چلی بستہ سوی سمر

لگی باپ سی کہنی اے ناجو
کہا قتل رستم نی سہراب کو

کہا اوسنی اے دختر نازنین
سپہ اپنی رستم کی ہمسر نہین

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
سوی سیستان بادل کینہ خواہ

یل نامور رستم پہلوان
گیا ہو کی رخصت سوی سیستان

سپہ پوش ہو زال پہنچا وہان
ہوا ساتھہ تابوت کی وہ روان

وہ و دایہ رستم کی مان اسقدر
ہوئی دیکہہ تابوت کو نوحہ گر

کیا دفن سہراب کو زیر خاک
دل پیر و برنا ہوا دردناک

کہ آتش وہین کرکی افروختہ
گری آگ مین بادل سوختہ

تن نازنین سی ہوا داغ داغ
جہان اوسکی نظرون مین تہا بی چراغ

سوی سیستان کہینچ جلدی سپاہ
تہمتن سی جاکر تو ہو کینہ خواہ

دیا شاہ نی جب اوسی یہ جواب
تو پہر دل مین کہا کر بہت پیچ و تاب

ترتیب لشکر اوسنی اک پہلوان
روانہ کیا اور کہا یون کہ تا

تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن / کہ تہمینہ آ پہنچی اے سیم تن
وہ لائی ہے ساتھ اپنی فوج گران / دلیران و گردان و جنگ آوران
رکھی ہے سہی دل میں اب خشم جرم / کرے سر کو تیری قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا / سنا تھا جو اوسنے سو کہکے کہا
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا / پشیمان بہت دل میں اوس دم ہوا
وہیں ساتھ لے زال زر و دایہ کو / گیا سوے تہمینہ وہ نامجو
سراپردہ میں اوسکی پہنچے یہ جب / نکل آئی تہمینہ دیکھے تب
بغلگیر وہ وہیں ہوئی ہمدگر / کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
کہا زال نے سوے خانہ چلو / شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد / مری لال کو رستم سے پہنچا ہے درد
پھر آگے رستم کو لاو شتاب / کیا جسنے یوں اپنے گہر کو خراب
میں تب چین پاؤں اوسے کہ اے کینہ جو / کیا کشتہ کیوں تونے فرزند کو
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان / تو کھینچ اوسنے پھر خنجر جانستان
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم / کرے غرق خون اوسکو بیدرد و غم
پکڑ ہاتھ اوسکا لیا زال نے / یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار / نہیں چارہ پیش قضا زینہار
عدم سے جو پھر نا ہو سہراب کا / تو کر رستم زال کا سر جدا
غرض خوب سمجھا کے وہ نامور / گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار / بہم ہاں لگی رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر / ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گلرخ و لالہ فام / تہمتن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہیں کیا / لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام / تصور تھا سہراب کا صبح و شام
دل اوسکا تھا نالان و خونچکان / کبھی آہ کرتی تھی گاہے فغان
پس از مرگ سہراب وہ مہ جمال / رہی زندہ با رنج و غم ایکسال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار / وہ دینے لگی جان اپنی بکار
یہ قصہ تو میں کہہ چکا ہوں بیان / سیاوش کے آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملک زادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برای تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا / کہ نزدیک یا ہے جیحون کے تھا
گئے ایکدن واں پئے شکار / بہم طوس اور گیو جنگی سوار
پڑی ناگہان ایک دختر نظر / پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب / کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب
یہ پوچھا جوانون نے اے مہ لقا / تو ہے کون سے یہ حقیقت کہا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی / کہ دختر ہوں میں شاہ بلغار کی
کہ گرسیوز اوسکا ہے جہاں میں نام / وہ نسل فریدون سے ہے ذو الکرام
مجھے چاہتی تھی بہت تاجور / ولیکن چچا ہے تھا میرا بد
کہ توران میں گاہے جو بادشاہ / پشنگ اور بیرون پدر جا
مرا باندھے ساتھ اوسکی عقد نکاح / نہ زنہار بہائی مجھے یہ صلاح
کہے ہے سنا زشت خو ہے پشنگ / کہ یہ زشت خو زشت رو ہے پشنگ
کیا مجھنے جب ذکر اس بات کا / تو بس صاف زور اور چابک و جست

خفا ہو گئی تب شہ نی مارے
نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے

گذر آب جیحون سی آئی ادہر
کیا آپ ماندگی نی اثر

پیادہ ہوئی چند فرسخ روان
ہوئی آگی اس دشت مین ناگہان

ہوئی خواستگار بت سیمبر
لگی کرنی پرخاش باہمدگر

جبھی حکم دی خسرو نامجو
وہ لی شوقسلی اس پریچہرہ کو

کسیکو نہ زنہار شہ نی دیا
پریچہرہ کو پاس اپنی رکھا

گئی نو مہینی جب اوس پر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر

کرامی شاہ اسکی پریشان بخت
ہوا اسکی غمگین خداوند تخت

ولیکن دل شاہ تہا پر ملال
نتہا ہیبت کا کچہ اوسکی خیال

اسی ایلتا نمین پیچاؤن مین
ہنرہای شاہانہ سکھلاؤ تمہین

ہنر پروری انکی حوالے کیا
ہوئی پہر مصروف صبح و مسا

سیاوش جہانمین ہوا بی نظیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

مجھی یہ تمنا ہی شام و سحر
کہ حاصل کرون پایبوس پدر

کیا عرض شہزادہ نی تنگ آ کے اب
روان ہو جبھی بانشاط و طرب

نکل گھر سی اور سپہ آپ ہوا
شتابی سی لی اپنی راہ فرار

غرض جبکہ رفتار سی وہ گیا
تو پہر راہ مین چھوڑ اوسکو دیا

وہ دو نوجوان وسپہ مائل ہوئے
خدنگ نگہ کی وہ گھائل ہوئے

بہم بعد پرخاش پایا قرار
کہ پہلی پہ پیش شہ نامدار

گئی لیکی جب پیش کاؤس شاہ
ہوا شاہ دیوانۂ رشک ماہ

بندہا عقد باہم باآئین دین
ہوئی حاملہ پہر وہ زہرہ جبین

نظر کر کی طالع مین شہزادہ کی
منجم شہنشہ سی کہنی لگے

سیاوش رکہا نام شہزادہ کا
لگا پرورش پانی وہ مہ لقا

کہین اونہون رستم آیا یہان
لگا کہنی ای خسرو خسروان

کیا شاہ نی وہین اوسکو سپرد
غرض لیگیا زابلستانمین وہ

طریق نبرد و شکار و ادب
ہنرہای شاہانہ سکھلای سب

سیاوش نی رستم کو پہر ایکروز
کہا یونکہ ای رستم نیکروز

یہ سنکر مہیا کرا اسباب جاہ
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ

وہ بولا کہ تجہ بن نہین چارہ کار
تہمتن نی پہر پاس جاکر کہا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سپہران اسپاہ

گیا ساتہ شہزادہ کی آپ بہی
حضور شہنشاہ باصد خوشی

بہت لطف مصروف و سیر کیا
سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا

حضور اپنی پہر شہ نی تا ہفت سال
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال

بجاہ و حشم ہو گئی یہانتک جوان
سیاوش کی سی حکمرانی وہان

یہ کہنی لگی شاہ کاؤس سے
کہ ای شاہ یہ آرزو ہی مجھے

جہاندار بولا کہ بہتر ہی یہ
سیاوش کہ راضی کی ای سیمبر

سیاوش پہ عاشق تہی وہ مہ جبین
سیاوش گیا جب اوسنی وہین

ہوئی گرم مہر اوس سے جب وہ پری
وہ سمجہا کہ ہی الفت مادری

اونہین ہان طلب کی باصد خوشی
سیاوش ہی سو ابہ کہنی لگے

زہی بخت وہ سیم کا
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا

گئی آپ چہپ نہ لیکر
کہ ہین حسن مین شکل غلمان جو

اوسی لیگئی پیشوا آ کی سب
ہوا دیکھکر شہ قرین طرب

ہنر جب اوسکی ہوئی آگہی
تو رستم کو بہی آفرین خوب کی

یہ دل چاہتا تہا پہر شہ دہر کا
کہ ملک اوسکو دی ماوراء النہر کا

کہ اتنی مین شو وانہ مہ جبین
جہاندار کی زوجہ اونہین

سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
اوسی کتخدا ساتہ اوسکی کرون

طلب اوسنی شہزادہ دیکھا جب گیا
تو یہ شہ سی لیکر اجازت گیا

پکڑ تنگ آغوش مین شوق سے
لیا اوسکی بوسی کئی ذوق سے

گئی دختر خواندہ زہرہ جبین
کہ سب نسل سی جو شاہی تہین

ہوا موبدانسی مجکو عیان
تری تخم سی اک پسر ای جوان

یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
کہ وہ میری دختر کی ہو بطن سے

توران سی کرایک کو اب قبول
تمنا ہی ای تا کہ ہووی حصول

رہا سنکی خاموش وہ نامدار
نہ پاسخ دیا شرم سی زینہار

یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کری
تعجب نہیں گر عداوت کری

وہ کہتی ہی ٹک کھول اپنی زبان
یہ لنگ و لب بستہ تہا غنچہ سان

کیا سکو رخصت اکیلی رہے
سیاوش سی پہر یہ حکایت کہی

تو ہر لا شتابی سی اب کام دل
کہ حاصل مجھی ہووی آرام دل

سپاہ جہاندار کاوس کے
سراسر مری تابع حکم ہے

جھکائی ہوئی سر کو وہ نامدار
یہ چاہی تہالی وہان سی اوہ فرار

یہ سوچا ملک زادہ نامور
کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر

نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد
یہ ناچار بولا وہ فرخ نہاد

ولیکن نہ کہہ اور کچھ آرزو
ادب ہی ترا مجھکو مادر ہی تو

کیا اوسکو رخصت بلطف و طرب
کہا پہر یہ کاوس سی وقت شب

ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرام
دیا اوسکو اسباب شادی تمام

زر و گوہر و نعمت بیکران
تری واسطی شہ سے لائی یہان

یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
تجھی دون گی اب اکی مین بیاہ

کہا جا کی ای شاہ روی زمین
سیاوش مری پاس آتا نہین

وہ لائی زبان سخن ہائی وش
کہا کچھ نہین عشق مین ہی ہوش

تو تجھ جواب ہو مجھسے دلشاد کر
مجھی بند سی غم کی آزاد کر

تو ہی بانوی شاہ کشور کشا
بھلا کس طرح مجھسی ہو کچھ خطا

کیا شاہزادی نی انکار جب
وہ سودایہ فتنہ انگیز تب

سیاوش وہان سی شتابان ہوا
وہ دامن جھٹک کر گریزان ہوا

غرض فتنہ اک اوسنی برپا کیا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا

خراشیدہ ناخن سی رخ کو کیا
پریشان کیے بال سر تا بپا

یہ سنکر گیا خسرو نامور
یہ احوال سودایہ کا دیکھکر

کہ شاہا سیاوش نے یہان آنکی
پچھاڑا ہے مجھے زور پنجہ سی

بد شواری اس سی بچی ہین ہا
مرا پاک عصیان سے دامن ہا

کہا یون کہ اب از کرم آشکار
نہ کہنا بجز راستی زینہار

یہ بولی وہ سودایہ حیلہ گر
کہ باطل ہی گفتار یہ سربسر

کیا یہ ہی اندیشہ لیکن ہین
کہ یہ ان حقیقی مری کچھ نہین

سو اوسکی کہتی ہین سب سحر سان
حذر اس سی بہتر ہی اور احتراز

وہ سمجھی کہ ہی اسکو شرم و حجاب
جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب

ہوئی منقضی مدت ہفت سال
کہ عاشق ہون مین تجھپہ اے خوش جمال

تبھی بعد کاوس کشورستان
کہ زندگی مین فرمانروای جہان

فریب اوسنی ہر چند اوسکو دیے
لب اپنی نہ شہزادی نی وا کیے

اوٹھا جب تو سودایہ نی بید رنگ
لیا بوسہ پہر کھینچکر بر مین تنگ

مبادا غضبناک ہو جای یہ
بلا کوئی سر پر مری لائی یہ

پی عقد دختر جو تو نی کہا
یہ البتہ سینے پذیرا کیا

سیاوش نی یہ بات جسدم کہی
تو خاطر جمع ہوئی سودایہ کے

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
ملکزادہ نامور نے شہا

سیاوش کو پہر اوسنی کہ وزرہ
یہ پیغام بہیجا کہ اے نامور

سو اسکی اسباب شادی جدا
تکلف سی سینے مہیا کیا

نہ آیا وہ شہزادہ کامگار
گئی پہر حضور شہ نامدار

شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
ملکزادہ ناچار پہر وان گیا

جوانی پہ میری ذرا کر نگاہ
نہ منہ موڑ زینہار ای شک ماہ

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
توقع ہے مجھسے نکر زینہار

یہ کہتا ہون تجھسی انصاف معاف
کہ اس کام سی رکھ مجھی تو معاف

اوٹھی تخت سی ہوکے پر خشم و کین
سیاوش کی دامن کو پکڑا وہین

لگی کہنی سودایہ کر کر فغان
بلا کیا تری سر پہ لاتی ہون یہان

کیا پارہ پارہ گریبان کو
کیا چاک چاک اپنی دامان کو

کنیزان بھی اوسکی شتابی سی وان
لگین کرنی غوغا و شور و فغان

لگا پوچھنے کہ حقیقت ہی کیا
ز رو مکر سی اوسنی ظاہر کیا

کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
کری میری ناموس عصمت کو چاک

سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
سیاوش کو شہ نی کیا پہر طلب

کیا اوسنی احوال سارا بیان
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان

لگا سوچنے اوسکی پہر سخت کو
شہ نامور خسرو نامجو

معطر تھی پوشاک سودابہ کی سیاوش کا جاتا تھا ہوش ہی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ کری سر کو اوسکی جدا بیدریغ
مبادا کہ برپا کری کچھ فساد خلل ملک مین لاوی وہ بدنہاد
شبستان مین سی کوئی نازنین نہ تھی مثل سودابہ مہ جبین
یہ سودابہ سی شاہ نی پھر کہا سیاوش کو دیکھا تو بی خطا
نہ سمجھی ولی ولمبین وہ حیلہ ساز نہ آئی ذرا لی حیائی سی باز
ولی بات اوسکی شہ نامدار پذیرا نکرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی ناگہان حاملہ ایک زن ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
حضور اپنی کرکی طلب وہ دتر کیا شاد وی کی اوسی سیم و زر
شہنشاہ کاؤس پرسان ہو جب سیاوش کا تو لیجیو نام تب
کنیزان سی کایک خروشان ہوئین وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
کنیزون نی کاؤس سی آکر کہا فلانی حرم کی جو تیری شہا
وہ کچہ طشت مین لیکین پیش شاہ کیا شاہ حیرت مین کرکی نگاہ
یہ بچی سیاوش کی ہین تخم سے کہ بخواب اوسنی کیا تھا مجھی
ولی فعل دیکھا سیاوش کا اب کہ کیا کام اوسنی کیا ہی غضب
وہین اوٹھکی فی الفور باہر گیا طلب اہل تنجیم کو وہان کیا
یہ ظاہر کرو کسکی ہین تخم سی خبردار پنہان سی کاب و مجھی
کہا بعد یک ہفتہ ای شہریار یہ تخم کیان سی نہین زینہار
جو اختر شناسون نی ظاہر کیا وہ سودابہ سی حال کی شہ نی کہا
نہیں راست گفتار یہ زینہار نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
رہا سنکی خاموش کاؤس شاہ کہ بیچارہ شہزادہ تھا بی گناہ
حمایت تو کرتا ہی بیٹی کی اب ستم ہی ستم ہے غضب ہی غضب
کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کی زہر ہوا سنکی ناچار تب شاہ دہر
اگر ہی گنہگار جل جائی گا وگرنہ نہ ایذا ذرا پائی گا
خطر کیا ہی ای شاہ فرخ خصال نہین راستی کو ہی ہرگز زوال
خداوند غفار کو یاد کر سیاوش گیا آگ مین بی خطر
سیاوش کو شہ نی بغل مین لیا سر و چشم پر اوسکی بوسہ دیا

ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین کیا خوار اوس حیلہ گر کو یقین
ولیکن یہ اندیشہ ولمبین کیا کہ پرزور ہی باپ سودابہ کا
سوا اوسکی تھا مبتلا اوسکا شاہ کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
بہت خرد تھی اوسکی فرزند بہی غرض اس لیی درگذر اوس سی کی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان نہو خوار عالم مین کر کی فغان
یہی شہ سی کہتی تھی صبح و مسا سیاوش کو پہنچا عقوبت شہا
اسی فکر مین تھی وہ بی ترس ناک کسی حیلہ سی بھیجی اوسکو ہلاک
لگی کہنی پہر اوس سی وہ کینہ جو کہ اس حمل کو کر دی اسقاط تو
کنیزان کو میری ہوا اوس دم خبر کرین تا کہ غوغا وہ سب سربسر
بہم خفتہ تھی ایک دن اتفاق وہ سودابہ اور خسرو نامجو
ہوا اسکی بیدار فرمان روا یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہی کیا
ہوئی اوس سی پیدا وہ مردہ پسر کہا شہ نی لاؤ اونہین نزد تر
جب اوس نے ان سی پوچھا حقیقت کیا یہ کم بخت نی تب گزارش کیا
یہ سودابہ نی سن کی شہ سی کہا مری بات کا تجھکو باور نہ تھا
شہنشاہ خاموش حیران ہوا بہت اپنی دل مین پشیمان ہوا
دکھائی اونہین پھر وہ مردہ پسر کہا انکی طالع مین کرکی نظر
وہین طالع وقت کو دیکھ کر لگی غور کرنی وہ شام و سحر
کیا راز پنہان ناپاک زن عیان سر بسر پیش شاہ زمن
وہ بولی کہ ای شاہ جوہر شناس تہمت سی ڈرتی ہین اختر شناس
سیاوش کو دینی ہی واجب سزا سزاوار ہی قتل اہل خطا
بداندیش از بسکہ سودابہ تھی شہ نامور سی یہ کہنی لگی
کیا اور کرتا ہی مجکو خجل اب یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
یہ ٹہیرا کہ شہزادہ نامدار پڑی آگ کی درمیان ایکبار
ہوئی آتش افروختہ جب وہان لگا کہنی تب شاہ سی وہ جوان
خدا ہی نگہبان مرا ہر زمان کہ ہی واقف آشکار و نہان
نہ پہنچا اوسی کچھ ضرر زینہار سلامت وہ نکلا پہر انجام کار
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک

ولیکن شفاعت سیاوش نے کی | بہانہ تھی یہی تھا کاؤس سے | سر خونسی گذراشہ دین پناہ | غرض ل وسپہ کی حرمت گئی نکال

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سوداگر ازبسکہ بدکیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
ملکزادے کی قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اوسکو صبح و مسا

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہین بہانے سے مجھکو نکال

یہ پہنچی خبر اونکو ناگہاں
کہ توران سے بالشکر بیکران
ادہر سے ہوا عازم افراسیاب
یہ سنکر جہاندار عالیجناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ اے نامداران جنگ آزما
بداندیش ترکان نخوت شعار
نہین عہد و پیمان پہ استوار

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دلمین خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک ایکبار
کرون اونکو آوارہ و قتل و خوار

سیاوش نے کاؤس سے یون کہا
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
مجھے بھیجیے سوے افراسیاب
کرون جا کے اوسکو تباہ و خراب

یہ مقصود تھا اوسکو اسباب سے
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے
کہا شہ نے تجھکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹہہری ذرا پیش افراسیاب

زبردست ہے تجھسے وہ اے جوان
قوی جنگ مین اوسکی سب پہلوان
یہ بہتر ہی ہین آپ لیکر سپاہ
بداندیش سے جا کے ہون رزمخواہ

وہ بولا کہ اوس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین
یہ لشکر بہی اپنا ہی جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادہ نامدار
مجھے بھیجیے رخصت اے شہریار

کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہو یہان بآرام عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یہان
پئی جنگ ترکان نخوت نشان

او نہین الغرض بیکی سپاہ جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ و رستم نامور
دلیرانہ پہنچی دربلخ پر

وہان پر جو تھا حکمران تازیان
سو آیا پی کینہ خواہی وہان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اوسنے لی وہین راہ گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جا کے محصور انجام کار
یہ سنکے سوے بلخ پہنچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب

دلاور تھا گرسیو اوسکا تھا نام
ہوا دیکھکر تازیان شادکام
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوے شاہزادے سے خواہان جنگ

رہا خوب بے رنگ کشت خون
کیا فوج ایران نے اونکو زبون
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرسیوز و تازیان

گریزان ہوئے جیحون سے گذر کی شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ مین داخل شہزادہ کا
یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا

کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے پاکر ظفر
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ
کرے اوسکی لشکر کو یکسر تباہ

سران سپہ نے یہ اوس سے کہا
کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
تو لکھ شاہ کو نامہ اے نامدار
وہ کیجو لکھے جو تجھے شہریار

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
گیا حاکم بلخ کھاکر شکست
لکھا یہ کہ اے شاہ کشور کشا
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤنگا جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سے ہون رزم جو
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
کہ ہی منتخب پیکار افراسیاب

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادہر
تو ہرگز او دہر کا ارادہ نہ کر
سیاوش بقربان شاہ جہان
ہو بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرسیوز داماد افراسیاب با ہدایا نزد سیاوش و درخواست صلح و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تہا سپہدار توران وہان
گیا خواب مین شب جب افراسیاب
یہ پوچہا کہ ای سرور نامور
یہ کہنی لگا اوس سی افراسیاب
نمایان ہوا ابر مین ایک مار
کیا میری لشکر کو اوسنی ہلاک
جوان ایک تہا شکل خورشید ماہ
ہوا دل کو از بسکہ اوسوقت درد
نہ دل مین ذرا خوف اندیشہ کر
طلب اوسنی انشورونکو کیا
ولی ایک نی عہد پیمان کیا
وگرنہ خرابی پڑی ہی نظر
روان پہر کیا شہ نی داماد کو
گیا جبکہ گرسیوز نامجو
سیاوش ہوا دیکہکر شادمان
اوٹہا وہین داماد افراسیاب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب
ولی سخت مکار ہی بد نہاد
جنہین ہم کہین وہ آوین یہان
ہمین اسطرح صلح منظور ہے
یہ احوال لکہہ اوسنی قاصد شتاب
بخارا و خوارزم اور چاج ہے
تہمتن نی جبکہ لیا نام تہا
لکہا صلح کا شہ کو احوال سب
اوڑی عقل سی جسکی ہوش و حواس
کہ تیرا معاون ہی پروردگار
حضور شہنشہ جو رستم گیا

گئی جب کہ گرسیوز تازیان
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
تجہی خواب مین اب پڑا کیا نظر
کہ اسوقت دیکہا ہی مینی یہ خواب
ہوا جیسی پیدا اگی آشکار
ملایا ہر اک کو تہ خون خاک
کہ بیٹہا تہا نزدیک کاؤس شاہ
خروشان ہوا پہر وہین اپنی لشکر و
بسر تجہی ہوگی فتح و ظفر
مفصل کہا ماجرا خواب کا
سپہدار توران سی پہر یون کہا
مبادا کہ ہو جای نوع دگر
سوی بادشہزادہ نامجو
سیاوش اوٹہا وہین بہر تعظیم کو
پہر اک بزم آراستہ کی وہان
ہوا جا کی سرگرم آرام خواب
تہمتن نی سنکر دیا یہ جواب
نہین اوسکی کچہ قول پہ اعتماد
برسم گرو یہان ہین جاودان
وگرنہ رہ آشتی دور ہے
روانہ کیا پیش افراسیاب
سمرقند و سنجاں کی سب تہے
روان پیش شہزادہ اونکو کیا
کیے تحفے توران کی ارسال سب
بہت دل مین اوسکے ہی جوش و ہراس
ظفرمند ہوگا تو ای شہریار
کیا سب بیان ماجرا صلح کا

گزارش کیا اوسنی احوال جنگ
ہوا ہول سی اوسکی گرم فغان
جو یکبارگی تو خروشان ہوا
کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین
وہین بادصرصر ہویدا ہوئی
پکڑ کر مجہی لیگئی مردمان
اوٹہا وہین او کہینچکر اوسنی تیغ
لگا کہنی داماد افراسیاب
یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
ہوئی سنکی خاموش دانشوران
کہ ہرگز نکو قصہ پیکار تو
پسند آئی گفتار اختر شناس
فقط نامہ اوسکی حوالہ تہا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
ہوئی محفل آرا بعیش و طرب
سیاوش نی رستم سی پہر یون کہا
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
فرستادہ کو ذبح یہ جواب
تعلق ہی اب اپکی جو کچہ کہو
سحر جبکہ گرسیوز آیا وہان
کیا شاہ توران نی سب کچہ قبول
عزیزان خویشان فرخ نہاد
ہوا شاد شہزادہ نامدار
سنی تہی خبر شاہ نی پیشتر
سوا اوسکی اختر شناسونی بہی
تبہ ہوگی افواج افراسیاب
لگا کہنی تب بادشاہ جہان

یہ سنکر اوڑا اوسکی چہرہ کا رنگ
سنا جب کہ گرسیوز آیا وہان
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
مری فوج ہی تہی وہان او وہین
پہر اوسمین سی اک فوج پیدا ہوئی
شہنشاہ کاؤس بہی تہا جہان
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
کہ برعکس ہوتی ہی تعبیر خواب
گیا دل سی ہرگز نہ خوف گزند
کہ تہا دل مین اک خوف جان
سیاوش سی ای شاہ ہو صلح جو
عطا کی اوسی نعمت بیقیاس
تحائف بہی انواع وہ لیگیا
پی آشتی اوسنی کی التجا
گئی جب گذر الغرض نصف شب
کہ ای پہلوان مصلحت اب ہی کیا
کیا آشتی کا تب اوسنی سوال
کہ گردان خویشان افراسیاب
کہ اوس سی بہی اب دست بردار ہو
کیا اوسنی مرکوز خاطر عیان
ہوئی آرزو جی دلی سب حصول
دلیران گردان عالی وقار
تہمتن کو بہیجا سوی شہریار
کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
کہا شاہ کاؤس نی تہا یہی
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
نہین صلح منظور ای پہلوان

یہ پہر رستم پہلوان نی کہا
کہ ہی جنگ سی صلح بہتر شہا

تہمتن سے آزردہ ہوکر کہا
کہ حاضر رہون گا مین یہان جنگ مرا

کہا کچھ تامل توقف درنگ
نہ کیجو دراہو جیو گرم جنگ

کہا شہ نی تم عذر کرتی ہو گر
تو مین اور کو بہیجتا ہون ادہر

روانہ کیا طوس کو پہر شتاب
جہاندار نی سوی افراسیاب

سیاوش کو پہر ایک نامہ لکھا
کہ توران ہون کو تو یہان لیکی آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہزادہ سیاوش

پڑہا نامہ شہ کا سیاوش نی جب
ہوا دل پریشان آزردہ تب

دیا سب نی پاسخ کہ بہتر ہی یہ
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس شہ

کرین قتل ہر ایک کو ہی یقین
کہ دلمین ہرا اوسکی ہی بغض و کین

سوا اوسکی سودابہ ہی کینہ جو
مری پشم جان ہی وہ زشت خو

نظر آوی جب یہ گنہ بد گہر
تو پہر جاؤن کیونکر حضور پدر

یہ سنکر بہت ہو کی اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولی وہین

سمجھہ ای ملک زادہ نام جو
کہ ہرگز نہین استماع عدو

تو بہتر ہی اوس سی کہ لیل و نہار
رہون مین حضور پدر خوار و زار

لکھا یون کہ ای خسرو نامور
مرا باپ راضی نہین صلح پر

مرا عہد و پیمان ہی استوار
اگر پہر بہی جائی تو ہان زینہار

غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سی
نہین ہی مجہی کام کچھ طوس سی

یہ پہنچی جہان ہاتہہ کاؤس کا
رہون امن سی تا مین صبح و مسا

تمہاری عزیزان خویشان سب
کیا مین نی رخصت بعیش و طرب

کہ مجکو سمجھہ عہد و پیمان مین سست
تری ہاتہہ ہی صلح میری درست

کہان طوس کو تاب ای نیکمرد
کہ ہو انکی مجھسی اب ہم نبرد

تو بہتی کیا تجھکو اپنا پسر
محبت کرون مین بطور پدر

تو جو چاہی تجھکو وہ اقلیم دون
زر و گنج و اورنگ و دیہیم دون

یہ نامہ پڑہا شاہزادی نی جب
ہوا بند سی غم کی آزاد تب

کرون عرض کیا ہی تجہہ پر عیان
کہ پہلی تو ای شاہ کشورستان

یہ چاہا کہ مجھکو کری تو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
و لیکن بالطاف پروردگار

سران سپہ کو بلا کر کہا
کہو سو جو کچھ مصلحت اب ہی کیا

وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو وہان جاؤین تو شاہ عالی جناب

مری عہد و پیمان کا پہر اعتبار
نہ کوئی کری گا یہان زینہار

خدا جانی کیا ظالم نابکار
مری سر پہ لاوی بلا انکی بار

یہ وہین ہی یہان جمع پر کر سپاہ
سپہدار توران کی لون اب پناہ

نہین مصلحت پیشتر دین جواب
کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب

دیا شاہزادی نی پہر یہ جواب
کری گر کبہی قتل افراسیاب

یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
سوی شاہ توران روانہ کیا

عوض میری بہیجا ادہر طوس کو
کہ ہو تم سی اب انکی رزم جو

نہ پہیرین سر عہد پیمان سی گاہ
رکہون راہ و رسم مروت نگاہ

یہی قصد اب زیر چرخ برین
کہین ورنہ جا کر رہون مسکن گزین

بتا دیجیی کوئی ایسا مکان
کہ جا کر کرون مین اقامت وہان

گیا پڑہ کی حیرت مین افراسیاب
لکہا اوسنی نامی کا پہر یہ جواب

ولی وہ جو ہی کینہ ہی کاؤس سی
وہی جنگ پر خاش ہی طوس سی

جو منظور رکہکر تو پاس وفا
ہوا میری خاطر پدر سی جدا

کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تو آ شوق سی یہان بفرط طرب

تجہی بعد کاؤس پیدا وگر
کرون ملک ایران کا تاجور

وہین عزم توران مصمم کیا
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکہا

کیا متہم مجھکو سودابہ نی
کیا پہ غضب تجھکو سودابہ نی

ستارہ شناسون نی کچھ کہا
وہ زنہار تو نی نہ باور کیا

سلامت رہا کچھ نہ پہنچا ضرر
کیا بلخ کو فتح یہان آن کر

یہ کہکر خوشی سی وہ گلرو شتاب
ہوئی جاکی گلشہر خدمت کنان
فرنگیش کی ماں نی سونپا اوسی
کیا کتخدا رسم و آئین سی
کہ جیسکا نہین ہوسکی یہان بیان
سنی جبکہ کاؤس نی یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہدار توران سی پرخاش کا

سوی خانۂ شاہ افراسیاب
ہوا اوس سی ہر ایک شادان وہان
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسی
فرنگیش کو سات شہزادہ کی
سوا اسکی ہوکر بہت شادمان
کہ وہ بادشہزادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنی آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کی دلمین تھا

گئی لیکی اسباب شادی تمام
پہر اپنی طرف سی بہی اسباب
رہا سات دن جشن شاہانہ وہان
دُر و لعل و اسپان و فیلان و زر
دیا شہ نی اوسکو دیار ختن
گیا بلخ سی پیش افراسیاب
خفا ہوکی شہ سی ہی سیستان
رکہا شہ نی موقوف اور طرح گنج

فرنگیش کی ہان ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان
جہیز اوسکو وہانسی ملا اسقدر
کیا لطف سی شہریار ختن
ہوا شاہ کی دلکو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکہا یونکہ پہر آتو ای نامجو

رفتن شاهزادهٔ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و هوا روانه شدن طرف دریای گنگ و طیار نمودن قلعهٔ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرسیوز داماد افراسیاب و رنجانیدن افراسیاب را و کشته شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادۂ نامجو
فرنگیش کو لیکی با فر و شان
تعین مرومان کو کیا جابجا
لب گنگ اک جای دلچسپ تھی
بنایا وہان ایک حصن متین
ہر اک جا تھی انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالیجناب
لکھی جسکی صورت بخوبی وہان
سوا اسکی بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطی
سپہدار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سی کہتا تھا وہ بعیش

گیا سوی شہر ختن شادمان
کہ ہووی جہان خوبی آب و ہوا
ملکزادہ یکو آکی دی آگئی
حضور اوسکی تھا پست چرخ برین
بصد ننگ وہان جلوہ گر تھی بہار
پشنگ سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بی درد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کی گھر اوسی
رکہا پہر خوشی سی فرود اوسکا نام
تحائف بہت بھیجی اوسکی سوا
یہ چاہی تھا ملجبت بیداد دین

ہوا جبکہ رونق فزائی ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جاکی ہون
کہ ہی اک مکان مثل باغ جنان
بنائی درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و ہم رستم و سام و زال
سنی شاہ توران نی یہ جو خبر
پری چہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا اون دنون اوس سی پیدا پسر
دو ہین طفل کی ہاتھ کو زعفران
گیا لیکی گرسیوز نامدار
کہ شہزادہ سوی اس شان سی

مرخص سپہدار توران سی ہو
شہر گرنہ خوش آئی ہوائی ختن
بآرام و عیش و طرب وہان ہون
ملکزادہ نی کی سکونت وہان
مکانہای دلچسپ و خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ جتنی تھی گردان ماضی حال
تو بھیجی وہان اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن میں رشک شمس و قمر
لگا اور پہنچی لگا اوسکی نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکل جاکی اقلیم توران سی

ولی کینه سینی مین پوشیده تها
بظاہر تها آرائش شہزادی کا

بہت ساته اوسکی غدار کیا
نه آیا وه در تک لی پیشوا

تو پهر اوسکی دلمین ہوئی اور کد
زیاده ہوا بغض و کین و حسد

تو ظاہر کیا یونکه ای تاجدار
سیاوش ہی غافل نهو زینہار

دماغ اوسکا نخوت سی یکسر بهرا
کی میری تعظیم اوسنی ذرا

اطاعت سی تیری نہین اوسکو کام
یہی سوچتا ہی وه ہر صبح و شام

سخنہای باطل کو افراسیاب
سمجه اور کہا بس وه ہیچ و تاب

لگا کہنی یون شاه توران زمین
کرون اوسکو تابع لازم نہین

مناسب ہے یه اور بہتر یه ہے
که بهیجون اوسی پیش کاوس کی

که دیکها سیاوش نی توران دیار
سب احوال یہانکا ہوا آشکار

یه ہی مصلحت اے شه ارجمند
که کہی سیاوش کو آپ کی بند

یه سنکر لگا کہنی افراسیاب
که پیش سیاوش تو پهر جا شتاب

سیاوش کو نامه دیا جا کی جب
کہا پڑه کی اوسنی یه با صد طرب

یه سنکر وه گرسیوز بد نہاد
یه سوچا که یه گرامی نژاد

فریب اوسنی اسطرح ظاہر کیا
یه شہزاده نامور سی کہا

وه خاموش رہا کچه نه پاسخ دیا
قسم ہی که شہزادی نی پهر کہا

سیاوش کو اوسنی دیا یه جواب
که ہی بدگمان تجهسی افراسیاب

نہین چاہتا زیر چرخ بلند
که پہنچی تری جانکو کچه گزند

نہین ہی گمان یه بهی زینہار
که مجه پر کری کچه ستم شہریار

کیا کسطرح اوسکو شه نی بلا
خدا کا نه ہرگز کیا خوف یا

اراده یه اوسنی مصمم کیا
که پہنچی تجهی زیر چرخ جفا

وه بولا که ہون بر سر راستی
غلط شاه سی ہی گمان بدی

نه کر جہل اب تو ہی گر ہوشیار
وہین مین بلا کی نجا زینہار

یہی مصلحت ہی جاؤن ہان
بجا لاؤن فرمان شاه جہان

غرض رفته رفته یه پایا قرار
که ہان لکهی عذر آنیکا آشکار

گرامی نامور بادشاه جہان
یہی آرزو ہی که حاضر ہون وہان

ذرا بهی شفا ہو تو با چشم تر
قدمبوس حاصل کرون آنکر

گیا تہنیت نامه لیکی جب
ہوا شاہزاده قرین طرب

بزرگی و خردی کا آداب یان
نه لایا بجا وه ثریا نشان

وه رخصت ہوا نامی کا لیکر جواب
گیا پہانسی جب پیش افراسیاب

نہین وه سیاوش جو تها پیشتر
بیان کیا کرون اوسکا مین کر و فر

فراہم بہت کی بلا اوسنی سپاه
وه رکہی ہی دل مین خیال تباه

کری ملک توران یه پا فساد
خبردار ای شاه والا نژاد

وہین اپنی دلمین یه لایا خیال
که شہزادی کو یہانسی دیجی نکال

پینه جو کوئی لاوی اپنی حضور
وه تها ساته اوسکی ہی لشکر وفور

سنی جب یه گفتار افراسیاب
تو کمبخت نی پهر دیا یه جواب

یقین ہی که رستم کو لاوے یہان
کری ملک تسخیر سب بیگمان

یہانی سی اوسکو طلب کیجیی
نه تاخیر کو راه اب دیجیی

ولا ساوہی کی اب لا یہان
غرض لیکی نامه ہوا وه روان

که پیش شہنشاه والاجناب
سر و چشم سی جا کی نکلی شتاب

روانه ہوا پہنچی شتابی وہان
تو باطل مری بات ہو بیگمان

که جانا مناسب نہین اب ہان
وه بولا که کیا واسطه کر بیان

زبان تک سخن کو ذرا لائیی
حقیقت ہی کیا مجهسی فرمائیی

تو ہی ای ملک زاده باتمیز
مری جانسی اور دل سی عزیز

سیاوش نی سنکر یه پاسخ دیا
که سلطان نی داماد مجهکو کیا

یه سنکر وه بدکار کہنی لگا
که اعزاز شه اوسکا بی حد تها

فراہم کیا تو نی لشکر جو یہان
شہنشاه توران ہوا بدگمان

کیا مینی یه راز تجهسی عیان
ولی دلمین اپنی تو رکہیو نہان

لگا کہنی گرسیوز بد نہاد
که ای نامدار گرامی نژاد

سیاوش نی سر سوچ کی کہا
که وسواس ہی گر نہین ہی ذرا

ولی اوسنی ہر بات کو رد کیا
که تها دشمن جان شہزاده کا

فریب و دغا ہوا کارگر
لکها نامه شہزادی نی ور تر

ولیکن فرنگیش رنجور ہے
تو ناچار یه بنده مجبور ہے

وه گرسیوز بد که کینه جو
روانه ہوا پہانسی لی نامه کو

حضور شہنشاہ توران دیار
جو پہنچا تو بولا کہ ای شہریار

ذلیل اسنی مجھکو کیا ہی سخت
کہ یعنی بٹھایا مجھی زیر تخت

کہا یون کہ ہرگز نجاو وہان
جو چاہی کری بادشہ بیگمان

گیا وہ سطرف شاہ لیکر سپاہ
کہ تا شاہزادی سی ہو کینہ خواہ

ہوئی رہت نزدیک اوسکی تمام
لگا کہنی شہزادہ ذو الکرام

فرنگیس یہ سنکی گریان ہوئی
کمال اوسکی خاطر پریشان ہوئی

کہا اوسنی چل تو بہی ای دلربا
فرنگیس نی تب یہ پاسخ دیا

مجھی چہوڑ کر یہان روانہ ہو
سلامت تو لیجا عوض جان کو

روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
کہ بیدا لپسر ہو گرای سیم تن

یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
مقابل سیاوش کی پہنچا شتاب

ہوئی سر بسر قتل ایرانیان
رہا ایک تن ہی زندہ وہان

شجاع و دلیر و قوی ہی یہ مرد
دلیری و مردانگی مین ہی فرد

یہی مصلحت ہی کہ سرکی سپاہ
کری تیر کا اوسکو آماج گاہ

بہلا قتل یہان کس لیے چہیی
مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجیی

جو پہر قتل کا حکم شہ نی دیا
تو یون پہلوان پلسیم نی کہا

روان ہوگی پہر وہان سی افراسیاب
سکان پر سیاوش کی آیا شتاب

فرنگیس آئی حضور پدر
پراگندہ گیسو و خستہ جگر

کہ ایران سی آئی ای بادشاہ
سیاوش تری پاس لایا پناہ

نگر خستہ و خوار مجھکو تو یہان
برای خدا بخش اسکی تو جان

سمجھ بات کو اور رستہ کرو کام
کہ نفرین کرین خلق تجہپر مدام

ہوئی گرچہ زاری کنان شکل ماہ
ولی بر سر رحم آیا نہ شاہ

فرنگیس آخر ہوئی نا امید
ہوا بس شب تیرہ روز امید

یہ کہنی لگی ہو کی نزاری کنان
کہ آیا وطن چہوڑ کر تو یہان

خدا جانی کیا شہ پہ آئی بلا
جواب عہد و پیمان سی مین پہر گیا

کبہی باپ سی یہ نہین تہی امید
کہ تم سی مین لرزان ہون مانند بید

نوحمش دوسری فوز کک پہلوان
بحکم سپہدار آیا وہان

گیا ساتہ اوسکی ہوہ گریان کنان
سیاوش ہوا پہر مناجات خوان

سیاوش ملکزادہ مغرور تہی
دماغ اوسکا اب عرش سی تہی رہی

نہ ہرگز ترہ نامی کو ایکبار
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار

سنی شاہ توران نی یہ بات جب
ہوئی مشتعل آتش قہر تب

سیاوش نی جسدم سنی یہ خبر
تو گفتار کر شیوہ حیلہ گر

کہ جاتا ہیں گر پیش افراسیاب
تو بیشک مجھی قتل کرتا شتاب

سیاوش سی بولی کہ ای نامدار
گریزان ہوا اب سوی ایران دیار

کہ اب پنجماہہ حمل مجہکو ہے
کرون گی مین کیونکر بہلا راہ طی

سواران جنگ آزما یکہزار
لیی وہان سی ساتہ اور روانہ ہوا

تو کچھ سر اوس طفل کا رکہیو نام
اوسی دیکھکر رہیو تو شاد کام

ہوا بس وہین گرم بازار جنگ
ہوا کار مجبور بہ تیغ و خدنگ

سیاوش کو لی آپ اسیر کیا
سپہدار توران نی پہر یون کہا

سیاوش کی نزدیک جو جاہی گا
تو بس جان کو اپنی کہوئی ہی گا

سپہ لی کیا رحم اور یون کہا
سیاوش بہی ای نامور بی خطا

ہجوم آخر یش لاکی مرد دلیر
سیاوش کو بس لی گیا کر اسیر

کہ شہزادی کی قتل مین زینہار
نہین چاہیی جلدی ای شہریار

ہوا دیکھ حیران ہ ساری سکان
کہ ہی یکقلم غیرت گلستان

خروشان گریان و تن چاک چاک
لگی کہنی یون با دل دردناک

کیا قصد اون وسکی اب قتل کا
ستم لی خطا پر رکہا کیون روا

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
نہ دم کا بھروسا ہی کچھ زینہار

ابی رستم و زال بہی زندہ ہی
سر تخت قائم ہی کاوس کی

نہ خاطر مین لایا اور اوسکی بات
اوٹہایا نہ خون سیاوش سی ہات

حضور سیاوش گئی ماہرو
کہ دیدار آخر کی تہی آرزو

رکہا شہ نی تجھکو بسان پسر
اوسی تو ان سمجھا بجای پدر

تری خون پر ساری باندہی کمر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

خدا تیری مشکل کو آسان کری
دل دستگالان ہراسان کری

سیاوش کو میدان مین لی گیا
سیاوش بزل پلسم کا چلا

کہ بیداد کر ای داور داد گر
مری تخم سی ایک فرخ پسر

دلیر و جوانمرد جویای نام
کیا سر کو او بچہ پہ شتاب
کہ پیروشان اوس گیا کاہی نام
سپہدار توران کوہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندہ کر
جو حاضر تہی اوس دم مینلی خود
کیا سنگی پیران پیشہ شتاب
کہ مردی سی یہ بات ہیش ورہی
فرنگیش خواہان افسر نہین
کہا شاہ لی یون کہ لیجا اسی
جو شہ نی کہا سو بدبر اکیا
ہوا فتنہ انگیز از روی کین

کہ ای دشمنون سی مرا انتقام
بحکم سپہدار افراسیاب
اوٹہا آہی سوا وس سی عالم تمام
لگی کرنی نفرین با بانگ بلند
تو کر ضرب و شلاق اب بیقدر
ہوئی لیمین نفرین کنان سر بسر
کہ تہا وایہ شاہ افراسیاب
کہین بہی نہ ہرگز یہ دستور ہی
طلبگار اورنگ پر زر نہین
تری واسطی مینی بخشا اسی
فرنگیش کو اپنی گہر لی گیا
سیاوش کی تقصیر تہی کچہہ نہین

پہر اک طشت قاتل نی لاکر رکہا
کران خون اوسکا زمین پر کیا
فرنگیش گریان و نالہ کنان
اوہ کرشیوز او سوقت حاضر تہا وان
کہ گر چاہی اوسکا حمل بیگمان
نہ طاقت کہی تہا کوئی ناجو
یہ بولا کہ ای سرور انجمن
جو کوئی کری دخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہی پاس خاطر اگر
ولی اس سی پیدا ہو جسدم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

کیا تن سی شہزادی کا سر جدا
لہو اوس شہزادی کا ٹپکا وہان اک گیا
سیاوش کی مشہد پہ آئی وہ وان
سپہدار اوس سی یہ بولا کہ ہان
نہ تخم سیاوش کا رہوی نشان
کہ مانع ہوا اس امر سی شاہ کو
روا رکہہ نہ ایذای بیچارہ زن
کری خلق نفرین اوسی دمبدم
تو بہیجی فرنگیش کو میری گہر
تو لانا مری پاس ای نامور
کہ بدبخت کرشیوز کینہ ساز
گراشہ کی نظرون سی ہو نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچارہ خستہ جگر
رکہا نام کیخسرو اوس طفل کا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب
لیی شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سی وہ دتہ
ہوا خوف پیدا جو دیکہا یہ خواب
کہ یہ آج مجہکو ہویدا ہوا
لگا کہنی وہ ای شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اوسدم مجہی
او راب وہ سر نی حق اس طفل کو
غرض اس خطر سی بلا یا نہین
سیاوش کو جیسی کیا تہا ہلاک
سنی بات پیران پیشہ کی جب

رہی تہی بآرام پیران کی گہر
پہر اندیشہ پیران نی لیکن کیا
بیابان مین کوئی وک کو بہیجا شتاب
سیاوش ہی دنبال ہو کی سو ان
شقاوت یہ ایام کی کہ نظر
اوٹہا کانپتا شاہ افراسیاب
فرنگیش سی پور پیدا ہوا
بیابان مین بہکوا دیا طفل کو
کہ ضائع کری تو مبادا اوسی
کری قتل گرای شہ نامجو
اوسی لا کی تجہکو دکہایا نہین
رہی تہا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب

جو نو ماہ گذری تو پہر ایکبار
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان
او وہ خواب مین شاہ توران کو شب
لیی ہاتہ مین تیغ الماس کار
شب جشن ہی اور روز ظفر
طلب شہ نی پیران کو وہین کیا
کیا او سنی اقرار تب یعین کہا
یہ سنکر لگا کہنی افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ تجہسی آہ
تو ایسا نہو پہر کہ آوی بلا
تری بہتری چاہیون شام و بیگاہ
وہ دیکہی تہا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا

تولد ہوا حسن مین شک جو
تو ضائع کری طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہی وہ سرور نامدار
کہ بیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اوس سی کہا
کہ اوس طفل کو اب مری پاس لا
کہ یہان کیون لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو تو نی کیا بیگناہ
تو ہووی گرفتار قہر خدا
کہ ہون مین سزاوار نیک خواہ
پراگندہ خاطر تہا ہر صبح و شام
نہ پوچہا پہر اوس طفل کا ماجرا

وہ پروردہ ہو کر بیابان میں جب
ہوا اوس کا سن بلطافت رب

کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سکھائے اوسے الغرض سب ہنر

سیاوش کی فرزند کو فرمان کن
بیابان میں ڈالا آئے تہے کہ وہان

ولیکن یہ پہنچی خبر اب مجھے
کہ اوس دشت سے ایک جو پایان اوسے

تو لوگ کہتے ہین دیوانہ ہے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے

وہین پیش کیخسرو ذوالکرام
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام

غرض لیگئے دشت سے وہ وہان
اوسے با لباس شہانہ وہان

لگا پوچھنے اوس سے کچھ شہریار
وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ وار

سنے گفتگو طفل کی وحشی عجب
سپہدار سے ہنس کے لگا کہنے تب

جو کوئی بیابان میں پروردہ ہو
نہ کہو دن ہین کیون اے شہ نامجو

نہیں کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر
نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر

سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
جہان ہے مزار سیاوش وہان

سنے جب یہ گفتار افراسیاب
تو پیران ویسہ نے اوسکو شتاب

فرنگیس جسدم کہ پہنچی وہان
تو ویران پایا وہ شہر مکان

فرنگیس و کیخسرو و شہ چنین

تو پیران ویسہ نے بھیجی وہان
ہنرمند دانا و کار آگہان

وہ پیران تہا شہ کا جو غمخوار کار
لگا ایکدن کہنے اے شہریار

نہ زندہ رہے کودک شیرخوار
نہ گردن پہ تیری ہو خون نہار

خوشی سے اوٹھا لیگیا اپنے گہر
کیا اوسکو پروردہ مثل پسر

یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیکھوں نہیں اوسکو بلا او شتاب

کہ دیوانہ بن کر تو یہان آئیو
زبان پہ پریشان سخن لائیو

کیا تاجور کو سلام اوسنے جب
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب

کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
سوال اور تہا وہان جواب اور تہا

کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان

کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار
نہیں ہے کسی کام کا زینہار

جو چاہو تو بھیجا کے اس طفل کو
فرنگیس کے اب حوالے کرو

یہ کہدو کہ مسکن گنگ دژ جا کے ہو
رکہے پاس اب اپنے فرزند کو

حوالے کیا بس فرنگیس کے
کیا گہر سے پہر اپنے رخصت اوسے

ملکزادے کی شہہ پاک کے
جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر

ہوئے اوسکی سایہ میں مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس از کشتہ شدن شہزادۂ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ کردن با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنے شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر

کہ رستم کو زابل سے لی آئے یہان
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان

سیاوش کا اوسکو ہوا ایک الم
کہ قاصر ہے جسکی بیان سے قلم

گیا اس سبب سے وہ ہوش سے نکل
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل

وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
تو اسکا بھلا کیون نہ ہے فرمان پذیر

یہ کیش ہے سخت بیداد گر
کرون تن سے اوسکے جدا جلد سر

ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین
کسیکو روانہ کیا پہر وہین

روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
حضور جہاندار کیوان جناب

یہ بولا کہ تہا اے شہ نامدار
اوسے خوف سودابہ نابکار

کہا شہ نے سودابہ کمبخت سے
مرا دل ہے تنگ اوس سے اب سخت سے

جو کوئی کہ ہو سرو برا انجمن
یہ لازم نہیں جو ہو حکمران

رہا سنکے خاموش شاہ جہان
گیا پہر شبستان میں وہ پہلوان

کیا قتل یہاں اوسنی سوداب کو
کروں قصد اب شہ افراسیاب
دلیران گردان ایران یار
وہ پہنچی جو سرحد مین توران کے
دلی وقت پیکار کی وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کر کی اسیر
لیا طوس نی خنجر تیز جب
تصدق ہی شہزادی کی روح کی
کری ہی یہ الحاح زاری یہان
نہ ہرگز کروں رحم ای پہلوان
وہین پہر سر سرخہ رو سیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکی پہر لشکر بیحساب
وہ لشکر مقابل ہوئی جب یہان
کروں جا کی مین سامنی رستم کی جنگ
تو دون مملکت نصف بخشوں گنج
اگر ساتہ اوسکی کری کارزار
یقین ہی کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا کہ یہان
کہ وہ رستم پیلتن ہی کہاں
یہ بولا کہ اک ترک سی آنکہ
خروشان ہوا تہین ہی پیل مست
ہوا گیو جنگی پہ جب عرصہ تنگ
پر اوس ترک نی کہینچکر تیغ کین
یہ بولا تو کرتا ہی جسکو طلب
تہمتن ہی کہنی لگا پیلسم

نہ بولا فرا وہ شرما کچہ
قیامت کروں جا کی بر پا شتاب
گئی ہمرہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردن کشی
ہوا قید ہستی سی آزاد وہ یان
پی جنگ پیکار آیا شتاب
حضور پدر لیگیا وہ دلیر
یہ کہنی لگا طوس سی سرخہ تب
مجہی بخش اور درگذر خون سی
کہی تو اسی جا نسی وان یان
کروں قتل تجکو نکو یا قون جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گر یہ اوسنی مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سی مہر تابان نہان
کروں غرق خون اوسکو بیدرنگ
اور اک دختر مہ جبین دون تجہی
تو جان برنہو پیلسم زینہار
کری وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سی کر جا کی جنگ اسطرح ان
جسی لوگ کہتی ہین شیر ژیان
نہ ہرگز لڑا ہی رستم نامور
ہوا گرم کین ترک جا بااک دست
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
کیا کینہ خواہونکو زخمی وہین
وہ رستم بہی آیا خبردار اب
یہ ہی شہرہ مردی کی تم اور ہم

تہمتن لگا کہنی یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اوس گرد کا تام آباد تہا
یہ جب شاہ توران کو پہنچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سی اوسنی ای نامور
کہ تہا شاہزادی کا مین دستیار
سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اوسکی تن سی تو کر سر جدا
شہنشہ نی دروازی پہ قلعہ کی
عزیز اوس ستمگر کو تہا وہ بسر
شتابی سی پہنچا پی کارزار
برادر جو پیران کا تہا پیلسم
کہا شاہ نی یون کہ گرشتہ بخت
یہ پیران نی سنکر گزارش کیا
کہا شاہ نی پیلسم ہی جوان
یراق اپنی پہر پیلسم کو تمام
وہین پیلسم سوی میدان گیا
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نی بیدریغ
کمر مین کیا گیو کی نیزہ بند
گیا کر کی تیغ سر افشان علم
ہوئی جبکہ زخمی فرامرز و گیو
یہ سنکر وہین عطف کر کی عنان
کہ مین جنگ میدان مین اوسکی تہا

کہ ای شاہ شاہنشہان جہان
روان ہی توران ہی پہلوان
سبہی تشنۂ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تہا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اوسکی از روی کین
کہ قتل سیاوش اسی ذبح کر
بہت اوسکی غمسی ہوا شکیبا
یہ بولا کہ ای رستم شیرگیر
جہاندار کشور کشا کی قسم
یہ سنکر اوسی ذبح اوسنی کیا
کیا اوسنی آویختہ کہینی سے
ہوا اوسکی غمسی بہت نوحہ گر
سوی پہلوانان ایران بیار
وہ بولا کہ ای شاہ کیوان علم
تری ہاتہ سی رستم نامجو
کہ رستم ہی گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دی ہی اور اک توسن تیز گام
یہ گردان یہ انسی وہنی کہا
گیا سوی میدان پی کارزار
یہ چاہا کہ کہینچی اوسی زیر تیغ
کہ زین سی جدا ہو پیل ارجمند
گیا نیزہ یکدہ پیلسم کی قلم
تو پہنچا تہمتن بہی کر کی غریو
وہ آیا سوی رستم پہلوان
نہ ٹہیرین یہان اب تب وہ دونو سوار

دیا بھیج شہزادیکو پھر وہان / کہ تا کوئی اوسکا نپاوی نشان
بہت ملک تسخیر اوسنی کیا / بہت گنج او تخت و افسر لیا
کیا قتل ترکون کو بس جابجا / نہ اک ترک وہان خیر عیت رہا
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال / رہا ملک توران مین تا ہفت سال
تہمتن نی پھر قصد ایران کیا / طلب کرکی تب گیو کو یون کہا
غرض گیو کو کرکی رخصت وہ گرد / فرامرز کو ملک کرکی سپرد
زر و مال اسپان با زین زر / غلامان ترک اور گنج و گہر

سپہدار توران کو کرکی تباہ / تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ
سران سپہ کی لگا ہاتہ زر / تو نگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
جو لیتا کوئی نام افراسیاب / تو رستم اوسی قتل کرتا شتاب
روانہ کیا لشکر بی حساب / بدنبال سلطان افراسیاب
کہ ای گیو اب لاکی کر جستجو / تو کیخسرو نامبردار کو
ہوا سوی ایران وہ ہانسی ان / شگفتہ دل و خرم و شادمان
گیا لیکی جب پیش کاؤس شاہ / بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با گلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار / بفرمودہ رستم نامدار
کسیکو نہ ساتہ اپنی وہ لی گیا / فقط آپ تنہا کہ شبدیز تہا
ہر اک سی تہا پرسان ترکی زبان / نشان ملکزادہ جم نشان
ہر اک راہ پر گو وہ جنگی جوان / کری قتل تہا دشت کی درمیان
روان ہو گیا گیو جب بعد ازان / یہ گودرز نی خواب دیکھا یہان
جو دیکھا تو پھر اوسنی وقت سحر / روانہ کیی چند مردم ادہر
بتا دین اوسی اون جزیرہ کا نام / جہان ہی وہ شہزادۂ ذو الکرام
اوٹہاتا ہوا محنت رنج و درد / شب و روز تہا گیو صحرا نورد
نہ خواب سکونت نہ آرام تہا / بیابان نوردی سی بس کام تہا
کہین خسرو نامور کا نشان / نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
خیال آگیا دل مین یہ یکبار / کہ پہر چلیی اب سوی ایران دیار
کیا گیو نی رنج پہر اختیار / رکہا سر سوی ادی کوہسار
لگی پوچہنی گیو سی ای جوان / تو سرگشتہ کیون ہی اکیلا یہان
گیا راہ کو گم شکار افگنان / بیابان مین آگیا ناگہان
کہا گیو سی یہ اونہون نی بیان / کہ پیران کی ہم ہین فرستادگان
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد / ہوا اونکی ہمراہ جادہ نورد
گئی دن ہی جو گیو بیخواب تہا / اوسی خواب نی آن کر آگیا
اوسی خواب مین الغرض چہوڑ کر / وہانسی وہ غائب ہوئی سر بسر

شتابی سی شبدیز پر کرکی زین / روانہ ہوا سوی دریای چین
ہر اک جا سی لیتا ہوا راہ پر / ہوا جادہ پیما یل نامور
نشان اوسکا کوئی بتاتا نہ تہا / مکان اوسکا ہرگز وہ پاتا نہ تہا
نہ پہنچا ہی تا کوئی جاکر کہین / خبر پیش سالار توران زمین
کہ مسکن کا اپنی بتاتا ہی نام / ملکزادہ کیخسرو ذو الکرام
کہ تا گیو کی جانکی ہون رہنما / رہین ساتہ اب اوسکی صبح و مسا
نشانیان ہوئی زیر چرخ برین / نہ لیکن ملا گیو اونکو کہین
خورش گور و آہو [illegible] / سبہی نہک تہا وہان آب شور
گیا گیو دریای چین سی گذر / نہ مقصد کا پر ہاتہ آیا گہر
لگا کہنی افسوس کرکی کمال / گئی رائگان محنت ہفت سال
ولی مردمی نی اجازت نہ دی / حیا نی بہی زنہار رخصت نہ دی
وہ دو چار آگی جا کر ہوئی چند کس / یکایک ہوئی آنکی ہمنفس
بہ ترکی زبان گیو نی یہ کہا / مجہی شوق ہی شہر پیسید کا
ولی یہہ کہو یہان تمہارا گذر / کدہر سی ہوا آج لگی تم کدہر
خبر لینی خسرو کی جاتی ہین ہم / فلانی جگہ ہی وہ فرخ شیم
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام / تو پہنچا کیا رہ روان نی مقام
ہوئی گیو سی کچہ وہ اندیشہ مند / کہ ایسا نہو اس سی پہنچی گزند
وہ جاگا تو اونکو نپایا وہان / ولی خسرو نامور کا نشان

پھر آگیو جنگی بفتح و ظفر — گیا پیش کیخسرو نامور
کہا گیو سی شاہزادی نی یون — کیا تو نی بیدار مجکو نہ کیون
مدد سی شہا تیری اقبال کی — عنایت کی سب فوج پامال کی
ہوئی آہ پیران ہانسی وان — وہ کہتا تہا جو کچہ بات آیا وہان
کہا گیو کا جا کی احوال جنگ — ملامت کی اوسنی ازو بی درنگ
وہ گلباد کہتا تہا یہ بار بار — نہین سام و رستم سی کم وہ سوار
سپہ لیکی توران سی پہر کر ان — ہوا آپ پیران پیسہ وان
سپہدار پیران کینہ پژوہ — کہ ہر روز چلتا تہا یکصد گروہ
ہراول تہا اوسکا دلاور نشین — توئی ست گردنکش و پیلتن
نمایان ہوا اوسی جب علم — تو سوچی فرنگیس فرخ شیم
جگایا وہین خسرو و گیو کو — ہوئی جبکہ بیدار دی نامجو
ستیزندہ افواج توران سی ہون — تن خیل ترکان کرون غرق خون
ابہی تونی پیکار دیکہی نہین — مبادا کچہ آسیب پہنچی کہین
کہا پہر یہ خسرو نی ای شیر مرد — کرو نگاہ دیتیری قوت نبرد
یہ سنکر دیا گیو نی یہ جواب — کہ ای تاجدار ثریا جناب
نہ رستم سی زنہار کمتر ہون مین — ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین
اور اپنی مجہی دختر مہ جمال — تہمتن نی دی ہی کی شادی امسال
مرا خالق مہر و مہ یار ہی — اور اقبال شاہی مددگار ہی
یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار — گیا سوی میدان پی کارزار
پشن سی لگا کہنی وہ پہلوان — کہ تو کون ہی ٹک بتا ہی جوان
تو ہی گیو آیا ہی پیران سی — چہرا لیچلا شہ کو توران سی
یہ کہکر اوٹہایا جو گرز گران — تو لایا سپر پیش وہ پہلوان
نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر — رہا پشت توسن پہ قائم وہ شیر
تو جوشن سی کرکی پشن کی گذر — ہوئی کالبد پر سنان کارگر
وہ پیران پیسہ پہر آیا وہین — لگا گیو سی کہنی از روی کین
ولیکن خبردار اب ہی جوان — کہ مین آن پہنچا اگر زندہ سنان
زرہ پارہ اور چاک کرکر ہین — عوض اوسکی پہناون تجکو کفن

گیا جنگ کا ماجرا سب بیان — ہوا سنکی خسرو تاسف کنان
وہ بولا نہ تہا یہ گوارا مجہی — کہ بیچین کرتا جگا کر مجہی
ہوا شادمان خسرو پاکدین — کہا مرحبا صد ہزار آفرین
گیا جبکہ گلباد پیران کی پاس — عیان اوسکی چہری سی تہا خوف و یاس
کہا اک پہلوانی نہ ہی فرد تن — گریزان ہوئی جسکی ہین پہلوان
ولیکن ہم پیرانکو تہا یقین — ہوا سنکی یہ ماجرا خشمگین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب — نہ کہتی تہی زنہار بلغر کی تاب
تفحص کنان جا کی پہنچا وہان — ملکزادہ منزل گزین تہا جہان
وہ کیخسرو گیو سہتی تہی جہان — کہ پہنچی یہان جا کی تورانیان
کہ پیران پیسہ آیا ادہر — نہین تا کہ لیجاوی پابند کر
تو کہنی لگا خسرو نامدار — کہ ای پہلوان ہین بہی تو اکیلا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال — تو ہی نوجوان بلکہ ہی دس سال
مری تن مین جبتک جان ہی — یہ شایان نہین تو کری کارزار
ادہر تو نہیں تنہا اودہر کینہ خواہ — رکہی ہی بہت سا تہ اپنی سپاہ
تہمتن کی مانند پیتی کہین — بہ دو وقت پیکار جاتی نہین
بہت اوسنی ہان آزمایا مجہی — برابر عرض اپنی پایا مجہی
لگا کہنی پہر گیو فرخندہ خو — کہ کر جمع خاطر تو ای نامجو
بلندی پہ آکر تماشا تو دیکہہ — سر جنگ کرتا ہون کیا تو دیکہہ
اودہر سی پشن لیکی نیزہ بڑہا — ہوا گیو پل سی وہ جنگ آزما
دیا پاسخ اوسکی نہ ہین مین پشن — سرفراز گردان پیل پیلتن
یہ دزدی تو کرکی کہان جاتی ہی — یہانسی تو جانی نہین پائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر — نہ وان خون ہوا بیتن وہ سر
سپر چہوڑ کر لیکی نیزہ وہین — جو مارا دلاور نی زردی کہین
ہوا غرق خون مین سراپا بدن — ہوئی بس تہ خاک جا ہی پشن
کہ تو نی مری جلکو دی شکست — کیا سربلند و نکو کیا پست
تری سر پہ لاتا ہون کیا کین بلا — تہ خاک دیتا ہون تجکو ملا
دیا اوسنی اندر دنی یہ جواب — وہ ہی مین ہی ای ترک خانہ خراب

گئی رفتہ رفتہ جب گھاٹ پر　　تو جیحون بطغیانی آیا نظر
گیا گیو وہین گذربان کی پاس　　گذربان لگا کہنی گفتار پاس

کہا یون سند ہی تری پاس گر　　تو کشتی مین جا شوق سی بیٹھ کر
یہ سنکر لگا کہنی وہ پہلوان　　سند گم ہوئی راہ مین ناگہان

گذربان نی پاسخ دیا یہ کہ خیر　　ملی گی نہ کشتی سند کی بغیر
مگر تم یہ اسپ سیہ مجکو دو　　گذر پہر یہانسی بخوبی کرو

کہا گیو نی تب کہ یہ نوجوان　　ہمارا خداوندزادہ ہی یہان
نہ دیگا یہ گہوڑا تجہی زینہار　　ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار

گذربان نی پہر یون کہا ای عزیز　　حوالہ مری کیجی یہ کنیز
یہ سنکر کہا گیو نی یہ بیان　　کہ اسکی یہ ہی مادر مہربان

کہا یہ گذربان نی پہر گیو سی　　کہ دو تاج زر اس ہی لیکر مجہی
پہر اوس سی یہ اوس پہلوان نی کہا　　نہ دیگی یہ افسر کہ ہی بی بہا

سوا اسکی ہی یہ نشانی جدّ　　نہ اسکی لیی کیجی زنہار کد
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجہی　　یہ بولا کہ یہ تو نہ دیگا تجہی

ولی اور چندین زرہ لیجیی　　نہ ہٹ اس زرہ کی لیی کیجیی
گذربان یہ کہنی لگا ای عزیز　　طلب کی ہین مینی جو یہ چار چیز

گران مین سبک ہوگی نہ تم ایک شی　　تو یہانسی گذارا نہو گا کبہی
لگا گیو پہر کرنی نرمی بات　　کہ لازم تہی ہرگز نہ گرمی بات

ولیکن گذربان یا تند و سخت　　لگا کہنی تب گیو فیروز بخت
کہ ناچار دریا مین آئی ہین ہم　　گذر یہانسی پایاب جاتی ہین ہم

وہ سمجہا یہ بیہودہ گفتار ہی　　کسیکی نہین تاب زنہار ہی
جو اس سمت دریا سی جاوی گذر　　کہ ہی جسمین مرغابیون کو خطر

پہر آہستہ خسرو سی کہی پہلوان　　یہ بولا کہ ای خسرو خسروان
توقف نہین یہان مناسب ہی اب　　کہ ترکان کا یلغار آتی ہی غضب

مبادا کہ مین شاہ افراسیاب　　یہان کر کی یلغار پہنچی شتاب
فریدونکو لایا تہا یہان کا جب　　وہ جیحون سی گذرا تہا پایاب تب

پہر آخر ہوا بادشاہ عظیم　　فریدون بفضل خدای کریم
نگاور کو اب دی تو دریا مین ڈال　　کہ فضل خدا سی مبارک ہی فال

سنی گیو سی جب یہ خسرو نی بات　　تو غیرت مین آیا وہ فرخ صفات
کیا اوسنی جیحون مین گہوڑا روان　　فرنگیس اور گیو بہی بعد ازان

گذر کر گئی وہانسی پایاب بس　　کہ اقبال تہا ہمدم و ہمنفس
گذربان تعجب مین تہی سر بسر　　ہوئی لوگ حیرت زدہ دیکہکر

پہر اتنی مین پہنچا وہان مثل آب　　کنارے پہ جیحون کی افراسیاب
فرنگیس و کیخسرو و گیو کو　　جو دیکہا شتابان تو وہ کینہ جو

تو وو وہین گذربانسی کشتی منگا　　اوترنی کا شہ نی ارادہ کیا
لگا کہنی ہو یہان کہ ای بادشاہ　　تری ساتہ آئی بہت کم سپاہ

تو پہر گذرنجا یہانسی دریا کی پار　　کہ ہی فوج ایرانیان بیشمار
نگہبان تو رہ ملک توران کا　　نہ کر قصد اقلیم ایران کا

غرض پہر گیا شاہ توران زمین　　بصد رنج و غم سوی توران زمین
فرنگیس کیخسرو و گیو جب　　قلمرو مین ایران کی آئی جب

بجا لای وہ شکر یزدان وہان　　ہوئی بیشتر پہر وہانسی روان
کسان زمیدار کر کی طلب　　رقم کر کی اک نامہ با صد طرب

روانہ کیا پیش کاؤس شاہ　　ہوا شاد پڑہ کی وہ کیوان کلاہ
وہین طوس و گرگین و گودرز کو　　کہا جا کی تم پیشوائی کرو

گئی پیشوا ہر سہ نام آوران　　گئی اور بہی ساتہ والا سران
جہاندار نی بانشاط و خوشی　　شتابی سی آرایش شہر کی

جب آیا وہ کیخسرو نامدار　　ہوا دیکہکر چشم تر شہریار
اوتر تخت سی پہر بغل مین لیا　　سر و چشم پر اوسکی بوسہ دیا

وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز　　ادب سی حضور شہ سرفراز
طلب کی پہر ایک اورنگ زر　　لگا کہنی خسرو سی یہ تاجور

کہ اس تخت پر بیٹھ ای کامگار　　وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار
نہ تنہا ہوا خوش شہ بی نظیر　　ہوئی شاد و خرم امیر و وزیر

المرسلتن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و تحرا ف

طوس از اطاعت کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاه کاؤس را و مهیا شدن سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن هر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن هر دو را به پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعهٔ دژ بهمن و تباه شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران گردان والا سران
وہ جتنے تھے گردن فراز اُن زمان

یہ اون سے لگا کہنے وہ شہریار
کہ اے نامداران ایران دیار

یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا

تو اسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار

ہوئے وہیں خسرو کے فرمان پذیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر

تھی مغز و بی عقل جو طوس تھا
فریبرز سے جا کے کہنے لگا

کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر

اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
کرو ہمین تو ہے عقل و دانش سے دور

بہت اوسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر

سر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب

کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر

سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار

بزرگان ایران گئے سب وہان
بفرمان کاؤس شاہ جہان

ولی طوس بے عقل و بے دین و داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

یہ کہنے لگا گیو سے ایجوان
تو اب طوس کو جا کے لے آ یہان

گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
تمسخر کرے ہے ترا باپ اب

نہ خسرو کے آگے میں ہرگز جھکون
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کرون

وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی
نہیں ہے سزاوار تاج شہی

تو اے گیو یہان اوسکو لانا عبث
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹھانا عبث

فریبرز فرزند کاؤس کا
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا

دلاور جوان و قوی جنگ ہے
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے

کرون اب میں اوسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو

بتدبیر و فرزانگی فرد ہے
دلیر و شجاع و جوانمرد ہے

ثنا خوان تھا جسکا ہر پہلوان
ولی طوس دم تھا نفرین کنان

غرض ہو کے آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین

کہا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان

بزرگان سے گودرز کہنے لگا
سنا اون جہان سے نشان طوس کا

یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
سوئے طوس جنگی پئے کارزار

دلیران جنگی باشوکت و جاہ تھے
وہ سب و ہزار اوسکی ہمراہ تھے

پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
غرض اس حشم سے گیا سوئے دشت

گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ
سواران جنگی لیے بہر جنگ

رکھے ساتھ تھا کاویانی درفش
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش

مقابل ہوئے جبکہ دونو سپاہ
لگا کہنے تب طوس بر رزمگاہ

جو ہو گرم بازار پیکار یہان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان

ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
مگر شاہ توران کا ہو مدعا

سپہ دیکھ کر جنگ جو بے شتاب
کرے قصد ایرانکا افراسیاب

پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار موقوف اگر تم کہو

خبر شاہ کاؤس کو بھیجیے
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے

جو پہنچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر

تو بھیجا یہ فرمان جہاندار کا
کہ اے گرد گودرز جنگ آزما

سپہ کھینچی اب کس لیے طوس و تم
خرابی پہ کیون تم نے باندھی کمر

مناسب ہے اب اور یون ہے صلاح
کہ تو اور طوس آکے یہان بے سلاح

گئے طوس و گودرز یہان سنتے حکم
حضور جہاندار کیوان علم

کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ — کہ ہون چاکر و بندہ بارگاہ
کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ — وہ ہی ارث تخت و تاج و کلاہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنی لگا — سیاوش ہمین رہتا شاہ کا
کری وج کو اب سیاوش کی شاہ — نہ ہی ہاتہ سی رسم آئین و راہ
بسان فریدون فرخ خصال — تگاور کو دریا مین پہنچا دوان
فریبرز کو ہی یہ طاقت کہان — کہان یہ دلیری یہ جرأت کہان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا — اگر تجکو ای طوس سودا ہوا
کہا طوس نے یون کہ ای شور بخت — تو کہتا ہی کیا اب سخنہای سخت
ترا باپ تہا مفلس و ناتوان — غریب ایک آہنگر اصفہان
ہماری جو کی بندگی اختیار — ہوا تب وہ سالار عالی تبار
تو سن گوش جان سی کہ کچھ زنہار — نہین تجکو آہنگری سی عار
مرا باپ تہا کاوہ نیک مرد — تہمتن مین یکتا دلیری مین فرد
فروزندہ کاویانی درفش — وہ کاوہ ہی ای طوس زرین کفش
یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا — جو ہو سامنے میری جنگ آزما
اگر تو ہی مرد شجاع و دلیر — تو ہین ہم شجاعت کی بیشی کا شیر
کری تیر جوشن سی تیرا گذر — سنان میری توڑی جبل کا جگر
کہ ناحق بہم کینہ آور نہو — نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو
جسی دیکھیئے لائق سروری — سزاوار و شایستہ برتری
لگا کہنی شاہنشہ نامجو — کہ دونو ہین یکسان مری روبرو
مین اب اک کرتا ہون تدبیر نیک — کہ خوشنود راضی ہو جس سی ہر ایک
بلند ایک قلعہ بہمن مین بیعدیل — سر کوہ نزدیک دریای نیل
کری فتح جو ہو مبارک وہین — اوسی بادشاہی ایران زمین
کہ اوس سے تدبیر بہتر نہین — یہ سنکر فریبرز بولا وہین
فریبرز کو شہ نی رخصت کیا — سپہ لیکی طوس اوسکی ہمرہ گیا
ہوا گرم ہوتی تہی آتش فشان — ہوئی سوختہ وہان بہت پہلوان
ولیکن وہ دژ نہ آیا نظر — ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر
شہنشہ نی بعد اوسکی باکروفر — کیا دو ہین خسرو کو رخصت ادہر

جو رشتہ سیر شاہی کی آیا تو ہان — فریبرز ہو بادشاہ جہان
نبیرہ ملکو شاہی حضور سپہر — نہین پہنچی زنہار اوکی نامور
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ جو — مناسب یہی ہی کہ کاوس شاہ
کری یعنی خسرو کو اب بادشاہ — کہ ہی وہ سزاوار تاج و کلاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار — کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار
دلیران بحکم شہ دادگر — ہوئی تابع خسرو نامور
یہ سچ ہی کہ نوذر کا ہی پور تو — تو دیوانہ ہی اور وہ تہا نیک خو
ہوا اجنبی گستاخ یون ہی غضب — مگر آپکو یون گیا بہول اب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ — نہ زنہار تہا صاحب عز و جاہ
دیا وہین گودرز نی یہ جواب — کہ خاموش ای طوس خانہ خراب
کہ خوبی اشتر کی ہی مردانگی — ہنر مندی و خلق و فرزانگی
کیا عہد ضحاک کا اوسنی چاک — نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک
کہ جسکا پسر ہین جنگی سوار — مرا تیر و نیزہ ہی جوشن گذار
کہا طوس نے ای سرافراز پیر — یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہی — مری تیغ سی آب البرز ہی
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت — لگا کہنی تب شاہ فیروز بخت
یہ گودرز بولا کہ کیجی طلب — فریبرز و خسرو کو پاس اپنی اب
ولیعہد شاہا اوسی کیجیئے — بلندی و جاہ و حشم دیجیئے
کرو جمع جو رتبا بلند ایک کا — تو پہر دوسرا جیسی ہووی خفا
یہ کہکہ کیا شہ نی اونکو طلب — وہ جب آ گئی ہان کہا اونسی تب
نکلتی ہی آتش وہان سی مدام — اور اوس قلعی مین ہو کاہی مقام
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے — کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
مجہی پہلی ای بادشہ حکم ہو — کہ جا کر کرون فتح اوس قلعہ کو
وہ پہنچی جو نزدیک حصن متین — تو دیکہی زمین سب بسر آتشین
کیا بستہ یکہفتہ گرد حصار — تردد کیا خوب لیل و نہار
فریبرز اور طوس بہ تفتہ جان — پہر آئی حضور شہنشہ شیروان
سپاہ گران لیکی پہنچی وہ جب — کسی نی ملکہ اوسکو وقت شب

بتا خواب مین اسم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوانسے کہ ہان
جو کچھ اوسکو خسرو نے فرمان دیا
بلند اک ہوئی بانگ اوسدم وہان
کہ یکبارگی تیر باران کرو
نمایان ہوئی روشنی صبحدم
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین
سپہر خلافت کا نیر ہی تو

خدا نے غرض رحم اوسپر کیا
سر نیزہ اب باندہ کر اوسکو تان
وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان
توقف کو اب راہ ہرگز ندو
ہوئی رفع وہان تیرگی یکقلم
ہوئی ہمقرین آگے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدائے جہان آفرین

ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
تو رکہا اوسکو دیوار پر قلعہ کے
وہ کاغذ رکہا جب کہ دیوار پر
شکستہ ہوا سب جادو کی تخت
لگی ہونے پھر بارش تیر وہان
در دز نمایان ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہانسے سپہدار عالی جناب
ہوا شاد کاوس پھر یکبیک

رقم کر کے کاغذ پہ اوس اسم کو
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابہی
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیکبخت
ہزارون ہوئے دیو تسخیر وہان
گیا قلعہ مین خسرو پاک دین
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تہا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے اے خسرو نامور
سزاوار اورنگ و افسر ہی تو

بر تخت نشاندن کاوس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

جہاندار کاوس فرخندہ بخت
بٹہایا جہاندار نے تخت پر
یہ فرمان دیا جب کہ کاوس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہنچے تو با صد طرب
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے
بہم ملکے دونو ہوئے اشکبار
ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ
گئے پیش کاوس روز دگر
وزیر و امیران و شہزادگان
یہ بولا کہ کیون ہم جب تلک
نہ مسرور ہین تخت و افسر سے ہی
کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ
اور اب یہ سپہدار والا گہر
فریبرز و گودرز او طوس و گیو

رکہا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
تو وہ وہین فریبرز او طوس نے
ہمیشہ تہا مصروف انصاف و داد
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگی گرانمایہ ہے
یہ کہنے لگا رستم نامدار
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
بہم خسرو و رستم و زال زر
گئے سب بزرگان ایران وہان
نہ یون شاہ توران سے مین تب تلک
نثار ان پہ گنج و گوہر ہیون
یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
خدیو جہان خسرو نامور
یہ جتنے تہے گردن کشان خدیو

کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پہیرین نہ سر
بیعت اوس سے لینے تہا لشکر تمام
وہین بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر
کہ ہو تمہین ترا بندہ کمترین
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے
کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک
کہا ملک سے یہ کیخسرو تاجور
نہین مجکو زنہار آرام و خواب
یہ پہر زال رستم سے سنکے کہا
شہا بیشتر ملک افراسیاب
کرے قصد تسخیر توران کا جب
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا

جو سمجہا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت
اطاعت کرین اسکی لیل و نہار
لگی چاکری کرنے شام و سحر
بعیت سے آسودہ و شادکام
ہوئے سیستانسے ادہر کو روان
اوٹہا تخت سے خسرو تاجدار
کہ یون چاہیے ترکونسے خون پدر
تو ہی شاہ شاہان دنیا مین
بہت پیشکش لعل و گوہر کہی
بآئین فرخندہ و طور نیک
کہ تہا جسکو مطلوب کین پدر
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
کہ اے پہلوانان کشور کشا
کیا جسنے جا کر تباہ و خراب
کرون گو تمہی جانفشانی ہنوز
کہو تم تمہارا ارادہ ہی کیا

یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان / کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو یہان
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام / بتایا دلیرونکا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و پہلوان نامدار بعزم جنگ افراسیاب آلی توران

جو سالار ایران نے از روی کین / کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا اوسنے تب بسیج کو / با آئین و ترتیب و طرز نکو

فریبرز کو با صد ده جوان / کہ تہی اقربا اوسکی سب پہلوان
کیا شہ نے سرگردہ فوج پیش / گیا ساتہہ وہ طوس فرخندہ کیش

جوانمرد گودرز عالی وقار / یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر اوسکی ہفتاد و ہشت / جو رنگین کرین خون سے دشمن دشت

مقرر ہوئی جانب دست راس / بحکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بہائی جو تہا طوس کا / اوسی دست چپ کو مقرر کیا

جو میلاد کی تہی نبیرہ پسر / ہوئی ساتہہ گستہم کی نیز پسر
نژاد پشنگ دلاور سی ہان / نبرد آزما سی و سہ پہلوان

نژاد توابہ دلاور سی تہی / یہ پچاسی جوان با نشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سی / کہ یکدست با قوت و زور تہی

گرازہ کی تہی یکصد و پنج تن / نہایت قوی جنگ اور صف شکن
مقرر ہوئی قلب مین یکقلم / بفرمان کاؤس انجم حشم

وہ بیژن کہ فرزند تہا گیو کا / اوسی شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو / نہ ہونا جدا گاہ خسرو سے تو

یہ تہی جسقدر نامور پہلوان / ہر اک ساتہہ رکہتا تہا فوج گران
غرض ہو کی رخصت شہنشاہ سے / وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے

سوے ملک توران روانہ ہوا / معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بہی لیکے سپاہ گران / گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین / گیا جب کہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا / سوے دست چپ لیکے لشکر کو جا

رفاقت مین اب سے تیرے اے نامجو / مقرر کیا گیو و گودرز کو
تو کرتا ہوا ملک یکسر خراب / پہنچ تا بہ تخت افراسیاب

ولیکن سیاوش کا ہے اک پسر / فرود جوانمرد فرخ سیر
کلات و خرم مین ہے مسکن گزین / بنایا ہے اک اوسنے حصن متین

وہان دخل مت کیجیو زینہار / کہ میرا برادر ہے وہ نامدار
خبردار کوئی نہ جاوے ادہر / کرے اور جانب سے لشکر گذر

یہ سمجہا کی طوس و فریبرز کو / یہی بات کہہ گیو و گودرز کو
روانہ ہوا خسرو کامگار / سوے راست با رستم نامدار

فریبرز مرد شجاع و دلیر / روان سوے صحرا ہوا مثل شیر
ولی طوس سوے کلات و خرم / شتابان ہوا با فراوان حشم

گیا متصل لشکر طوس جب / یہ سمجہا فرود جوانمرد تب
کہ یہان بہر پرخاش آیا ہے طوس / بعزم وغا فوج لایا ہے طوس

نکل قلعہ سے وہین وہ نامور / ہوا استادہ طوس کا آنکر
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو / کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو

یہ کہہ جا کی اوس سے کہ پرخاش و کین / تیری ساتہہ زنہار ہمکو نہین
تو ہٹ جا سر راہ سے اے جوان / کہ ہے بیشتر یہان سے لشکر روان

یہ گفتار سن ریو وہین گیا
جو پیغام تہا سو مفصل کہا

نہ ہرگز کیا اوسنی کچہ عتاب
نہ آیا سر آشتی زینہار

ہوا ریو کی ساتہ سرگرم جنگ
کیا ریو کو کشتہ ناگہ خدنگ

غرض ریو داماد تہا طوس کا
گیا طوس نی غم سی اوسکی بکا

پسر کو وہین اوسنی بہیجا ادہر
کہ لاوی فرود دلاور کا سر

پسر طوس کا بہی ہوا کشتہ وہان
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان

گیا طوس آپ ہو کر سوار
سپہ لیکی یکسر چلی کارزار

ولیکن مقابل نہ آیا فرود
نہ پیکار کی تاب لایا فرود

شتابی سی بس چڑہ گیا کوہ
گیا وہانسی پہر قلعی مین دوڑکر

لیا طوس نی گہیر اوس قلعی کو
ہوا آکی نخچوار تب رزمجو

فرود دلاور کا خالو وہ تہا
سوار دلیر و نبرد آزما

کیا طوس نی آخر اوسکو زبون
ہوئی فوج نخچوار کی غرق خون

گریزان ہوا وہانسی پہلوان
گیا بہاگ کر قلعی کی درمیان

نکل قلعی سی پہر فرود دلیر
مقابل ہوا طوس کی مثل شیر

جو شبدیز پر طوس کی وقت جنگ
فرود دلاور نی مارا خدنگ

جو کشتہ ہوا بادپا طوس کا
گیا پہر وہین گیو بہر وغا

لگا اسپ پر گیو کی ایک تیر
پیادہ ہوا پہلوان دلیر

پسر گیو کا بیژن پہلوان
گیا سامنی کرکی گہوڑا روان

کہا گیو نی یہ کہ آگی سنبہال
یہ بیژن نی اوسوقت پاسخ دیا

کہ جب تک نہ اسکو کرون غرق خون
قسم یہ کہ ہرگز نہ پہانسی

یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
سپر اوسنی ہاتہ آیا اوہر سی جو تیر

کیا کشتہ اوس تیغ نی اسپ کو
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو

ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
پکارا یہ اوسدم کہ ای نابکار

تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ
کہ ہی ساتہ تیری تمنائی جنگ

فرود دلاور نی از روی کین
خدنگ ایک پہر اوسنی مارا وہین

گیا پہلو انکی سپر سی گذر
ہوا بند جوشن مین تیر آن کر

جہان تہا سوار دلاور فرود
یہ بیژن بہی پہنچا وہان مثل دود

دلیری سی نیزہ کو جولان دیا
فرود دلاور کو زخمی کیا

گیا قلعی مین ہیچ کی زخمی جوان
لگا کہنی تب بیژن پہلوان

کہ اکتن پیادہ نہی کا شتاب
اقامت کی لایا نہ ہرگز تو تاب

نہ آئی تجہی شرم کچہ زینہار
دریغ ای جوانمرد جنگی سوار

مقابل پہر آیا نہ کوئی جوان
کیا قلعی سی تیر باران وہان

سو اسکی پہینکی بہت خار و سنگ
ہوا خستہ بیژن سی آن جنگ

پس کوہ جب مہروش گیا
سوی خیمہ تب ہانسی بیژن گیا

لگا کہنی یون طوس کہا کر قسم
کہ حملہ کنان ہیچ کی تا صبحدم

کرون فتح اس قلعی کو بیگمان
پچہوڑون کسیکو بہی زندہ وہان

پری چہرہ گلشہر کو وقت شب
یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب

لگی آگ اس قلعی مین ناگہان
ہوئی سوختہ سب بسر مرد و زنان

ہوئی خواب سی جبکہ بیدار تب
پسر سی کہا قصہ خواب شب

لگا کہنی گلشہر سی یون فرود
کہ ہرگز کبہی زیر چرخ کبود

نہین غم کچہ ای ماہ مہربان
کہ ہی سبکو آخر فنا بیگمان

اگر مین بہی کشتہ ہون مثل پدر
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
سپہ لیکی طوس جری انہرد تب

ہوا حملہ آور سوی حصار
دلیری لگی کرنی مردان کار

در دژ شکستہ ہوا پہر وہین
گئی دژ مین سب کہینچکر تیغ کین

یکی نیزہ اوسدم فرود دلیر
ہوا رزم ساز آکی مانند شیر

دلیرانہ پہر بیژن جنگ جو
ہوا اوس جوانمرد کی روبرو

فرود دلاور نی از روی کین
رہا اک کیا زخم اوسپر وہین

اثر کچہ نہ جوشن مین ہرگز کیا
گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا

دگر بار یہ چاہی تہا وہ جوان
کہ بیژن کو لی زیر گرز گران

ولیکن کہینچا سی سیدہ تیغ
سر بام دلاور نی ماری جو تیغ

تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
فغان اک اوٹہا زیر چرخ کبود

کہ ای ای افسوس مشکل پڑا
جو آئی مین گشتہ ہوا یہ پسر

غرض اوسکی ماں دوڑ آئی وہان
ہوئی اوسکی ماتم مین نالہ کنان

تو ہی صاحب گرز و تیر و خدنگ
جہانمیں بہت تو نی دیکھی ہی جنگ
تماشا مرا دیکھ یہ وقت وغا
یہ پیران ویشہ تو ہی حضر کیا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
نہ چھوڑون مین اک ترک میدان مین
یہ گودرز گستہم جنگی بہم
لگی کہنی میدان مین کہا کر قسم
قدم الغرض کر کی محکم وہان
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران
یہ کہ اوس سے پہنچا یہان آ کی گو
درفش اپنا یا بیچ ای نامجو
بہلا کس طرح سے مین آؤن وہان
کہ غالب ہین اس وقت تورانیان
فریبرز نی یہ کہا اوس سی جب
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کرون کیا بیان ماجرائی ستیز
کہ برپا تہا اک دشت مین رستخیز
روان خون تہا مانند دریای آب
سر پہلوانان تہا مثل حباب
رہا زندہ گودرز با بست تن
ہوئی کشتہ ہفتاد شمشیر زن
ہوئی کشتہ سیدا انہین ہنگام جنگ
زمین خون سی یکسر ہوئی لالہ رنگ
سپہ لیکی تورانکی غالب سپاہ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
ہوا اسکی خوش شاہ افراسیاب
ز روئی عنایات شاہی شتاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکہا
بڑا نام تم نی کیا مرحبا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
ادہر لیکی آوینگی فوج گران
شب و روز تم کامرانی کرو
بعیش و طرب زندگانی کرو
جہانمین ترکہون نشان نہ نہا
باقبال شاہنشہ نامدا
غرض جب کہ لشکر ہوا پائمال
فریبرز تب با دل پر ملال
ہوا اشتہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
ہوا اوسکو مرگ برادر کا غم
کئی دن تلک اوسنی ماتم کیا
شب و روز آنکہون کو پر نم کیا
شکیب و صبوری کو کر اختیار
کہ چارہ قضا سی نہین زینہار
چہوڑا یا وہین قید سی طوس کو
لگا کہنی پہر خسرو نامجو
تہمتن نی وہین پذیرا کیا
ولی طوس خسرو سی کہنی لگا
ملاؤن مین اوسکو تہ خاک و خون
تلافیٔ تقصیر سابق کرون
تو کی عرض رستم نی ای بادشاہ
سزاوار چتر و سریر و کلاہ
جو آوینگا لی فوج افراسیاب
تو مین ہونگا ہمرزم اوسکا شتاب

نہ تہیگا پیرانکی گرز و برو
رہینگی بہلا خاک پہر آبرو
اگر کوہ ہووی تو کندہ کرون
سر سر بلندان فگندہ کرون
پہر اتنی مین گستہم آیا دوان
ہوئی متفق آکی جنگی جوان
کہ مرجائی کر کی اب کارزار
نہ منہہ موڑیں جنگ سی زینہار
یہ بیژن سی گودرز کہنی لگا
کہ تو اب فریبرز کی پاس جا
یہ بیژن نی جب جا کی اوس سی کہا
فریبرز نی تب یہ پاسخ دیا
مناسب نہین یہ کہ ای نامور
کہ بہیجوں مین اپنا درفش اب ادہر
علمدار کو قتل کر کی وہان
علم لیکی آیا وہ جنگی جوان
سر و حلق گردان جنگ آزما
شمار دم خنجر و تیغ تہا
جوان نسل کاؤس و گستہم کی
بہت وقت پیکار مارے گئی
وہ خویشان پیران افراسیاب
ہزار و دو صد مرد الاحطاب
سوا اسکی ترکان بد ایرانیان
ہوئی کشتہ ہفتنی کرون کیا بیان
سوی خیمہ ترکان گئی شاد دل
ہوا اندسی غم کی آزاد دل
پی سروران خلعت بی گہر
برای سپہ شاہ نی گنج و زر
پر اس فتح پر صرف قل نفع تہو
ذرا دلمین اپنی یہ تم سوچ لو
ملا کچہ اونہین خاک و خونمین اگر
تو پہر اس جہانمین نفع و ظفر
خوشی سی یہ پیران نی پاسخ لکہا
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
اودہر ترک خونخوار تہی شادکام
ادہر اہل ایران تہی غمگین تمام
شتابی وان ہو کی پہنچا وہان
کہ کیخسرو نامور تہا جہان
کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
بزرگان ایران و رستم بہم
گئی اور کہا ای شہ با علم
یہ کہ سوگ سی پہر اوٹہایا اوسی
یہ بزم مسرت بٹہایا اوسی
کہ ای رستم پہلوان جا شتاب
پی جنگ پیران خانہ خراب
کہ مجکو اجازت ہو پہر اکی بار
کرون جا کی پیر اس سی تا کارزار
یہ سنکر سوی رستم پیلتن
لگا دیکہنی خسرو انجمن
اجازت ہو کافی یہی طوس دلیر
کہ ہوگا یہ پیران ویشہ کو زیر
یہ سن طوس کو شہ نی رخصت کیا
دیا حکم گودرز کو تو بہی جا

بار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعه

سپه لیکی پهر طوس جنگی جوان
هوا اسوی پیران ویسه روان

گیا کرکی یلغار نزدیک جب
مقابل هوا آکی پیران بهی تب

بهم پهر دو لشکر هوئی گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ

هوا اٹهوان روز جب آشکار
تو میدان مین ٹهہرا مان و دلاور سوار

جدا هوکی لشکر سی پیچهی گیا
کیا هم نبردان کی سر کو جدا

بهت گرد ایران بهی تشنه جب
کیا طوس نی قصد پیکار تب

کہا وہین گودرز نی طوس سی
توقف ذرا کر تو ای نامجو

کہا گیو سی پهر که ای شیر مرد
تو هومان کا اب جاکی هو هم نبرد

گیا گیو دوڑا کی شبدیز کو
هوا ساته هومان کی پیکار جو

گہی گرز تها گاه تیغ و سنان
لڑی خوب باهم وه دونو جوان

نه کوئی هوا کامران زینهار
گئی پهر سوی لشکر انجام کار

دلیرون نی پهر تیر باران کیے
بهت پهلوانونکو بیجان کیے

وهان تها جو اک شخص پرزور تها
که بازور تها نام اوس شخص کا

لگا کهنی پیران کیا اب و در تر
یهانسی تو جا قلعهٔ کوه پر

وہان جادو ایسا تو کر اک جوان
که هو بارش برف و باران یهان

ولی کچه نه ترکونکو پہنچی ضرر
تبه هوئین ایرانیان سر بسر

یه سنکر سر قلعهٔ کوهسار
وه ساحر هوا جاکی مشغول کار

هوا ابر تیره نمایان وہین
هوئی بارش برف و باران ...

نه گرتا تها اک قطره بهی اور طرف
برستی تهی لشکر مین ایسی انکی بر

هر اک جوش سر دیسی تها کانپتا
هوئی سنکی پیکار ...

پهر اتنی مین پیران هوئی ...
هوئی حمله آور بفوج گران

بہت قتل ایرانیان کو کیا
ضرر برف سی کچه نه پهنچا ذرا

هر اک جا تهی برف اور جاری تهی ...
سواران ایران پڑی تهی نگون

بصد زاری و عجز پیر و جوان
لگی مانگنی یه دعا هر زمان

الٰهی تو کر فضل و احسان شتاب
که تا دور هو برف باران شتاب

قرین اجابت هوئی یه دعا
کرم حق نی بیچارگان پر کیا

کوئی غیب سی مرد فرخ سیر
رہا هم دلاور کو آیا نظر

که انگشت سی وه خجسته شعار
کری جی اشاره سوی کوهسار

یه دیکها تو گهوڑی سی وہین اوتر
پیاده گیا قلعهٔ کوه پر

وه ساحر تها از بسکه مشغول کار
نه تهی کچه خبر اوسکو وہان زینهار

جو امرد نی جاکی زره وی ...
پس پشت ہاته اوسکی باندهی ...

کہا پهر پیران سی که هان ...
تو اس برف باران کو ...

هوا قید جسد مرده خانه خراب
هوئی دور وه برف بارش شتاب

اوتر کوه سی پهر گیا پیش طوس
اوسی قتل لا کر کیا پیش طوس

هوا ان تمام اور دو نو سپاه
گئی رزم گه سی سوی خیمه گاه

پهر آیا سحر هوئی پیران سوار
هوا آکی آماده کارزار

ولی تهی نه تاب اقامت یهان
که کم تهی بہت فوج ایرانیان

زبون هوکی ناچار سوی عقب
وه لڑتی هوئی پیشتی آئی تهی

غرض با دل پر غم و اضطراب
گئی سوی کوه ہمایون شتاب

حصار ایک تها کوه پر استوار
کیا زخمی و خستگی یہان قرار

سر اهن کوه طوس دلیر
هوا ایکی لشکر کو آرام گیر

دوان آئی ترکان پیکار جو
کیا آکی محصور وہان طوس کو

یه پیران سی هومانی اوسدم کہا
که محصور کرنی سی کیا فائده

سر راه مسدود و ... تنگ
جده هر جا وین جانی او دهر دیکهی

پسند آئی اوسکو نه یه گفتگو
که تها یه سر کینه وه کینه جو

بهت قلعه مین غله و آب تها
مهیا تها سامان هر ایک قسم کا

خوشی سی دلیران ایران و پاس
اوسی صرف کرتی تهی لیل و نهار

بر اندیش سی پاسبان ...
دلیرانه کرتی تهی هر روز جنگ

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
گیا اپنی ڈیرہ مین ہنگام شب

ادہر آسی پیران خاقان بہم
ادہر رستم و طوس انجم حشم

غرض دشت مین تہی نای کی ہان
ہوی گرم پیکار جنگ آوران

ولی یاد وہ دونین خدا کو کیا
ذرا دی نہ اندیشی کو دلمین جا

کہ تہا اشکبوس ایسا دلاور کا نام
دلیر و جوانمرد و مشہور عام

لگی کرنی وہ نیزہ بازی ہان
نہ لیکن ہوئی کارگر کچہ سنان

ہوئی کارگر گرز کی بہی نہ ضرب
پہر اوس دو جنگی نی ہنگام حرب

ولی اسقدر گرز کاری لگا
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا

جو زخمی ہوا رہام پل پہر گیا
تو اوس ترک نی یہ ارادہ کیا

ہوا نعرہ زن جا کی مانند شیر
لگا کہنی اوس ترک کشتی دلیر

پہر اشکبوس نبرد آزما
سو تہی بیلتن تیرباران کیا

تہا اک تیر بس ہوا کارگر
کمان لیکی رستم نی پہر دو شست

ہوا اوسکی سینی پہ کیا کارگر
کیا تیر نی پشت سی بہی گذر

تو دیکہا کہ ہی غرق خوناب سب
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکہکر

تو ای گرد پیران کہی تہا وہان
کہ رستم ہی مرد توانا و چست

خطر سی نہ آیا کوئی نامور
مقابل تہمتن کی باکر و فر

کیا رات کو سب نی آرام و خواب
سحر گاہ نکلا جو پہر آفتاب

لگا کہنی لشکر سی خاقان چین
کہ ای نامداران کان چین

تہمتن سی لیتا ہی از روی کین
کہا سنکی کاموس نی پہر وہین

کیا اسپ کو سوی میدان روان
دلیرانہ جا کی پکارا کہ ہان

تہمتن کا شاگرد الوا ہی یل
کہ بی جنگ و سکو نہ پڑتی تہی کل

کیا ترک نی جب کہ نیزہ روان
تو الوا نی جنگی نی دی اپنی جان

لگا کہنی رستم سی وہ پہلوان
مجہی مت سمجہ اشکبوس و جوان

وہ بولا کہ جب سینہ آوی نظر
تو کیونکہ نہ غرندہ ہو شیر نر

تہمتن شتابی چڑہا سر گیا
ہوا اوس سی وابستہ سر رخش کا

کیا زور کاموس رستم نی جب
شکستہ ہوئی دو میان سی وہ تب

کہ شدید پر اپنی ہو کر سوار
کرو نہین تہمتن سی پیکار زار

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
دلیران کی کہتی پہ تہی کمر

ہوی لشکر آرا بقصد دغا
گیا تا فلک فغان بوق کا

وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
گیا سوچ مین رستم نامور

نکل خیل سی کاٹسی اک کینہ خواہ
شتابان ہوا سوی ناورد گاہ

گیا پہانسی وہ نام جنگی سوا
ہوا جا کی آمادہ کارزار

جوانمرد جنگی نی زر دہی بین
سر ترک پر گرز مارا وہین

اوٹہا گرز مارا جو بالای سر
تو اوس وقت وہ نامور نی لی سپر

کیا جبکہ گرز گران نی ستو
گیا دہانسی وہ نامور پہر کی گرد

طرف اپنی لشکر کی موڑی عنان
کہ اتنی مین یان رستم پہلوان

کہڑا رہ کہ پہنچا ترا ہم نبرد
مقابل ہو پہر اگر ہی تو مرد

ولی اتنی تہی دہشت پیلتن
کہ لرزندہ تہا دست ناوک فگن

رہا تیر جب سی وہ دشمن گیا
صد و مہر نی تب کہا مرحبا

ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک

یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہ دیکہا کوئی ہمنی ناوک فگن

نہین اپنی لشکر مین کوئی ہی مرد
کہ رستم سی میدان مین ہو ہم نبرد

نہ با ہم ہوا پہر کوئی کینہ خواہ
گئی ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ

تو میدان مین گرداتن پیکار جو
صف آرا ہوئی آنکہ ہر دو گرو

کہو کون سا آج جنگ آزما
عوض اشکبوس جوانمرد کا

کہ رستم سی کرتا نہ تہین جا جنگ
یہ کہکر شتابان ہوا بی درنگ

شتابان ہو ای رستم نامدار
پہری ساتہ کرانکی پیکار زار

دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ
ہوا آگی کاموس سی کینہ خواہ

دوان کی میدان مین رخش کو
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو

ڈرو تم نہین ہرگز تری تیر سی
کہ دو آج تجہکو زبون زور سی

دلیری کاموس نی پہر کمند
رہا کی سوی رستم ارجمند

پکڑ لی تہمتن نی پہر وہ کمند
ہوئی رخش کی سر جو آکی بلند

ہوا بلکہ کاموس زین سی جدا
ولی اوس نی پہر یہ ارادہ کیا

تہمتن نی پہر جلد پہینکی کمند
کیا مشل نخچیر اوسی پای بند

ہوا اوسکا گھوڑا وہانسے فرار / لیا فوج خاقان نے اوسنے قرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین / سواران ایران نے از روی کین
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر / کشان لے گیا رستم شیرگیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار / ہوا پھر نہ آمادہ کارزار
سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ / ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار

آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک / تو پیران ویسہ ہوا ہمناک
یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے / سوے خانہ لشکر روان کیجیے
کرون صبح اوسکو اسیر کمند / تو بیدل نہو اے یل ارجمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ / کرون میں سپر گہ نشان خدنگ
تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار / بہت دون تجھے گوہر شاہوار
پکارا کہ اے رستم سرفراز / مرے ساتھ ہو آنکے رزم ساز
کرون شل کاموس تجھکو ہلاک / زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گذار / سپر سر پہ لایا وہین نابکار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازان / تہمتن ہوا سوے چنگش روان
پہنچکر تہمتن نے یکبار گے / جو کھینچی پکڑ کر دم بارگے
یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف / بسان ہزبر ژیان ہر طرف
ولے بعد دیر آگیا ہومان ہان / لگا کہنے رستم سے اے پہلوان
وہ کہتا تھا وقت دم و آفرین / کہ ہو ناتہ تو نے تیغ گرم کین
نکر تو سیاوش کو گر تم ہلاک / تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور / کسے طرح کین سیاوش ہو دور
یہ سنکر وہین پیش پیران گیا / یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین / کہا یوں کہ اے شاہ ترکان چین
اوسے منع خاقان چین نے کیا / خردمند ہو تو اسے پھر یوں کہا
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین / تہمتن سے پیکار لازم نہیں
جو صحرا و دریا میں ہو گرم جنگ / مقابل نہو اوسکے شیر و نہنگ
نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب / کہ البرز ہے نام سے جسکے آب
دگر بار پیران بعجز و نیاز / لگا کہنے یوں اے شہ سرفراز

لگا کہنے خاقان سے آکے جور / سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر
ہمین تاب پیکار رستم نہین / کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین
پھر آنے مین اک گرد چنگش نام / یہ کہنے لگا اے شہ فخر و الاکرام
لگا کہنے خاقان کو اے جنگجو / کرے قتل رستم کو میدان میں تو
غرض چنگش گرد روز دگر / دلیرانہ میدان مین آن کر
گیا رستم گرد خندہ کنان / کہا تجھکو لائی ہے اب موت یہان
جوانمرد چنگش نے لیکر کمان / کیا تیر سوے تہمتن روان
ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ / ہوا بند جوشن میں جاکر خدنگ
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا / عقب اوسکے رستم شتابان ہوا
تو چنگش ہوا پشت زین سے جدا / اوسے قتل رستم نے وہین کیا
یہ رستم سے کوئی مقابل ہوا / سوے جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
نہ تہا ہاں ہرگز کوئی تو بہ یاد کر / چہ بیست تو سہراب کی یاد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا / سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے دغا
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز / بجا ہے جو ہوں تم سے گرم ستیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان / اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب / تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب
بلاتا ہے اب رستم پہلوان / جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان
تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر / ترے دل میں ہے اوسکے خوف و خطر
کہان تاب ہے لشکر شاہ کو / کہ ہو ساتھ رستم کی پیکار جو
تہمتن ہے پیل افگن و پیلتن / سوار جہانگیر و لشکر شکن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین / کیا دور ہومان کو وہانسے ہین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے / جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

بہت چاپلوسی سے پیران نے کی | تو جانیکی اوس سے شنی پر انگی
ہوا رستم گرد کا ہم خوان | کہا اوس سے پیران نے یون بعد از ان
بہت کی ہے مینے پرستندگی | فراوان ہے میری حق بندگی
یہ سنکر لگا کہنے وہ پیل تن | کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن
کہا پھر یہ پیران نے اے نامدار | گرو تو ہی ان مین تجھے عہد استوار
تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ | نکر اسقدر فوج توران کو تنگ
کیا تجھکو اس واسطے یہان طلب | مری بات سن کر تو جانے تو اب
حوالہ کری میری افراسیاب | زر و مال سے دے مجھے بیحساب
جو خسرو کرے سر کو اوسکی جدا | تو خالی ہو کینی سے دل شاہ کا
ولی پاس خاطر ہے تیرا ضرور | پذیرائی صلح تہی ورنہ دور
سنا جبکہ خاقان نے احوال اب | لگا کہنے گردان چین سے یہ تب
کیا عرض شنگل نے اے شہریار | نہین صلح منظور یہان زینہار
یقین ہے کہ کوئی دل کینہ جو | کریگا نہ یون رستم گرد کو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ | کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے پگاہ
وہ بیٹھا تہا خاموش بے عقل و ہوش | کہ مجلس کا اوس وقت تہا اور رنگ
گیا سوی میدان ہوا نعرہ زن | پکارا کہ اے رستم پیل تن
کمر مین مخالف کی از رہ کین | کیا بند رستم نے نیزہ وہین
وہ اوٹھ کے پیادہ گریزان ہوا | سوی لشکر چین شتابان ہوا
سلامت وہ ہانسی اوسی پیلیا | یہ شنگل نے خاقان سے جا کر کہا
دلیری مین یکتا ہے وہ گبیر مرد | نہین کوئی اوسکا یہان ہم نبرد
عبث تہی وہ مجلس مین لاف گزاف | یہ ظاہر ہوا یاوہ گو ہے تو صاف
شہ چین نے شنگل کو انجام کار | سواران جنگی دیے شش ہزار
ہوئی گرد رستم کی یکسر اوس | ہوا گرم ہنگامہ کارزار
گئی پھر دلیران پیکار جو | ادہر سے بہی رستم کی امداد کو
نہ ہوا نکی انبوہ سے ہیبناک | کرو کوشش چندی نحوف و باک
یہ کیونکر کہون جیسے کہ پیکار تہے | قیامت کی ہان اک پیدا آثار تہے
ہوا ساوہ دامادِ کاموس کا | تہمتن سے آ کر تیر [illegible]

گیا پاس رستم کی ڈرتا ہوا | بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا
کہ کیخسرو نامبردار کا | یہ مخلص ہے ہی بندۂ با وفا
سر با قتل سے اوسکو مینے کیا | جو کچھ شرط خدمت تہی لا بجا
ولیکن وہ رویہ ہے اے تاجو | اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
کہ فرمان بری سے تہی نہین ہے پرو | رہون تابع حکم شام و سحر
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد | تری بات کا ہے مجھے اعتماد
جو یہ آرزو ہے سبھم صلح ہو | تو کر [illegible] مفسدہ پرور کو
کہ کیخسرو نامور کی حضور | روانہ کرون پھر ہو پرخاش دور
تو یہ جانتا ہے تری شاہ سے | نہین صلح منظور ہرگز مجھے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا | یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
کہ اے نامداران کہو تم شتاب | تہمتن کی ہے بات کا کیا جواب
بلا سی ہوئی گشتہ وہ چار گرد | بفضل خدا یہان ہین بسیار گرد
جو یہ بات شنگل نے شہ سے کہی | تو سب نامدارون نے تائید کی
ولی دل مین پیران کی تہا پیچ و تاب | نہ دیتا تہا اس بات کا کچھ جواب
غرض شنگل گرد روز دگر | دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
رکھون ہیچ ان مین تجھ سے تہا جنگ | گیا سنکے وہ گرد پولاد چنگ
اوٹھا کر گرایا اوسی خاک پر | کیا چاہتے تہا پھر قلم اوسکا سر
ہوا اوسکی دنبال رستم دوان | ولی آن کر لشکر چینیان
کہ رستم کے آگے ہین سب گرد | بچا لائے اوسے کہیں گرپیل مست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب | لگا کہنی یون کیا ہوا تجھکو تب
وہ بولا مری ساتھ ہو کر سپاہ | تو پھر جا کے رستم سے ہو کینہ خواہ
دگر بار شنگل بقصد وغا | سوی رزم گہ لیکے لشکر گیا
ولیکن نہ رستم کو تہا کچھ بہی غم | بیک تیغ و نیزہ کرتا قلم
دلیروں سے کہنے لگا پہلوان | کہ اس جنگ سے ان نہین کچھ زیان
بگرز گران اب ستیزہ کرو | سپہ چینیان ریزہ ریزہ کرو
پیاپی تہی یون ضرب گرز گران | کہ جیسے طرح سے تپک آہنگران
خروشان ہوا لیکے گرز گران | کہ ساوہ نے دی سا وہ لوہے ہی جان

ہوا پر الم سنکی افراسیاب
لگی کہنی مردانِ جنگ آزما
کرین رستم گرد سی جا کی جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسی
غرض قتلِ بدخواہ دشوار ہی
ختن کا سپہدار پولادوند
بہم شاہ توران و پولادوند
تہمتن بہی ہر روز تہا رہ نورد
وہ رستم سی آکر ہوا کینہ خواہ
سپہدارِ توران کی جب متصل
جو شب گذری اور صبح ہوا شگاف
مبارز طلب آگی جب کیا
یہ چاہا کہ پیچائی کہینچ کر
ہوا شاہ کا بند بازو و سر
ہوا سوی گردانِ جنگی روان
جو پیدا انہین زخمی ہوی ہر سہ تن
ہوئی ہاتی زخمی نبیرہ پسر
کمند آگی رستم نی جب بچ رہا
گیا اور مارا جو اوس گرز کو
ولی دردستی نہ تاب استقدر
وہ طاقت مجہی بخشی ان ہی بیچکو
نہ جوشن مین لیکن اثر کچہ کیا
ولی کہا کی یہ ضربِ گرزِ گران
پہلٹی ای ہاس گست دکی جسم پہ
تہمتن نی سنکر نہ پروا کیا
کری آکی پیمان و عہد استوار
سپہدارِ توران گیا پہر تہان

بہت دم لگا اوسکی ہوا اضطراب
کمک چین سی تا جو طلب کی شتاب
ملا وہین اوسی خاک مین سیدرنگ
کسی نی ذرا بہی نہ پایا اوسی
نہیں سہل یہ کام زنہار ہی
دلیر و ہنر آزما زور مند
سوی لشکرِ رستم ارجمند
تو فوقت نکر تا تہا وہ شیر مرد
عدم کی ولی اوسنی لی وہین راہ
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
کرون جا کی رستم سی مین کارزار
پی جنگ تب گیو جنگی گیا
کہ انسی مین حال کرکی نظر
ولیکن کیا شہ نی زور استقدر
کیا اوسنی زخمی و نہین بعد از آن
تو گودرز با خاطرِ پر محن
شتابی سی تہا جا کی امداد کر
تو شاہِ ختن نی جو رستہ لیا
تو رنجہ ہوا رستم نامجو
رہا جو کری زخم بدخواہ پہ
کرون تا کہ بدخواہ کو اب یون
یہ شاہِ ختن علیمن کہنی لگا
نہ ہرگز ہلا زین سی پہلوان
ذرا بہی نہ ہرگز ہوئی کارگر
ولیکن یہ اوسوقت اوسنی کہا
کہ پہنچی مدد کو نہ کوئی سوار
تہمتن نی اوس سی کیا یون بیان

گیا نامدار و نکو اوسنی طلب
نہ سمجہا کہ ہین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہی لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز تیغ و تبر
پہر اک نامہ شاہِ ختن کو لکہا
ختن سی وہ ان سب کی پہنچا شتاب
شتابان ہوئی با سپاہ گران
کہین آ وہین ایک جا چہپ گیا
وہ حصنِ متین فتح جس دم ہوا
تو سالارِ ترکان سی پولادوند
غرض وہ سری روز وقتِ نگاہ
رہا کر کی شاہِ ختن نی کمند
سر ہاتہ اور پیر سبہی جا کر کمند
کہ وہ وہین گئی ٹوٹ و ٹوٹ کمند
پہنچیکہ سیاک ضربِ شمشیر کین
گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
یہ سنکر گیا رخش پہ ہو سوار
جو خالی گئی پہلوانکی کمند
ہوا خون روان سر ہوا دردمند
خدا سی تہمتن نی کی التجا
پہر اتنی مین بدخواہ نی آنکر
کہ افسوس اب مین نہ گرزی
مری تیغ بران تہی خارا شگاف
پہر اوسنی کیا میل کشتی وہان
کہ افراسیاب دلاور کو یہان
غرض اس سخن سی تہا مدعا
شہا عہد پیمان باہم تو کر

کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہی اب
ذرا حکم ہووی تو اب نبرد
توانا و زور آور و پیل تن
بدن پر نہ اوسکی ہو کچہ کارگر
طلب پہر امداد اوسکو کیا
ہوا شاملِ شاہ افراسیاب
دلیرانِ گردانِ جنگی جوان
کہ وہان گردِ کافور تہا قلعہ دار
روان شترو ہاتہی سی رستم ہوا
لگا کہنی یون ای شہِ ارجمند
دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ
کیا پہلوان گیو کی سر کو بند
رہا کی سوی شاہ پولادوند
علم کرکی پہر تیغ پولادوند
کیا خستہ بس گیو کو بہی وہین
کہا یون کہ ای پہلوانِ جہان
سوی رزمگہ رستم نامدار
تو گرزِ گران لیکی پولادوند
رہا زین پہ قائم یلِ ارجمند
کہ عاجز ہر اب رحم کر یا خدا
روا تیغ کی گرد کی کیف پر
کہ لرزان ہوا جس سی البرز سی
دو پارہ کری سنگ و آہن کو صاف
تہمتن سی کی خواہشِ التجا
طلب بہیجی تا کہ آئی پہلوان
کہ رستم نی دم استا بنا کیا
کہ ہٹ جائی لشکر عقب سر بسر

یہی فاصلہ نیم فرسنگ کا
مدد کو پہنچی کوئی دوسرا

لگا کہنی شاہ ختن سی کہ ہان
زمین پر گری جبکہ یہ پہلوان

رہا ہاتہ سی تیری گر ہو دیگا
تو پہر کام دشوار تر ہو دیگا

ہوئی دونو مصروف کشتی بہم
لگی کرنی ہر دم درشتی بہم

اوٹہا کر جو پٹکا اوسی خاک پر
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور

یہ سمجھا وہین رستم ارجمند
کہ بس مر گیا شاہ پولادوند

کہا جا کی ای شاہ افراسیاب
نہین ہی یہ مار آدمی کی یہ تاب

رہائی مجھی اوس سی سوجھی کب نہی
ہوا کہکی چلیے سی جان مین آب

تہمتن کی ہی فوج پہنچی یہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

یہانسی ہمین کچھ ہی حاصل نہین
بہلا کس لیی ہو جی گرم کین

لگا کہنی پیران کہ شاہنشہا
سپہ لیکی شاہ ختن اوٹہ گیا

مناسب نہین ہی توقف یہان
سوی خانہ بس ہو چلی ارغوان

لگا ہاتہ رستم کی سب مال و گنج
مبدل ہوا ساتہ راحت کی رنج

بفتح و ظفر لیکی پہر مال و زر
گیا پیش کیخسرو نامور

سوا اسکی سب مال سے غنیمت تہ
تہمتن کو بخشا بفر جاہ خوشی

پذیرا کیا شاہ نی یہ سخن
پہر آہستہ آکر شہ پیل تن

جگہ جا کی اسکا وہین کہیجیو
توقف کو تم راہ مت دیکہیو

گیا کہسکی افراسیاب دلیر
قدم دو ہی گہوڑوں سی دونو شیر

کیا زور رستم نی انجام کار
کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار

ولی دم چرایا بداندیش نی
گیا لیکی بدخواہ بدکیش نی

گیا یہ سوی رخش تا ہو سوار
گریزان ہوا اوٹہ کی وہ شہریار

کہ ہو رستم گرد سی ہم نبرد
حضور اوسکی ہی کوہ البرز گرد

عقب اوسکی پہنچا جو گرد دلیر
تو گردان توران نی پسپائی تیر

لگا کہنی لشکر سی پولادوند
کہ تخت زر و گنج و نام بلند

چلو پہر سوی دیار ختن
یہ کہکر گیا شہریار ختن

ہوئی اس سبب سی سپیدی سیاہ
نہین جو ہی بیکار ہائل سپاہ

غرض شب کو وہانسی بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

تہمتن نی ہر اک کو با صد طرب
کیا ملک توران کو تقسیم سب

ہوا شاد کیخسرو نامجو
دیا گنج و زر رستم گرد کو

گیا بیژن و گیو کو پہر طلب
وہ توران سی آئی سپہ لیکی سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

لکہون قصہ اب وہ رباب و رنگ
سناؤن مین اکوان و رستم کی جنگ

ہوا جشن آراستہ ایک روز
سر تخت خسرو تہا جلوہ فروز

امیران و گردان ایران یار
حضور اوسکی حاضر تہی سب نامدار

کہین سی اسی دشت سی آگیا
کئی اسپ کو اوسنی ضائع کیا

تعجب ہی حیرت کا ہی یہ مقام
کہ آکر کیا گورخر نی یہ کام

کہ ہی ایک اکوان دیو لعین
سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین

سنا جب کہ یہ ماجرا دیو کا
تہمتن سی خسرو نی تب یون کہا

نہین اور کو تاب یہ زینہار
یہ تکلیف ہی تو ہی کر اختیار

سوی گورخر جا کی پہینکی کمند
وہ غائب ہوا کچہ نہ پہنچا گزند

کیا چاہی تہا زخم اوسپر رہا
نظر سی وہ پوشیدہ پہر ہو گیا

غرض اسطرح سی وہ دیو پلید
کبہی تہا نمایان کبہی ناپدید

بروز چہارم سوار دلیر
ہوا اوس بیابان مین آکر مقیم

کہا ایک چوپان نی ہان آنکر
کہ گلّی مین اسپان کی اک گورخر

یہ کہنی لگا خسرو پیل زور
نہین زور مین ہمسر اسپ گور

یہ سنکر وہین موبدان کہن
لگی کہنی یون پیش شاہ مہین

ہوا دشت مین آشکارا اگر
وہی دیو بن صورت گورخر

کہ ای پہلوان رستم پیل تن
ترا کام ہی کشتن اہرمن

وہین لیکی گرز و کمند و سنان
تہمتن ہوا سوی صحرا روان

پہر اک دم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ دوڑا وہین کہینچکر تیغ کین

یہ سمجہا تہمتن یل پیل زور
کہ ہی بچگیان دیو اکوان یہ گور

رہا تین دن تک تہمتن خراب
نہ آرام تہا دن کو نی شب کو خواب

گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
تو پہر آکی دیو اکوان نی وہان

زمین کو شتابی بریدہ کیا
اوٹہا کر تہمتن کو بس لیگیا

ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
لگا کہنی تب اوس سے یون اہرمن

کہ دریا مین پہینکون یا کوہ پر
جو ہو خواہش ان یہان مجہسی کہہ

سمجہتا تہا یہ رستم شیر گیر
کہ برعکس ہی کار دیو شریر

کہا دیو سی پہینک دی کوہ پر
کہ تا استخوان تیری ہوون بسر

اوسی یون ناپاک نی پہر وہین
دیا پہینک دریا مین اوس رویین تن

گرا جبکہ دریا مین تب بید رنگ
سوی رستم گر دوڑی نہنگ

جوانمرد اوس وقت لایا پناہ
سوی آفرینندۂ مہر و ماہ

ز روی دلیری علم کر کی تیغ
لگا قتل کرنی اونہین بیدریغ

یل پیلتن خوب تیراک تہا
دلیر و جوانمرد و بیباک تہا

شناور تہا یکدست سی پہلوان
بدست گر تہا ستیزہ کنان

بعون عنایت بلطف خدا
کنارے پہ پہنچا وہ جنگ آزما

سلاح و لباس اپنا کر خشک وہان
ہوا پہر سوی دیو اکوان روان

پیا اوس چشمہ پہ رفتہ رفتہ گیا
کہ گہوڑونکا یعنی چراگاہ تہا

جو انمرد کا رخش چرتا تہا وہان
ہوا پہر سوار اوسپہ وہ پہلوان

جو چوپان تہا خسرو کی گلہ کا
وہان اوسنی گلی کو رکہا تہا

سپہدار توران کا گلہ بان
کہین پہ نی گلی کو لایا تہا وہان

روان لیکی گلہ ہوا پیلتن
سوی خسرو خسروان زمن

خبر پا کی چوپان افراسیاب
سوی رستم گرد آیا شتاب

اوسی دیکہکر رستم نامور
خروشندہ وہان ہوکی جون شیر نر

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
نبرد آزمائی مرا کام ہے

تمہارا جو ہی شاہ افراسیاب
کیا مینی اوسکو تباہ و خراب

بہلا کس لیی تم مقابل ہوئے
عبث سوی پیکار مائل ہوئے

یہ کہکر وہین کہینچکر تیغ تیز
کیا قتل کتنون کو وقت ستیز

یہ مردانگی دیکہ حیران ہوئے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے

تہمتن ہوا پہر روان پیشتر
نگہبان تہا گلی کا شام و سحر

ولی تہا وہ منزل بمنزل روان
کہ تر کونکی پہنچی سپہ ناگہان

خبر پا کی رستم کی اک تہانہ دار
سپہ لیکی اور پیل جنگی چہار

گیا کر کی یلغار پہر نبرد
مقابل ہوا اوسکی وہ شیر مرد

کئی کشتہ گردان بہت تیر سے
کیا قتل کتنون کو شمشیر سے

کئی گرز سی کشتہ پہر بید رنگ
چہل نامداران ہنگام جنگ

سواران کو یکدست کرکی تباہ
لیی گرد نی چار پیل سیاہ

وہ سرکردۂ فوج توران دیار
ہوا جادہ پیمای دشت فراخ

بفتح و ظفر رستم پہلوان
ہوا شیر پہر وہانسی روان

طرف سی تہا خسرو کی کہ ایدہر آ
گیا پیش رستم وہ جنگی سوار

وہ گلہ بہی اور چار پیل بلند
سپرد اوسکی کر کی یل ارجمند

روانہ بسوی بیابان ہوا
پی جنگ اکوان شتابان ہوا

پہنچکر سر چشمہ وہ پہلوان
خروشان ہوا مثل شیر ژیان

کہا دیو کی سوگند گر تو ہی مرد
تو ای دیو آ سامنی کر نبرد

نہین کار مردان پیکار جو
کہ آزار دین خواب مین مرد کو

دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
لگا کہنی رستم سی کر کی غریو

کہ جنگ نہنگان سی ہوکر رہا
پہر آیا یہان تو برای وغا

یہ سنکر تہمتن نی ڈالی کمند
کمر کو کیا دیو اکوان کی بند

بیکضرب گرز گران پہر وہین
پریشان کیا مغز دیو لعین

جدا دیو کی جسم سی کر کی سر
شتابی سی فتراک سی باندہ کر

روان ہوکی پہر پیش خسرو گیا
شہنشہ نی اعزاز اوسکا کیا

جو دیکہا سر دیو حیران ہوا
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا

طلب کر کی سیم و زر بیشمار
کیا رستم پہلوان پر نثار

پہر اک جشن ترتیب شہ نی کیا
مہیا تہا اسباب سب جشن کا

بہم خسرو و رستم نامور
ہوئی مائل عیش شام و سحر

رہی بزم عشرت وہان چند روز
رہا دور جام می دلفروز

کیا عرض رستم نی یون بعد ازان
کہ ای خسرو خسروان جہان

مری محل مین ہی آرزوی وطن
مجہی کیجی رخصت سوی وطن

تہمتن کو خسرو نی رخصت کیا
بہت مال و گنج اوسکو دیا

دو منزل گیا اوسکی ہمراہ شاہ | تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ
اب آگی بیان رزم بیژن کرون | کہون قصی کو تازگی سی لکہون
کہون کیا مین ہی عجب داستان | ز رستم سی ہوون [illegible]

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دختر افراسیاب بجمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران

کہین آگی ارمانیان ایکروز | حضور جہاندار گیتی فروز
بسان غریبان و بیچارگان | لگی کرنی فریاد و شور و فغان
کہ ارمان مین ای خسرو سرفراز | تعدی کنان ہین ہزارون گراز
پچہاڑین ہین اعشہ بہ رنگ شجر | ستاتی ہین ہر دم کو شام و سحر
ستم سی گرازونکی ہم آئی یہان | نظر کر بحال ستمدیدگان
یہ خسرو نی سنکر نظر کی وہین | سوی پہلوانان ایران زمین
اوٹہا بیژن پسر گیو دلیر | بشکل شیر صولت سی بولا وہ شیر
مجہی حکم ہوای شہ نامجو | کرون قتل خوکان خونخوار کو
ولی گیو بولا کہ ای شہریار | یہ کار آزمودہ نہین نونہار
یہ سنکر لگا کہنی گرد دلیر | جوان ہین ولیکن تہور پذیر
یہ کہکر وہین بیژن پہلوان | ہوا شاہ سی ہوکی رخصت روان
ولی اوسکی ہمراہ گرگین گیا | بحکم جہاندار کشور کشا
گرازونکی بیشی مین پہنچا وہ جب | گرازان مقابل ہوئی آکی تب
گرازونسی بیژن ہوا ہم نبرد | لگا کرنی شیری یل شیر مرد
نہ زنہار گرگین مددگار تہا | فقط وہ جوان گرم پیکار تہا
گراز ایک آیا سوی پہلوان | کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
وہین کہینچکر خنجر آب گون | دلاور نی اوسکو کیا غرق خون
غرض اسطرحسی بگرز و خدنگ | ہزارون کئی کشتہ ہنگام جنگ
گرازان خونخوار کو قتل کر | کیا دشت کو بحر خون سر بسر
لگا دی وہان آگ ہی چار سو | جلی سب گرازان پیکار جو
بفتح و ظفر خرم و شادمان | رہا جاکی پہر دشت مین پہلوان
کئی روز مشغول عشرت رہا | پہر اک روز گرگین نی اوس سی کہا
کہ یہان دشت ہی ایک رشک جنان | ہر اک تاک کی گل شگفتہ ہین وہان
منیژہ ہی اک دخت افراسیاب | نہین مہوش اوسکی مثل آفتاب
وہ ہر سال آتی ہی یان سیر کو | لیی ساتہ اپنی کئی شعلہ خو
یہ گرگین نی قصہ کیا جب بیان | لگی کہنی تب وہانکی باشندگان
کہ صحرا مین آئی ہی اندنون نازنین | پری سیر کو جا اقامت گزین
ہر اک نی منیژہ کی تعریف کی | بیان حسن کی اوسکی توصیف کی
سنا وصف جب ماہ رخسار کا | ہوا دل سی مشتاق دیدار کا
جو پہنچا وہان بیژن نامور | تو یہ دور سی اوسکو آیا نظر
کہ بیٹھی ہوئی ہی بناز و ادا | لیی ساتہ اپنی کئی دلربا
کنیزان ہین پیرامن نازنین | ستاری ہون جیسی کہ گرد مہ مبین
مہیا ہی یان بادہ و چنگ و رود | گل و سرو و مینا و جام و سرود
گیا بیژن گرد جب متصل | ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
ہوا پہلوان عاشق دلستان | ہوئی دلستان عاشق پہلوان
لگی کہنی وہ غیرت ماہتاب | کہ ہی اسقدر خوف افراسیاب
کہ کوئی نہین آسکی ہی یہان | عجب ہی کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
چلا آیا اسطرحسی بی خطر | نہ ہرگز کیا کچہ بہی اوسکا خطر
منیژہ نی دایہ سی پہر یون کہا | کہ تو اس سی پوچہ آ انکی ذرا پاس جا
شتاب اس سی جا اور دریافت کر | کہ یہ آن پہنچا ہی کیونکر ادہر

شتابان گئی دایہ جو تھی خیال / ہوئی جا کے بیژن سے پرسان حال
پی جنگ خو کان مین آیا او / کیا دفع بھی او نہین سے بسر
مجھے شوق دیدار لایا یہان / بفرط تمنا مین آیا یہان
کیا اور بھی اوسکو امیدوار / کہا پھر یہ تدبیر کر ایکبار
یہ سنکر گئی دایہ باصد طرب / کہی داستان حقیقت سبب
گئی دایہ پھر پیش دخت جوان / لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
لگا کہنے اگر مین تھی بیژن یہان / تری پاسبانی کو مین ای جوان
یہ جانا کہ وہان ہے بیژن پہلوان / اسیر بلا ہو ویگا بیگمان
وہین لیگی بیژن کی شب دیجور / روان سے لی یان ہوا کینہ جو
کیا پھر محبت سے وہان ہمکنار / منیژہ نی بیژن کو بی اختیار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب / رہی عیش سے ہان تو روز و شب
ہوا مستی بادہ کا بسکہ جوش / رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو / رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
بہت دلمین اپنی پشیمان ہوا / نہایت دل اوسکا پریشان ہوا
پڑھی مجھ پہ گر کین نے صد فسون / سوے راہ بد وہ ہوا رہنمون
منیژہ نی کی جمع خاطر کمال / کہا یہ نگہ دلکو نہ کر پر ملال
فدا ہون مین ای تجھ پہ قربان ہون / رضا جو تری بادل و جان ہون
اگر شاہ توران سے پہنچی خبر / تو جان ہو مری تیر آگی سپر
یہ کہکر لگی پینے باہم شراب / ہوئی دولت وصل سے کامیاب
نہ تھا دخل نامحرمونکو وہان / کسی پہ نہ یہ راز تھا کچھ عیان
پھری گردش چرخ انجام کار / کہ یکسان نہین ہی اطوار روزگار
گیا وہین دربان خانہ خراب / کیا عرض یہ پیش افراسیاب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین / فراحان سالار کو بس وہین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار / کوئی جا کے ہان دیکھ لی آشکار
وہی لائق قتل و بندگران / عقوبت سی ہی اوسپہ بیگمان
کہ بیجا سرا اران بیکار جو / تو محصور کر جا کی اب کاخ کو
یہ سنکر چلا کرشیوز کینہ خواہ / گیا تا در کاخ لیکر سپاہ

یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان / مرا نام ہے بیژن پہلوان
سنا مینی یہ دخت ہے خوبرو / ہوئی دیکھنے کی مجھی آرزو
یہ کہکر اوسی دی وہ انگشتری / جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
کہ دیکھون منیژہ کی پاس آنکر / تماشاے رخسار رشک قمر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے / مری پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
منیژہ نی تجکو کیا ہی طلب / گیا ساتھ اوسکی وہ باصد طرب
ہر اک طرح تھا اگرچہ گلشن برنگ / ولی کینہ آور تھا مانند گرگ
گیا جب ادھر بیژن نامدار / یہ بخشش پیر انہ پھر زینہار
گیا جبکہ بیژن تھی وہ نازنین / گئی سوے خرگاہ دھکر وہین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل / میسر ہوا اسپر کام دل
بروز چہارم ہوا بی خبر / گیا خواب مین بیژن نامور
عماری زرین مین پہڑ ال کر / منیژہ اوسی لیگئی اپنے گھر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار / گرفتار حیرت ہوا نامدار
لگا کہنے ای کردگار جہان / تو ہی عالم آشکار و نہان
اسیر بلا اوسنی مجکو کیا / عوض اوسکے لی یارب اسکا
جو انونکو درپیش ہے رزمگاہ / کبھی شادی و عشرت بزمگاہ
مری گھرکو تو اپنا ہی خانہ جان / مری جان مجکو نہ بیگانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے / کہ ہرگز نہین جاے اندیشہ ہے
شب و روز پینے لگی ہمکنار / نہ تھا کار جز عیش وہان زینہار
گئی سال گذری بعیش و سرور / قرین عیش و عشرت مع غم بدور
خبردار دربان ہوا ناگہان / ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان
کہ شاہ آگیا ننگ ناموس مفت / منیژہ کا اک گھر دایران ہی جفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا / فراحان نی عرض شہ سے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے / تو پھر اسمین کیا جا ہی تکرار ہے
سخن شاہ نی سنکی سالار کا / یہ کہہ شیوز کینہ ور سے کہا
شبستان مین دیکھی کسیکو اگر / تو لی آکشان یہان اوسے باندھ کر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب / لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب

در کاخ مسند و دآیا نظر ۔ شکسته کیا در کو پھر زود تر
جو دیکھا پہنچکر در خانه پر ۔ تو اک مرد بیگانه آیا نظر
نه چنگ و دف و رود تنہا یہان ۔ نه صد جور چہره پرستندگان
شہنشاه توران کا یه کاخ ہے ۔ یہان اسطرح سی تو گستاخ ہے
که یہان ہے نه توسن نه گرز و خدنگ ۔ کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
نہین کوئی اس دم مددگار ہے ۔ جہان آفرین بس نگہدار ہے
دلیرانه آیا در خانه پر ۔ خروشان ہو آگی جون شیر نر
مقابل ہو بیژن جو کوئی جوان ۔ تو کہو دی سر اپنا وہین ناگہان
تو نیکی کری مجہسی گر ایکبار ۔ چلون ساتھ تیری سوی شہریار
جو دیکھا که بیژن دلیر جوان ۔ کری کشته لشکر کو اب بیگمان
کیا ساتھ بیژن کی عہد استوار ۔ لیا اوس سی وه خنجر آبدار
اوسی لیگیا سوی افراسیاب ۔ کشان سر برہنه بحال خراب
گیا وه گرفتار جب پیش تخت ۔ کہا شاه توران نی ای شوربخت
لگا کہنی بیژن که ای تاجور ۔ بجنگ گرازان مین آیا ادہر
مرا یار گم ہو گیا ناگہان ۔ سوی دشت آیا تفحص کنان
یکایک ہوا اک پری کا گذر ۔ اوڑا لی گئی مجکو وہان آنکر
پری نی پہنچکر غضب یه کیا ۔ که مجکو عماری مین بٹھلا دیا
اٹھا سی فسونکی وہین بیخطر ۔ پریزاد مجہی لی گئی اپنی گھر
نہین تہی پری بخت برگشته تہا ۔ که جسنی کیا یون اسیر بلا
تو وه ہی که با گرز و تیغ و خدنگ ۔ گدا اسپ کرتا تہا میدان جنگ
نہین اسپ تیر اسخن زینہار ۔ تو جان بر نہو ویگا انجام کار
مرا بسته کرنا کچه آسان نه تہا ۔ ولی تیری دامادنی کی دغا
دلیران ترکان جنگی سوا ۔ مقابل مری کرشہا یکہزار
رہی زنده ترکو نسی گر اک سوار ۔ تو مت که مجہی بیژن نامدار
لگا کہنی کہینچ اسکو اب دار پر ۔ نگون بخت کو تو نگونسار کر
برادر تہا نی کوئی یار تہا ۔ خدا لیکن اوسکا مددگار تہا
یه انبوه دیکھا تو حیران ہوا ۔ یه پیران ویسه نی سنکر کہا

گیا اندرون محل کینه خواه ۔ گیا پھر اودھر تھی جدھر رشک ماه
منیژه ہی اور وه جوان ہمکنار ۔ بہم بی حجابانه ہین باده خوار
یه دیکھا تو گرشیوز کینه جو ۔ ہوا نعره زن یون که ہی کون تو
ہوا سنکی بیژن کو تب اضطراب ۔ لگا کہنی کہا کر وہین پیچ و تاب
ہوا بخت برگشته انجام کار ۔ نه ہرگز موافق رہا روزگار
یه کہکر وہین لیکی نام خدا ۔ لیا کہینچ خنجر که موزی مین تہا
که بیژن ہون مین پور گیو دلیر ۔ شجاعت کی بیشی کا اک نره شیر
مین اس خنجر تیز سی کیا کرون ۔ بہت نامدارونکو بس غرق خون
روا شاه مجہیر نه کی یه ستم ۔ شفاعت کری تو مری کہا قسم
گرفتار کرنا ہی دشوار تر ۔ که مرنی په اب اسنی باندھی کمر
ہوا ہاتھ سی جبکه خنجر جدا ۔ گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
نہو طالع نیک یاور اگر ۔ تو ہرگز نه کچه کام آوی ہنر
ترا کیونکه توران مین آنا ہوا ۔ شبستان مین کسطرح جانا ہوا
لگا کرنی صید افگنی بعد جنگ ۔ خوشی سی ته چرخ فیروزه رنگ
ہوا خفته مین پھر بزیر درخت ۔ ہوئی خفته گویا مرا ہی بخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی ۔ عماری اک اوسمین نمایان ہوئی
عماری مین بیٹھی جو تہی نازنین ۔ پریزاد اوسپه افسون پڑھی نی وہین
نہین اسمین نہار میرا گناه ۔ نه آلوده عصیان سی ہی رشک ماه
لگا کہنی پھر شاه توران یه یار ۔ که ای بخت برگشته بد روزگار
اور اب دست بسته شالی ناتوان ۔ یه گفتار مستانه کہتا ہی یہان
سنی جب یه گفتار افراسیاب ۔ دیا بیژن پہلوان نی جواب
تو اک توسن و گرز اب دی مجھے ۔ که دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
تماشا تو پھر دیکه میدان مین ۔ کرون قتل سبکو مین اک آن مین
ہوا پر غضب سنکی افراسیاب ۔ یه گرشیوز کینه جو سی شتاب
اوسی لیگیا وه سوی دار جب ۔ کیا خلق نی آکی انبوه تب
سنو کارسازی کا حق کی بیان ۔ که پیران ادھر آ گیا ناگہان
که یارو نه جلدی کچه یہان کرو ۔ ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو

یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
شتابی گیا پیش افراسیاب

ہوا ایستادہ ادب سی وہان
کہا شہ نی آ بیٹھ ای پہلوان

اگر گنج مطلوب ہووی تجہی
اگر تاج چاہی تو بخشون تجہی

نکر بیژن نامور کو ہلاک
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک

ہوا کام سی دست بردار جب
ولی پہر مین کہتا ہون ای شاہ

سیاوش کو جو قتل تو نی کیا
تو پہر کیا اوٹہایا بہلا فائدہ

کیا سنکی پیران نی پہر یون بیان
کہ رکہی گرفتار بند گران

کہ در چاہ تاریک مین اسکو بند
ہر اک طرح سی اسکو پہنچا گزند

دہن پر تو رکہ چاہ کی ای سنگ
نہ زنہار اس بات مین کر درنگ

یہ فرمودۂ شاہ افراسیاب
سنا جب تو اوس کینہ جو نی شتاب

منیژہ کی ماں دوڑی آئی شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

شفاعت ہوئی کو عقوبت سی کم
کیا شہ نی دختر کو گہر سی بدر

گدائی وہ کرتی تہی ہر صبح و شام
جو کچہ ہاتہ آتا تہا اوسکو طعام

جہان آفرین اور یہ دادرس
ہوا آخرکار فریادرس

ملا گیو کو درز سی جا کی جب
لگا پوچہنی گیو گرگین سی تب

یہ گرگین نی پاسخ دیا گیو کو
کہ نزدیک اریاں ہم ای نامجو

گرازان خونخوار آئی وہین
ہوئی اوسی ہم گرم پیکار کین

ہوئی وہانسی پہر سوی ایران روان
طرب ساز و شادان صید افگنان

طرف اوسکی دوڑا کی شبدیز کو
شتابان ہوا بیژن نامجو

شتابی سی بیژن نی ڈالی کمند
کہ جی رکی سر کو تا وہین بند

نظر سی ہوا گور و بیژن نہان
شتابان ہوا مین تفحص کنان

ولی توسن بیژن نامدار
جو دیکہون تو صحرا مین بی سوار

غرض باغم و درد آیا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان

یہ سمجہا کہ بی شک ہوا وہ جوان
گرفتار پنجہ بلا ناگہان

کہا لیک گودرز نی پہر وہین
کہ مت کہینچ اسپر تو اب تیغ کین

وہ وہین گیو پہر باد دل دردمند
یہ گرگین سی بولا بآنگ بلند

کیا تو نی مجکو تباہ و خراب
گیا چشم و دل سی مری صبر و خواب

نہ بیٹھا تو شہ نی یہ ہنسکر کہا
گزارش تو کر اب ہی کیا مدعا

جو پیران نی دیکہا یہ لطف و کرم
تو بولا کہ ای شاہ عالی ہمم

کئی بار دی شہ نی یہ پند
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند

کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
درخت بلا کو نکر بار ور

تو دنیا مین رسوا و بدنام ہو
بہلا پہر مین ناچار اب کیا کرون

یہ سنکر وہ چپ رہ بیداد سی
کہا شاہ نی اپنی داماد سی

اور اک دیو اگوان نی سنگ گران
بیابان مین پہینکا جو تہا ای جوان

منیژہ کو بہی وہانسی لیجائیے
نگونسار پیشی مین اسکی دیئے

کیا قید بیژن کو لیجا کی وہان
کنوئین کی رکہا منہ پہ سنگ گران

کہ دختر پہ ایذا نکیجی روا
گزند اسکو پہنچائی مت شہا

سبب سی محبت کی وہ چاہ کی
رہی جا کی نزدیک اوس چاہ کے

وہ بیژن کو روز پہنچاتی تہی
کچہ اک وہ مین آپ بہی کہاتی تہی

سنو کار ساز جہان آفرین
کہ گرگین گیا سوی ایران زمین

کہان ہی بتا بیژن پہلوان
یہ راز نہان پہر سبہر کہ عیان

تجہ پہنچی تو اک بیشہ آیا نظر
پڑی جا بجا تہی بریدہ شجر

ملائی گراز ان تجہ خون خاک
کیا دشت کو ہم نی خوکان سی پاک

بیابان مین اک گور آیا نظر
پسندیدہ خرم و خوب تر

سوی بیژن آیا وہ مانند پیل
خروشان و جوشندہ چون رود نیل

ولیکن ہوا گور وہانسی روان
عقب اوسکی تہا بیژن پہلوان

نہ تہا بیژن کا پایا نشان
نہ دیکہی کہین صورت پہلوان

ہوا دل مرا سخت اندوہگین
کئی دن ہوا وہان اقامت گزین

یہ سنکر سخنہای بی اعتبار
ہوا گیو بی اختیار اشکبار

یہ چاہا کہ گرگین بد کیش کا
کری خنجر تیز سی سر جدا

اسی پیش کیخسرو نامدار
تو چالاکی ای پور غیرت شعار

کہ تو نی کیا تہا مری پور کو
کہان گم کیا تو نی ای کینہ جو

کری ہی تو اب مکر کی گفتگو
بلاؤن تجہی خاک مین بہ رو

یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
کہ اے گیو میرا ارادا یہ تھا

کہ آرام سے اب وطن میں رہوں
یہاں سے نہ زنہار جنبش کروں

بہت مینے کھینچے ہیں رنج و محن
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن

ولے بیژن نامور کا یہ حال
ہوا سنکے اے گیو مجھکو ملال

ترے درد سے ہیں جگر خستہ ہوں
پے کار بیژن کمر بستہ ہوں

مرا بیژن پہلوان پور ہے
مری دیدۂ زار کا نور ہے

تو کر جمع خاطر نکر اضطراب
کہ لاؤں یہاں کر کے اوسکو شتاب

یہ کہکے بچنگ و مے دلفروز
رہی محفل آرا بہم تا سہ روز

بروز چہارم بساماں و ساز
روانہ ہوا رستم سرفراز

جو نزدیک پہنچا یل نامدار
تو وہ میں بحکم شہ کامگار

گئے اوسکے لانے کو سب پہلوان
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان

وہ رخت و جواہر مہیا کیا
وہاں تخت زر ایک برپا کیا

بٹھایا تہمتن کو اوس تخت پر
وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا تو ہے پشت و پناہ کیان

مددگار گردان ایران و یار
بخصم افگنے گرم لیل و نہار

پے بیژن پور گیو دلیر
گوارا تو کر رنج اے شرزہ شیر

کہ تیرے سوا اے یل نامدار
نہیں چارہ گر یہاں کوئی زینہار

زمین بوسہ دیکر وہ نیرو آزما
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا

کہ اے شاہ شاہان و زیب زمین
ترا ہوں میں اک چاکر کمترین

اگر سامنے آوے تیر و سنان
ترے حکم سے میں نہ موڑوں عنان

میں اس کام پر چست باندھے ہوں کمر
چھڑا لاؤں بیژن کو اب تیزتر

لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
یلان قوی جنگ تجھ سے ہیں نہان

و نہیں ساتھ لیجا جنہیں چاہے تو
رواں لیکے ہو لشکر جنگ جو

تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
سپاہ گران لیکے جاؤں اگر

تو ایسا نہو کہا کے پیچ و تاب
کرے قتل بیژن کو افراسیاب

شتابان ہوں اب مثل بازارگان
کروں جا کے تدبیر ایسی وہاں

کہ آسان ہے یہ کار مشکل شتاب
ملے دست افسوس افراسیاب

یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
مہیا کیا رخت سوداگران

جو تیار یکبارہ سب سامان ہوا
تو رستم روان سوی توران ہوا

گرانمایہ ہشتاد و ہم بادپا
وہ اشتر پر از گوہر بے بہا

پر از جامہ ہاے سپید صد شتر
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر

شتر ہا پر از پرنیان حریر
تحائف ہر اقلیم کے بے نظیر

ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
پر از تحفۂ خوب و دلخواہ تھے

یلان نبرد آزما یک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

وہ پہنے ہوئے جامۂ کاروان
بنے سر بسر صورت ساربان

تہمتن نے جب قصد توران کیا
یہ گرگین نے اوس وقت اوس سے کہا

رہا کر کے اے گرد فرخندہ خو
مجھے لے چل اب اپنے ہمراہ تو

یہ گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کہ صادر ہوئی تجھسے ایسی خطا

کہ لینا خطا ہے اب اے تیرہ بخت
ترا نام پیش خداوند تخت

کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
ہوئی پور گرگین کے زاری کنان

کیا عرض رستم نے پھر لاجرم
حضور شہنشاہ کیوان علم

کہ گرگین کو اب شہا بخشیے
مرے ساتھ رخصت اوسے دیجیے

یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کہ یہ عہد پہلے ہی دل میں کیا

کہ بیژن نہ ہمرہ کے آوے اگر
تو جان بخشی اوسکی ہے ہیچ تر

کروں ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک
ملاؤں تن اوسکا بخون و خاک

ہوا ضامن اس بات کا پہلوان
ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان

ولیکن ہے جو قید اوسکا پسر
بحکم شہنشہ بجائے پدر

تہمتن غرض مثل بازارگان
جہاں کا ارادا تھا پہنچا وہان

کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
مقام اوس جگہ پیلتن نے کیا

ولیکن ہوا رستم شاد بہر
اقامت گزین جا کے بیرون شہر

ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
سوئے دشت اک روز پیران گیا

جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
حضور اوسکی کچھ تحفے لایا شتاب

وہ اسپ گرانمایہ اک جامۂ زر
کہ اوس جامہ میں بیش بہا تھے گہر

کیے پیشکش اور کیا عجز وہاں
نہایت ہی پیران ہوا شادمان

ولیکن نجانا یہ کچھ زینہار
کہ یہ شخص ہی رستم نامدار

یہ پیران کو رستم نی پانچ یا
کہ بازارگان ہون نہین ایران کا

ہوا آکی وارد تری شہر مین
کہ تو صاحب داد ہی دہر مین

نہین مال کا تجھپہ تیمار کچھ
کسیکو نہین تجھسی بیگار کچھ

تب آئی حضور شہ نامور
خریدار دیبا و اسپ و گہر

منیژہ نی یہ جب کہ پائی خبر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر

کہا یون کہ ای مرد عالی گہر
تجھے کچھ ہی گودرزیانکی خبر

کہ اب تک نہ کوئی ہوا چارہ گر
کسی نی نہ بیچارہ کی لی خبر

ہوا پر غضب رستم نامجو
کہا روبرو سی مری دور ہو

کہ ہون مین تو اک مرد بازارگان
نہ سردار ہون مین نہ کچھ پہلوان

منیژہ لگی رونی پہر زار زار
ہوئی دیدۂ زار سی اشکبار

نہین چاہیی سرد مہری تجھے
نکر دور تک روبرو سی مجھے

یہ آئین ایرانسی ہی دور تر
کہ بیچارگانکی نہ پوچھین خبر

پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب

منیژہ لگی کہنی کر کی فغان
کرون حال اپنا مین کیا اب بیان

محبت سی بیژن کی ای نامور
پڑی اک قسم تخت سی دور تر

کہون کیا مین احوال بیژن کا اب
پڑا ناگہان اوسکی سر پر غضب

بندہی اوسکی زنجیر مین دست و پا
فغان اوسکی پہنچی ہی صبح و مسا

دلاسا بہت دیکی وہ پیلتن
لگا کہنی اوس سی کہ ای گلبدن

وہ جلوہ اونسی رستم سی ظاہر کیا
یہ سنکر تہمتن نی اوس سی کہا

منیژہ نی جا کر دیا جب طعام
ہوا بیژن پہلوان شادکام

کیا قہقہہ دیکہ انگشتری
لگی کہنی وہ مہ وش رشک پری

وہ بولا کہی راز کو گر نہان
تو آگی تری مین کہون سب بیان

ولی اب تلک ہی تو ہی بدگمان
بڑا حیف ہی تجھسی ای پہلوان

کیا یون منیژہ نی اوس سی بیان
کہ آیا ہی ایرانسی اک کاروان

یقین ہی کہ رستم ہی کا کاروان
رہائی کو میری آیا یہان

کہی تجھسی جو کچھ تو وہ کیجیو
تغافل کو تو راہ مت دیجیو

لگا پوچھنی ای خجستہ جوان
تو ہی کون آیا کہانسی یہان

رکہون ہو نہین ای سرور ارجمند
متاع گرانمایہ و دلپسند

وہ بولا کہ تو شہر مین جا کی رہ
مری پاس اب شوق سی آکی رہ

ہوئی جبکہ آگاہ پیر و جوان
کہ ایرانسی آیا ہی اک کاروان

ہوا گرم بازار سوداگری
ہر اک جنس کی تہی وہان مشتری

سوی رستم گرد آئی دوان
دو دیدہ گہربار نالہ کنان

خبر بیژن نامور کی کہین
نہ پہنچی مگر سوی ایران زمین

وہ ہی نوجوان گیو کا پور ہی
پڑا قید مین سخت مجبور ہی

نہین مجکو دربار مین شہ کی بار
کسی شی سی واقف نہین زینہار

نہین گیو گودرز سی آگہی
مگر مغز میرا تو ناحق سے تہی

لگی کہنی یون کہینچکر ایک آہ
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ

کہ بیچارہ ہون اور ستم دیدہ ہون
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون

سر رحم سی پہر تہمتن وہین
یہ بولا کہ زیر سپہر برین

بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام

منیژہ ہون مین دخت افراسیاب
کیا گردش آسمان نی خراب

پی بیژن ہوئی مین ہر سو بحال تباہ
لکہا تہا قضا نی یہی سر پہ آہ

وہ اک چاہ تاریک مین قید ہی
ستمدیدۂ چرخ پر کید ہی

کنوئین کی دہن پر ہی سنگ گران
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان

تو پہنچا سکی گی کچھ اسکو طعام
وہ پہنچاوی تہی جسطرح صبح و شام

کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
رکہی اوسمین اپنی انگوٹھی نہان

وہ خاتم جو رستم کی تہی نام کی
یکایک جو ہاتہ اوس جوان کی لگی

کہ ہر روز و شب کہینچتا تہا تو آہ
سبب کیا جو اس دم کیا قہقہہ

منیژہ یہ بولی کہ مین نی کیا
تری عشق مین مال و جان کو فدا

وہ بولا کہ ای گلرخ لالہ فام
کہانسی تو یہ آج لائی طعام

طعام اونسی تیری لیی یہ دیا
سنا جب یہ بیژن نی تب یون کہا

یہ پوچہا اوس سی ای مرد آزما
تو بیژن کو کیونکر کریگا رہا

شتابان ہوئی وہانسی وہ دلربا
تہمتن سی پیغام بیژن کہا

یہ کہکر بفرمانِ رستم وہان
لیی ہفت گردانِ جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سوی دشتِ چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کہینچی بہت تونی رنج و تعب
کہ تا او سپہ معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہین گی یہ تورانیان
لگا کہنی یون بیژن نامدار
کیا منع ہرچند رستم نی پر
زرہ دی دلیری شتابان تجہے
سپہ ساتہ اونکی ہوئی گرم کین
یہ آواز دی جا کی دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو ہو رہا سقف
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پہر اک نازنین پہ پہچہر دکو
سوا اسکی کتنی پہ پہچہر گان
سپہ لیکی آیا پئی کارزار
مبارز لگا کرنی رستم طلب
کہا پہر کہ ای شاہِ افراسیاب
کئی بار دیکہا ہی تونی مجہے
تو یون سخت مین مجہسی تہی سوا
کہ ای نامداران توران زمین
نہ جان بر ہوئین مسی تسی ای زینہار
سواران تیغ ران ایرانیان
ہوئی کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اوسکی دنبال رستم دوان
زر و مال و اسباب افراسیاب

رہی ہو وہ پری پیکر دستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اوسکی صدمی سی توران زمین
گلی سی شتابی لگایا اوسے
نییرہ کو تو لیکی جا یہانسی آ
کہ آکر یہان رستم پیل تن
کہ نامرد تہا رستم پہلوان
نجاؤن تجہی چہوڑ کر زینہار
گیا ساتہ رستم کی وہ نامور
مقابل ہوان پاسبانان تجہے
ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہین
کہ سن لی تو ای شاہ بیدادگر
رہا کون رکہتا ہی داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پہر او ہانسی لیکر پیل تا مجہ
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا اسکی رستم بہی وہین صبح
کہ ہو ہم نبرد آنکی کوئی آب
اگرچہ تری فوج ہی بیحساب
کہ دی مینی تنہا ہزیمت تجہے
تو آیا عبث یہان پی کارزار
یہ ہی رزمگہ جا ہی عشرت نشین
نہ ایران کا زندہ رہی کس سوا
ہوئی گرم پیکار باہم وہان
رہی غالب ایرانیان سربسر
دو دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکی پہر سو ملی ایران شتاب

گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کنوئین کی رکہا تہا جو سنگ
کنوئین مین جو وہ تہا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سر بسر
کرون ایک شبخون این دم شتاب
اسیر سی بیژن کو کر کی رہا
جو مانند دزدان یہان آنکر
چلون ساتہ تیری مین ای شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانونکو یکسر ہلاک
ہوا پہر روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیژن گرفتار تہا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یہان
پہنچکر تہمتن نی از روی کین
ہر اک گرد دیکہا کہ ن ہی جہان
یلان نی کیا جا کی آرام خواب
ہزار اوسکی ہمراہ تہی پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ولی ساتہ میری نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرأت مری
ہوا اسکی شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تہم گرم پیکار ہو
سنی جب سوارون نی گفتار شاہ
تہمتن نی لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب میدان نہین کچہ کا نشان
گئی کشتہ و خستہ صدہا سوار
سُنا جبکہ یہ مژدہ دلنواز

تہمتن نی اوس وقت باندہی کمر
دیا پہینک وسکو اوٹہا بیدرنگ
نکالا اوسی ڈال کر وہان کمند
لگا کہنی بیژن سی پہر نامور
بسوی شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتہ اپنی اب لیگیا
شبا شب ہوا خوف سی دربدر
کرون جلکی تورانیانسی خبر
سوی قلعہ باہفت جنگ آورن
گئی قلعہ مین پہر وہ بیخوف باک
سوی خانۂ شاہ توران وہ آ
ہوا نیند سی آج باری رہا
مرا نام ہی رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سی لیکر گیا خوش کمال
ولیکن ہوئی صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نی کہینچا بہت انتظار
مگر کچہ نہین ہی تجہی عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نی ترے
سوار انسی بولا یہ کرکی عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگ جو
ہوئی حملہ آور سوی رزمگاہ
کئی قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوی چین وہانسی افراسیاب
پہر آیا بفتح و ظفر نامدار
ہوا شاد کیخسرو سرفراز

گئی پیشوا تا مداران تمام — ہوئی جو دیکہا اوسکو سب شادکام
تہمتن کو باصد خوشی لے گیا — ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
سنیژہ بہی اور بیژن پہلوان — گئی جب حضور شہ خسروان
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم — لگی رہنے مسرور و خرم بہم

گیا جب کہ نزدیک درگاہ شاہ — تو آکر جہاندار سے کہنے پناہ
دعا و ثنا کی تہمتن نے بہے — شہنشہ کی لایا بجا بندگے
ہوا شاد کیخسرو پاک دین — ہوئی گیو گودرز بہی خوش وہین
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان — سنو قصۂ برزوی پہلوان

جنگ کردنِ برزو با رستم و رسیدنِ افراسیاب در ایران و رفتنِ کیخسرو بمقابلۂ او با فوج گران و شکست خوردنِ افراسیاب و باز رفتن بطرفِ توران

چو ناکام ہوکر بصد اضطراب — سوی چین گیا شاہ افراسیاب
کہ ای بادشہ ہون مین دہقان پسر — نہین جانتا ایک نام پدر
ہوا آ نکلی وہ طلبگار آب — پلایا اوسی اوسنی پانی شتاب
روانہ ہوا ایسا تسی پہر وہ سوار — بحکم خدا یہ ہوئی باردار
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا — مرا نام مادر نے برزو رکہا
مرا ایک دشمن ہے رستم بنام — دلیری و مردی مین مشہور عام
اگر یہ نہووی تو جرأت نہین — کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا — کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
لگا کہنے سالار عالی وقار — وہ یک تن ہے مانند یکصد ہزار
نہ اوس پر ہو گرز و سنان کارگر — نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون — تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
نہین ہے اگر رزم کی تجکو تاب — تو رکہا نام کیون شاہ افراسیاب
یہ سنکی ہوا منفعل بادشاہ — ہوا اوس سے خواہان امداد شاہ
تو دون تجکو مین خسرو چین — کرون تجکو سالار اقلیم چین
تہمتن کو اور شاہ ایران کو — کرون تنہا مین ہوکی پیکار جو
ہوا شاد یہ سنکی افراسیاب — سوی خانہ برزو کو لایا شتاب
زر و افسر و گنج و لشکر دیا — سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ولی اوسکی مادر نے آکی وہان — کیا آکی برزو سے اوسنی بیان
تہمتن سے عہدہ برآئی نہین — تجہی تاب جنگ آزمائی نہین

تو آیا نظر راہ مین اک جوان — تنومند مانند پیل دمان
سنا ہے یہان سی کہ اک روز یہان — کہین اک سوار آ گیا ناگہان
ہوئی اوسکی دلمین جو غالب ہوس — جوان نے کیا اوسکو ہمخواب بس
خدا جانے تہا کون وہ پہلوان — نہین اوسکا معلوم نام و نشان
جو دیکہا اوسی شاہ نے پیلتن — روان ساتہ اوسکی کیا یہ سخن
ہمی سخت اب اوسی عاجز کیا — پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا
گمان ہے یہ مجکو کہ ہنگام جنگ — تہمتن بہی ہاتہ سی ہووی تنگ
تو اک گرد ہے ہی یون اسقدر — تری ہاتہ لین ہی خوف و خطر
توانائی اوسکی بیان کیا کرون — بجا ہے اگر کوہ آہن کہون
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان — کیا شاہ سی اوسنی پہر یون بیان
سپہ تیری اور تو ہی نامرد ہے — کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے
نہین تجکو شایان ہے نام شہے — نہین تجکو زیبا کلاہ ہے
کہا یونکہ گر شتہ ہو ای جوان — تری ہاتہ سے رستم پہلوان
قسم کہا کے برزو نے پیش شاہ — کہا یونکہ ای شاہ خورشید جاہ
لگاؤن مین آگ ایران زمین — کرون خون روان زابلستان مین
سراپردہ و فیل و اسپان زین — دو صد نازنینان ماہ جبین
ہوا شاد برزو کی گردن فراز — جہان مین ہے الغرض بے نیاز
کہ ہے دولت و جاہ جی و بال — اوٹہا جاہ و دولت کا جیتی خیال
وہ قاتل ہے یہ ان خونخوار کا — نکر قصد تو اوس سے پیکار کا

گئی ہار دی لوشنی شہ کو شکست
وہ بولا کہ رستم سی ہون زور مند
تو ہی کو دن محض او رہی ہنر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
طلب کی کی مردان صاحب ہنر
اٹھارہ جوانان زور آزما
بہ نیروی سرپنجہ وہ نامجو
جو استاد ہین میری ہر دو یلان
کہی رستمی کا کچھ اس مین فروغ
درشت و تنومند جیسی دلیر
ہوا شاد یہ سنکی افراسیاب
کہ ہو ہین شتابی یہان سی روان
ہوا شادمان شاہ توران پناہ
کہا نامدار و نسی پہر یونکہ آب
ہوا شہ سی رخصت یل شیرمرد
عقب تیری ہی مین بصد فروشان
گئی ہمرہ برزوی نامدار
گئی سوی ایران یہ جسدم خبر
تعجب کہ اب وہی تورانیان
کیا شہ نی رخصت بصد فروشان
عقب اونکی شہ بہی بصد کر و فر
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
فریبرز او رطوس میدان مین
ہوا شادمان شاہ توران پناہ
ہوا پر غضب رستم پہلوان
فریبرز او رطوس کو کر رہا
گئی نصف شب تہی کہ پہنچا وہان

کیا نامداران تورانکو پست
مری آگی ہی پست پیل بلند
نکہو مفت جان عزیز اپنی بسر
موافق نہ برزو کی زنہار تھے
یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر
لگی کرنی تعلیم صبح و مسا
زبون ورز کرتا تہا استاد جو
کہی تو انہین یان نہ لاؤن یہان
یہ گفتار ہی یا سراپا دروغ
حضور اوسکی اک پیشہ ہی پیل تن
دیا گنج برزو کو بیحساب
سوی خسرو رستم پہلوان
طلب کی کی پہر تخت گوہر نگار
کہ وہ اسکی فرمان سی روز و شب
بہت لیکی سامان جنگ و نبرد
پہنچتا ہون لیکر سپاہ گران
سواران جنگی لیی دہ ہزار
تو بولا یہ کیخسرو نامور
برای وغا سوی ایران روان
روانہ ہوئی ہر دو نام آوران
جہاندار کیخسرو نامور
کہ جسکا نہین ہوسکی کچھ بیان
جو آئی مقابل تو اک آن مین
ہوا غمزدہ خسرو نامدار
لگا کہنی ای خسرو خسروان
تیری پاس لاؤن بفضل خدا
اسیران بند بلا تہی جہان

تو اون نامدارونکی ہمسر نہین
دیا پاسخ اوسنی کہ ای شیر نر
یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
تہی اور تیار انجام کار
ہنر پہلوانی کی سکہلا و سب
بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض برزوی پہلوان ایکرو
سنی شاہ توران نی یہ بات جب
وہ بولی شہا برزوی پیلتن
شب و روز برزو کو ہی میل رزم
لگا کہنی برزو کہ ای بادشاہ
نہ خسرو رہی اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ ای برزوی نیکبخت
وہ بیٹھا جو بالائی زین سمند
یہ بولا سپہدار توران پناہ
دو سردار جنگ آور ذوالکرام
شتابان ہوا آپ بہی بعد ازان
کہ گردان ایران کرتی تہی جو عزم
فریبرز او رطوس کو پہر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فریبرز او رطوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست
اوٹہا زین سی برزو انہین لیگیا
طلب رستم نامور کو کیا
تو رکہہ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب
یہ کہکر گیا رستم جنگ جو
یہ سمجہا کہ برزو کی خرگاہ ہی

دلیر ایسی اون سی فزون تر نہین
ہنر پہلوانی کی رکہتا ہی یاد
صلاح و سلب آب کی لا یا شتاب
مہیا کیی بعد ازان شہریار
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
سر سروران زمانہ ہوا
لگا کہنی ای شاہ گیتی فروز
لگا پوچہنی پہلوانو نسی تب
نہین آدمی ایک ہی اہرمن
غرض رزم کو وہ سمجہتا ہی بزم
مری ساتہ بہیجی تعین سپاہ
کرون تجکو ایرانکا فرمانروا
تو با صد طرب بیٹہ بالائی تخت
تو کیخسرو ہوئی گرد فرمان پذیر
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
کہ ہومان تہا اور بارمان اونکا نام
سپہدار با لشکر بیکران
نہ ہوتی تہی ترکونکو پہر تاب رزم
پئی جنگ گردان افراسیاب
لیی ساتہ اونکی دو دو ہزار
گئی سامنی فوج برزو کی تب
سواران توران ہوئی چیرہ دست
یہ بند گران اونکو بستہ کیا
یہ احوال خسرو نی اوس سی کہا
سوی پہلوانان افراسیاب
دلی لیگیا ساتہ گستہم کو
جو دیکہا تو بیٹہا وہان شاہ بہی

سر تخت زرین ہی از اسپ
فریبرز او رطوس ہے پیش تخت
اسیران کو پہر لیگئی مرد مان
اوٹہا ایک کو اپنی پہر پشت پہ
وہ بند گران نے ورسی سر بسر
سر اپردی مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کہ لیکر سپہ جاسوی رزمگاہ
سنا جب کہ خسرو نی شور و فغان
نظر کی برزو کی ترکیب کو
ترے سر کو توڑون ابہی گرز سے
سجا ہی کہ سیکہو نہین تجہسی ہنر
یہ کہکر وہین ہاتہ مین لے کمان
سپاہی ہوئی بارش تیر پہ
بہت دیر تک ضرب پہ ضرب تہی
گیا زور اتنا پکڑ کہ کمر
تہمتن نی جانا پڑا ایک کوہ
ولی از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سی برزو یہ کہنی لگا
ترے دست و سر کو نہ رنجہ کیا
یہ برزو نی اندیشہ دل مین کیا
پہر اتنی مین آخر ہوا روز تب
بہم جب پڑا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا جسی آج آن کر
نہین اوسکو پیکار سی خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تہا برزو او دہر

خوشی سی ہی پیا پی شراب
کہڑی ہین بندہی دست بازو تمام
کہ منظور تہا اونکو کہنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور
شکستہ کیی یکطرف بیٹہ کر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آن کے
اسیر اونکو جو لی گیا آن کر
وہین آنکر برزدی کینہ خو
کہا تب کہ ای رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ جو
سمجہیو نہ کم مجکو البرز سے
مری ساتہ مت تند ہو اسقدر
خدنگ ایک ٹہ الا اسنی پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
اٹہی قیامت تہی یا حرب تہی
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سی گرز کی پست وہ
تہمتن نی کچہ طور ایسا کیا
تعجب ہی گر جنگ آزما
یہ سنکر تہمتن نی اوس سی کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنی برزو سی رستم کہ اب
تو پہر برزو رستم پیلتن
تو بولا کہ ای شاہ عالیجناب
کہ تہا سنگ و فولاد سی سخت تر
مرا دل ہی وسن پہلو نسی دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر

چپ و راست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہی اونکو وہ کمبخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب وہین
اوٹہا دوسری کو وہ گستہم یل
غرض با دل خرم و شادمان
وہ بندی جو تہی یہان او نہین لیگیا
دم صبح کہا کہ بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین کہنی لگا
تو برزو سی اب جاکی ہو گرم جنگ
کہا نعرہ زن ہو کی مانند شیر
لگا کہنی برزو کہ ای پہلوان
اگر تو ہی آتش تو مین ہون آب
تہمتن نی بہی تیر مارا وہین
بہم پہر ہوئی لیکی گرز گران
ہوئی گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کی کر کی شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پہ
مجہی رنج کیا ہو تری گرز سے
رہا اب کری تن خم گرز گران
ہوئی اسپ عاجز ہوا وقت تنگ
گئی رزمگہ سی ہی خیمہ گاہ
تکبر مجہی نہ در پر اپنی تہا
تن سخت پر اوسکی ہنگام جنگ
نہین مجکو معلوم یہ زینہار
ادہر پیش خسرو جو رستم گیا

شکستہ ہین پیران سر برز و وہان
کرون قتل مثل سیاوش نگاہ
تہمتن نی کہینچا تہ تیغ کین
سراپردہ سی وہین آ نکل
گئی پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار سنکر یہ کہنے لگا
لگا کہنی برزو سی افراسیاب
کہ ای رستم اب سامنی سیر آ
یہ سنکر گیا پیلتن بیدرنگ
کہ جا کی تہمتن مین آیا دلیر
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کی آگی آتش کو تاب
ہوئی اسطرح دیر تک گرم کین
نبرد آزما ماہر و جنگ آوران
ہوا میل کشتی او نہین بعد ازان
پہر اک گرز برزو نی مارا ازو
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ کرتا اوسی سر بسر
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہی اگر ہو ہی غافل یہان
رکہو روز فردا یہ موقوف جنگ
ہوئی جا کی آسودہ یکسر سپاہ
ولی طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچہ نہ گرز و خدنگ
ملی خاک مین کون انجام کار
تو با چشم تر شہ سی کہنے لگا

مری ہاتھ کو آج پہنچی شکست ۔ نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
نہیں اور آتا نظر کوئی مرد ۔ کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد
تو برزو سی اترتا یہ تیغ و سنان ۔ ولیکن وہ ہی سوی ہندوستان
روانہ کروں سوی ہندوستان ۔ بلاؤں فرامرز کو اب یہاں
یہ سنکر نہ کچھ شہ نی پاسخ دیا ۔ تہمتن کو پس وہیں رخصت کیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ ۔ تو برزو سی میں جا کی ہوں رزمخواہ
نہیں مجکو زنہار کچھ خوف جان ۔ نہ میدان سی موڑوں میں ہرگز عنان
ہمارے ہی قالب میں جب تک کہ جان ۔ سوی جنگ کو شتابی لاوی عنان
مقابل ہوں با تیغ و گرز و خدنگ ۔ کروں غرق خون میں اوسی بیدرنگ
سوا اسکی جتنی ہیں گردن فراز ۔ دلیرانہ ساتھ اوسکی ہوں رزم ساز
دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر ۔ تو جو دل میں آوے کہیں نامور
ولی رستم گرد جنگ آزما ۔ سراپردہ میں جب کہ اپنی گیا
عماری تو اسوقت تیار کر ۔ کہ ہو صبحدم میں شتابان وہاں
بلاؤں میں ہاں جا کی سیمرغ کو ۔ شتابی ہوں سیمرغ سی چارہ جو
دلیران ایران یہ سنکر خبر ۔ دوان پیش رستم گئی سر بسر
نہ ٹہری یہاں گر تو ای پہلوان ۔ تو قائم رہی پھر کوئی جوان
تہمتن نی پھر بادل دردمند ۔ کہا یونکہ زیر سپہر بلند
مجھی صبح میدان میں آنکس ۔ کری جب طلب برزو کینہ ور
ہوا زخم کاری سی بیکار میں ۔ سوی خانہ جاتا ہوں ناچار میں
پہاڑ تنی میں پہنچی خبر یہ وہاں ۔ کہ آیا فرامرز جنگی جوان
بغل میں لیا پیلتن نی وہیں ۔ دی لی بوسی بالای چشم و جبین
تو پہنچی مجھی راہ میں یہ خبر ۔ کہ برزو سپہ لیکی آیا ادہر
فرامرز سی جب سنا یہ سخن ۔ لگا کہنی تب رستم پیلتن
دم صبح پھر برزوی کینہ ور ۔ پکارا اسوی رزمگہ آن کر
فرامرز سی رستم پیلتن ۔ یہ بولا کہ ای مرد لشکر شکن
یہ برزو سی کہنا کہ ہو تم ہی مرد ۔ ہوا تھا جو کل تجھ سی گرم نبرد
جو دیکھا تو گرگین بھی ہاں عزم جنگ ۔ ولی دور سی دراتا ہی خدنگ

مجھی بخت برزو نی عاجز کیا ۔ نہیں مجکو مقدور پیکار کا
فرامرز سی میرا دلاور پسر ۔ یہاں ای جہاندار ہوتا اگر
وہ بھی ہاں ہندیسی ہی گرم جنگ ۔ یہ داں ہیں اک گرد کو بیدرنگ
نہ پہنچی فرامرز یہاں جب تلک ۔ بہم جنگ سی ہو توقف ہو تب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو ۔ لگا کہنی یوں خسرو نامجو
سنا اسنی کہ دن شگفتہ اوسکا جگر ۔ ملاؤں نہ خاک و خون زرد و تر
گیا اسکی گودرز نی یہ سخن ۔ کہ ای خسرو خسروان زمن
مبارک ہو شہ کو شب و روز رزم ۔ کہ حاضر ہیں ہندی پی جنگ و رزم
کری جنگ برزو سی گیو و ہجیر ۔ ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین ۔ کریں جا کی برزو سی یہ رزم کین
کہا شہ سی گودرز نی اسطرح ۔ کہ مجھی کیا اب بیان جسطرح
زوارہ سی بولا کہ ای بھائی جان ۔ ارادہ ہی میرا سوی سیستان
پہنچکر وہاں زال سی ملون ۔ سر دوست کا اپنی درمان کرن
زوارہ نی سب کیا یہ بیان ۔ کہ ہی عزم رستم سوی سیستان
لگا کہنی ہر ایک اہی پیلتن ۔ ترا ہی سبب ہے یہ انجمن
ذرا یہاں سی جنبش نکر زینہار ۔ یہاں کہ تو پائی ثبات و استوار
بسر ہو گیا بس مرا وقت جنگ ۔ فلک نی کیا مجکو اب جا تنگ
کروں جنگ کیا دست اشکستہ ہے ۔ نہ کام کیا زخمی و خستہ ہے
یہ سنکر لگی رونی سب نامدار ۔ تہمتن بہی وسدم ہوا اشکبار
ہوا درد دل سی الم سر بسر ۔ ہوا شاد رستم اوسی دیکھکر
فرامرز بولا کہ ای پہلوان ۔ ہوا میں جو ہندوستان سی روان
یہ سنکر وہانسی ہوا میں روان ۔ غرض کر کی یلغار پہنچا یہاں
تو آرام کر جا سوی خیمہ گاہ ۔ کہ تا دور ہو سب سفر رنج راہ
کہ آوی مری سامنی کوئی مرد ۔ گیا سنکی گرگین برائی نبرد
مرا سر بسر لیکی ساز و یراق ۔ تو جا سوی میدان ای پیلتاق
دیا سب نشان جنگ دیرینہ کو ۔ سو الغرض خوش یہ ہو گیا
فرامرز پھر پیش خسرو گیا ۔ خوشی سی ہیں بوس حاصل کیا

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کر کے توسن پل زورمند
فرامرز تھا بسکہ چون فیل مست
سوی جنگ آیا تو با صد طرب
تہی ساتہ کل کر کے ہین کارزار
سنے اوسکی برزو نے آواز جب
ولیکن جو دیکھون نہین کسکی غور
ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دی سب نشان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جب کہ نام یل ارجمند
پیاپے جو تھی ضرب بالای سر
ہوئے ریزہ ریزہ ہوا اوسکی سپر
اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند
ہوی حملہ آور جو تورانیان
بدست دگر گرز کوپان وتان
تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
سواروں نے جب جہد فراوان کیا
کہ پہنچے ہین وہ شیر کی تا اسیر
کمند اب مجھے دیکے ہو گرم جنگ
ہوا دشت مین اسقدر کشت و خون
بہنگام شب پیش افراسیاب
ہوا شاد کیخسرو نامور
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سوی خانہ رستم اوسی لیگیا

شتابی تو برزو سے ہو جنگجو
یہ برزو سے بولا بیانگ بلند
درشت و تنومند و چیست دلیر
مگر سیر ہی جان سے ہے تو اب
گیا جب ہوا رات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب
تو پایا ہون آواز ترکیب اور یہ
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد
تمیز و خرد سے تھا بیگانہ سے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد
مقابل نہین سکے شیر ژیان
تو برزو ہوا سخت اندیشمند
تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر
پریشان ہوا زخم سے سر بسر
ولی یہ نہ منظور زنہار تھا
ولی شاہ توران ہوا دردمند
تو پہنچے ادہر سے بہی ایرانیان
چپ و راست جون تنگ آہنگران
کہ برزو مبادا کہین ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بہی ہان کیا
کہ دونو تہے پیل افگن شیر گیر
تو کر قافیہ جا کے ترکو نکا تنگ
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون
کہا جاکے پیران نے شاہا شتاب
لگی تہنیت دینے فتح و ظفر
سر خون سے گذرا و شاہ جہان
فرامرز سے پہر یہ کہنے لگا

مبادا کہ گرکین ہو شتہ وہان
نہین ہم نبرد آئے ان سے آ
ہوا مست برزو اوسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا شب کو با عیش و عشرت سحر
کہ اسپ و یراق و لباس جوان
نہین گرد دیروزہ ہے یہ بکمر
وہ ہرگز نہین تو ولی تیری یاس
وہی ہون کہ تجکو کیا تہا زبون
لگا کہنے پہر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران
کہ برزو کرے زخم اوسپر ہا
زمین پہ گرا برزو زورمند
یہ چاہا کہ لیجاے کر کے اسیر
سواروں سے بولا یہ افراسیاب
سفو زور دست یل ارجمند
پہر اتنے مین پہنچا بمانند باد
رہا کر وہین سست بستہ کمند
بہت سخت ور آزمائی ہوئے
زوارہ نے وہین فرامرز کو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہر تابان ہوا جب نہان
تو اب پہانسے لی ملک توران کی راہ
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ
لگا کہنے رستم سے یہ شہریار
کہ لیجا اسے سوے زابلستان

یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آنکہ مجہسے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرونکو ہے رزمگہ بزمگاہ
مجہے دوش خوشی کا ہے اب تک اثر
وہی ہے جو دیروز تہا بیگمان
تو بولا وہین برزوے کینہ ور
مقرر اوسیکا ہے یہ سب لباس
کرونگا غرض آج مین غرق خون
ترا نام کیا اے یل نامجو
بجز جنگ شیران نہین اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز وہان
حفاظت مین اپنی مصروف تھا
فرامرز نے پہر رہا کی کمند
حضور خداوند تاج و سریر
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب
کہ یکدست سے کہینچتا تہا کمند
سوی رزمگہ رستم شیرزاد
کیا اوسنے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کی لیکن رہائی ہوئے
کہا یونکہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار مانند شیر
گئے تب سوی خیمہ جنگ آوران
یہ سنکر روانہ ہوئے سب سپاہ
ولی پہلوان رستم نیکخواہ
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان

دوالی جام سمندان و روین تن
کمر سی کیا بستہ از روی کین

لگی زور کرنی بجوش و خروش
بہنگام کشتی ہوئی سخت کوش

ہوئی پھر وہ آپس میں ہم رزم ساز
مثال دلیران گردن فراز

تہمتن کے توسن نے وقت ستیز
روان جب کیا رخش دندان تیز

تو برزو کا بھاگا وہیں دم دیا
وہ برزو کو بھی کھینچ کے لے چلا

یہ تھی خواہش برزو رزم ساز
کہ چھوڑی ذرا رستم سرفراز

گرو دن تا کہ رام اسپ کو زود تر
ولیکن تہمتن نے چھوڑی کمر

زمین پہ گرا برزو انجام کار
شتابی سے پھر رستم نامدار

چڑھا اوسکی چھاتی پہ تا بیدریغ
کری اوسکی سر کو جدا کھینچ تیغ

وہیں مادر برزو پہلوان
لگی کہنی رستم سی کر کی فغان

کہ سہراب کا یہ جوان ہی پسر
نبیرہ یہ تیرا ہی ای نامور

تو برزو کو مت قتل کر زینہار
ذرا دل میں کر خوف پروردگار

وہ بولا کہ باطل ہی تیرا سخن
یہ بولی کہ ای رستم پیلتن

گرانمایہ خاتم زر ناب کے
نشانی میں کہتی ہوں سہراب کے

یہ کہکر نکالی وہ انگشتری
نگین فروزندہ چون مشتری

ہوا دیکھکر شاد وہ نامجو
بغل میں لیا برزو گرد کو

گرا پاؤن پہ از سر انکسار
بفرط خوشی برزو نامدار

پھر آئی بہم با دل شادمان
روان ہوگئی وہانسی سیستان

کیا ایک برپا تہمتن نے تخت
کہ بیٹھا وہاں برزو نیکبخت

ملایا اوسی زال سی بعد ازان
ہوا دیکھکر زال زر شادمان

بصد شادمانی ہوا ہمکنار
کیا سر پہ اوسکی بہت زر نثار

مہیا کیا جشن عیش و طرب
نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہر کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ توران جو کھا کر شکست
دلیران ایران ہوئی چیرہ دست

ہوا تھا جو پیدا انجمن زیر
تو اس غم سی افراسیاب دلیر

شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا
تحیر میں تمثال تصویر تھا

زن گلبدن ایک سوسن بنام
کہ رامشگری میں تھی مشہور عام

یہ بولی کہ میں ای شہ نامجو
نہیں صرف رامشگر و نغمہ گو

مجھے علم جادوگری بھی ہی یاد
زمانی میں اس فن کی ہون اوستاد

تہمتن کی آگی کہ ہی شیر مست
نہیں پیش جاتا اگر زور دست

تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا
کرون تن سی رستم کی سر کو جدا

ملاؤن فرامرز کو خاک میں
دلیروں کو لاؤن میں فتراک میں

پذیرا لگا تھا افراسیاب
ولیکن زن ساحرہ نے شتاب

فسون سازی اپنی دکھا کی اوسے
طرف اسکے ایران سے لائی اوسے

زر و مال و اسباب جو کچھ کہا
سپہدار توران نی اوسکو دیا

وہ ہوشیار سی رخصت شاہ پا کی
روانہ سوی ملک ایران ہوئی

یل جنگی اک اوسکی ہمرہ گیا
کہ تھا پیلسم نام اوس گرد کا

وہ جب ملک میں پہنچی ایران کی
تو بستی میں پھر ابلستان کی

بنائی سرا ایک و قلعہ ایک
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک

مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
تو سوسن کھلاتی تھی اوسکو طعام

غرض تب مسافر نوازی کی سب
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب

مہیا تھی میوہ و چنگ و رود
شراب و کباب و رباب و سرود

مسافر نوازی تھی ہر گز نہ وہان
کہ نیرنگ سازی تھی وہ بیگمان

ذرا جا کی اسنی اک روز کا
کہ رستم کی گھر جشن شاہانہ تھا

وہان گیو و گودرز جنگی سوار
یل بیژن و طوس عالی تبار

دلیران ایران سے تھے تمام
مہیا سرود و می و رود و جام

تھی آراستہ محفل دوستان
قرین مسرت تھی ہر دو جوان

ہمہ طوس و گودرز میں تھا عناد
لگی کرنی وہاں گفتگوی فساد

زبان پر جو اوس وقت گفتار تھی
سو نالائق و سخت و دشوار تھی

اب طوس نے خنجر از روی کین
رہام دلاور نی اوٹھ کر وہین

کف طوس سے چھین خنجر لیا
وہانسی خفا ہو کی طوس اوٹھ گیا

رہام دلاور پہ غصہ کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نامجو
مناسب یہ ہے مین بھی جاؤن وہان
تہمتن ہے پھر رستم نامجو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہونے نہ دیجو بہم کارزار
پسندیدہ یہ ہے کہ اب جاؤن وہین
پھر آتا ہون اب سوی آغاز کار
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مردمان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
اوترا اسپ سے وہ دل شادمان
لگا کہنے اوس سے کہ اے دوستان
کہ تہا مرد سوداگر خوش سیر
جہانسے جو ان لیگیا رخت جب
خطر سے مین اوسکی گریزان ہوئے
جوان دلاور نے دل مین کہا
غرض بیٹھ کر طوس وہان لیجا اب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لیگیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہنچا وہان وہ سری زرزار
تو چل اب تر دے نشاط و سرور
پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین شیر یل نامور
رکھی قلعہ مین اونکی پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا

یہ پھر بیژن و پہلوانسے کہا
کہ طوس دلاور کو اے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہین تندخو
کہ دونو کو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تمہا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملکزادہ کو ساتھ لی آؤن مین
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے نو ساختہ
لگی کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تو یہ اوسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تھی اپنی ذرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اوسکی گھر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سوی ملک ایران شتابان ہوئے
کہ خسرو کی لائق ہے یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اوسکی بیٹی شتر
پھر اتنے مین گودرز زور آزما
رکھا اوسنے بھی قیدگہ مین قدم
ہوا فرمانسے وہ پریشان حال
خداوند جہان سے اکے حضور
نہ ساتھ اوسکی ہرگز گیا پیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر
یہ سنکر وہین وہ یل ارجمند
خبر وہانکی دریافت کر کے تو لا

تمہین جانتا کیا تو رستم یہان
تو اب جا کے لی آ شتابان یہان
مبادا کہ وہان کھینچکر تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لی اجازت ادہر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہوکے مانند باد
روان ہوکے پھر طوس پہنچا وہان
پکاتی ہین باورچیان وہان طعام
زن تاجر آئی ہے تورانسے ایک
کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجھکو کرے
پے خسر نامجو آئی یہان
اسی پہلوون پیش شاہ جہان
ہوا بیخود و مست بیہوش جب
گیا پیش اوسکے تو وہ بیٹھی وہان
ہوئی جا کے پھر گیو بیژن سے قید
گئی لوگ سوسن کے پھر پیش زال
می و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یہان
کہ یہ زن ہے مکارہ اے پہلوان
ہوا پر غضب اوسپر ایک شخص کو
گیا اور گھوڑونکو پہچان کر

کہ لازم ہے دلجوئی مہمان
ہوا سنکے گودرز وہین شادمان
بہم ہو وہین کہتے ہے گرم ستیز
ولی ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وہان طوس تنہا ہے اے نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس جوان
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیک نام
کہ رکھی ہے وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یہان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجھکو مسرور و شادان کیا
مرا مال لی خوار مجھکو کرے
رہون اوسکی خدمت مین تا جاودان
کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان
کمینگاہ سے بہلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمان سرا تھا وہ تھا دام کمین
یہ بولی کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہووے مطلوب مجھ سے دیجئے
کچھ افسوس خالی نہین یہ مکان
کسی چارگر داوسنے غائب یہان
کہ تھا چاکر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اوسنے سب آنکر

یہ بہزال زر فی ارادہ کیا
کہ دیکھی زمین ساحرہ کو سزا

گیا گرز لیکر پیل کینہ جو
وہان جا کی توڑا در قلعہ کو

بوقت وغا سوی زابلستان
کسیکو کیا زال زر فی روان

یہ بولی فرامرز سی مرد مان
کہ دروازہ قلعی کی آئی جوان

کہا زال سی تو کناری تو جا
تو بیژن پیلسم سی ہوتن خاش جو

سر شام تک یان ہی کارزار
ہوئی جنگ سو توفت انجام کار

تہمتن نی بہیجا فرامرز کو
شتابی سوی خسرو نامجو

در قلعہ پہ آنکہ بعد ازان
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان

ہوئی بارش تیر وہان ہر جگہ
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

ہوئی کہینچکہ تیغ پہر رزم ساز
غرض شام تک ہر دو گردن فراز

گیا جب سوی کوہ مہر منیر
ہوئی تب یلان جا کی آرام گیر

ہوئی دور سی ایک گرد آشکار
ہوا یہ پدیدار انجام کار

کہ بیژن چہ پیلسم سی کن کارزار
تو جا سوی سالار توران دیار

ہوئی گرم کین رستم و پیلسم
بستان ہزبران جنگی بہم

ہوئی رستم و زال پہر بعد ازان
سوی لشکر شاہ توران وہ ان

ولی برزو و رستم و زال زر
حیدہ ہر حملہ کرتی تہی جون شیر نر

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پہر قلعی سی وہ زن حیلہ گر

پہر اتنی مین کیخسرو نامور
سپہ لیکی پہنچا بصد کر و فر

سواران ایران فی وہان آنکہ
لیی گہیر ترکان وہان سر بسر

ہوا بیدل اس وقت افراسیاب
کہ ترکونکو پیکار کی تہی تاب

گئی بار کہائی ہی تو نی شکست
نہین بیش جاتا ہی کچہ زور دست

سرا بندہ زن تجہی جو کہا
وہ افسوس تونی پذیرا کیا

سپہدار فی سنکی پاسخ دیا
کہ ہونا تہا جو کچہ ہوا چارہ کیا

لگا کہنی پیران سی ای شہریار
گرامی مرد دانشور و ہوشیار

یہ کہنکر دوان کر کی گہوڑا شتاب
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب

مناسب ہی میدان تی آوی اگر
سپہدار کیخسرو نامور

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
او ترہ فیل سی سپہ پہر سوار

گریزان ہوئی وہان سی وہ حیلہ گر
گئی قلعی مین با دل پر خطر

مقابل ہوا زال کی پیلسم
لگی چلنی گرز گران دمبدم

کہ پہنچا وہی رستم کو جلدی خبر
وہین پہر فرامرز پہنچا ادہر

دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد
یہ سنکر گیا وہ وہین شیر مرد

لگی کرنی پہر وہین باہم نبرد
فرامرز او پیلسم ہر دو مرد

سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا پیل تن پہنچی وہان

شتابان ہوا وہ پیل نامجو
کہ پہنچا وہی جا کہ پیسکو خبر

کہ اتنی پیلسم آ گیا ہو گرم جنگ
وہ پہنچا وہین لیکی گرز و خدنگ

ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
لگی چلنی پہر ضرب گرز گران

رہی گرم پیکار مانند شیر
نہ آیا ولی آسیب کوئی زرہ

سحر پیلسم سی ہوا ہم نبرد
دلیر جوان برزوی شیر مرد

کہ آیا سپہ لیکی افراسیاب
تہمتن یہ برزو سی بولا شتاب

پی جنگ برزو گیا پہر شتاب
سوی لشکر شاہ افراسیاب

تہمتن کے پہر ہاتہ سی بیدرنگ
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ

تو آ گہر وانکی سواران ترک
لگی ڈالنی تیر اگر وان ترک

تو ملتی تہی صد ہا تہ خون و خاک
بہت ترک ہوتی تہی او سدم ہلاک

گریزان ہوے لشکر مین داخل ہوے
رہائی اوسی غم سی حاصل ہوئے

جب آیا جہاندار فرخ نہاد
ہوئی برزو و رستم و زال شاد

برسنی لگی ہر طرف سی خدنگ
سواران توران ہوئی سخت تنگ

درشتی سی پیران و پیسہ و ہومان
یہ بولا کہ ای شاہ توران زمین

ترا ملک برباد یکسر ہوا
نہ میرا سخن کچہ موثر ہوا

کیا جان کو اپنی برباد ہائی
ہوئی عقل گشتہ یکدست ولی

وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
مگر کیجیی اتنی جنگ گریز

کہان تک مین جنگ گریزان کرون
یہ بہتر ہی میدان سی جائین ان دو

کہ ضائع ہو واسطی اب سپاہ
کہ یہ خلق کوس لیی ہم تباہ

مری ساتہ ہو آنکی رزم خواہ
خدا فتح دی جسکو ہو بادشاہ

شتابان ہوا سوی افراسیاب
ولی نامداران نی اکر شتاب

پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
کہ ای شاہِ شاہان کشور کشا

پہر اتنی مین پہنچا تہمتن یہان
تہمتن سی شہ نی کیا یہ بیان

کہ ہی وہ تنومند چالاک و چست
فنون و ہنر مین نہایت درست

بہت جہد و کوشش سی نزد وغا
رہا غالب اوس پر بفضل خدا

بعیاری آخر وہ زور آزما
رہا میری پنجی سی ہو کر گیا

سوا اسکی موئین نہ منہ زیر تہار
فرامرز و برزوی جنگی سوار

کہ باندہی کمر سوی پیکار و کین
ہوا اسنکی خسرو بہت خشمگین

نجان بر ہوون تیغ کا ان جنگ آزما
نہ ہو شیر پنجی سی میری رہا

یہ کہکر کیا شاہ نی وہین عزم رزم
کہ توسن کو کہنچی وان بہر رزم

کہ پہلی مجہی قتل یہان کیجیی
دوان اسپ کو بعد ازان کیجیی

سر اپنا رکہا شاہ کی پاؤن تک
لگا کہنی خنجر وہین کہینچکر

دلیران جنگی ہین یہا جسقدر
کہا ما ہی ہر اک پہ اپنا ہنر

مری تن مین ہی جب تلک جان زار
نکر عزم پیکار تو زینہار

کیا عجز برزو نی جب اسقدر
ہوا نرم تب خسرو نامور

نہایت ہی شیرین زبان ہی جوان
سخنگوی خوش سیرت خوش بیان

لگا کہنی برزو سی پہر بادشاہ
کہ سالار توران سی ہو کینہ خواہ

شتابان ہوا سوی افراسیاب
خروشندہ مانند دریای آب

لگا کہنی برزو سی ای بد نہاد
نہین ہی مگر تجکو یہ بات یاد

سکہائی ہنر پہلوانی کی سب
نہین شرم آتی تجہی ہی غضب

کہان اب گیا خسرو نامدار
کہ آیا نہ اس دم پی کارزار

مجہی ہی تری جنگ سی عار و ننگ
تو پہر جا یہان سی نکر عزم جنگ

یہ برزو نی اوس وقت پاسخ دیا
کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا

سیاوش یہان لیگیا تہا پناہ
اوسی قتل تو نی کیا بیگناہ

نمکخوار تیرا رہا جب تلک
ادا حق نمک کا کیا تب تلک

تری ساتہ کیونکہ نہوون نمک خواہ
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ

سپہدار افراسیاب دلیر
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر

کہ اک زخم سی تیرے اب نہار
رہیگا نہ میدانمین تو پایدار

نہین مصلحت یہ جو میدانمین تو
سپہدار توران سی ہو جنگجو

کہ لیتا ہون اب جا کی خون پدر
یہ سنکر لگا کہنی وہ نامور

کئی بار سکی مین ساتہ اوسکی جنگ
مقابل ہوا لیکی گرز و خدنگ

ولی کر سکا مین نہ ای بادشاہ
اوسی واسطی پند میدانمین گاہ

اگر اب وہ رکہتا ہی پہر عزم جنگ
تو میدانمین جاتا ہون مین بی درنگ

یہ جنگی سواران ہین یہا جب تلک
مناسب نہین شاہ کو تب تلک

یہ بولا سیاوش کا ہو نہین پسر
دلیر و جوانمرد و صاحب ہنر

اگر کوہ آہن ہو افراسیاب
کرون تیغ برانسی دریای آب

تہمتن نی مضبوط پکڑی عنان
کیا عرض پہر ہو کے گریہ کنان

ہوا اسقدر ستم پہ شاہ جہان
پہ اتنی مین برزو بہی آیا وہان

کہ سر کو کرون اپنی تن سی جدا
مرا خون گردن پہ تیری شہا

ذرا اب تماشا مرا دیکہ تو
کہ ہون شاہ توران سی مین جنگجو

جو میدانمین ہو کار سر انجام
تو مختار ہی پہر شہ ذو الکرام

لگا کہنی تب خسرو پاک تن
کہ ای نامداران ایران زمین

مری آتش خشم کی اسنی سرد
نبیرہ ہی رستم کا بیشک یہ مرد

بفرمان شاہنشہ نامدار
وہین ہو کی توسن پہ برزو سوار

جو برزو کو دیکہا کہ ہی کینہ خواہ
تو سالار توران نی کہینچی اک آہ

کیا پرورش نی کیونکر تجہی
کیا نامداروں سی برتر تجہی

کہ اب یون لڑانہ میدانمین تو
ہوا آنکی مجہسی پیکار جو

مگر شیر مردون سی وہ ڈر گیا
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا

کہ نا خسرو اب آکی ہو گرم رزم
تہون خسروان مین یعنی جو بازرم

ولیکن تو ہی شاہ بیداد گر
ستمگار پیمان شکن بد سیر

روا قتل ہی تجہسی بدعہد کا
کہ پیمان شکن ہی عدوی خدا

اور اب ہون نمکخوار اوس شاہ کا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا

یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
اوٹہا گرز مانند پیل دمان

لگا کہنی جون پیل مستی نکر
مری آگی تو پیشدستی نکر

ہزار آفرین تجہسی اگر پہلوان
کرون قتل اکدم مین سبکو یہان

کمان لیکی پھر شاہ نی بیدرنگ ۔ روان سوی برزو کیا اک خدنگ
گذر کر گیا اوسکی جوشن سی تیر ۔ ہوا خستہ پہلوی مرد دلیر
ولی دو ہین سنبھا وہ جنگی جوان ۔ کری تار بازخم گرز گران
سپہدار توران ہنرمند تہا ۔ ہنر سی وہ ضربین بچانی لگا
پڑی جب کہ یکبارہ ضرب گرز ۔ تو برزو نی موقوف کی حرب گرز
ہوئی رزم جو لیکی تیر و کمان ۔ وہ شاہ دلاور یہ جنگی جوان
ولی شست سی جو نکلتا تہا تیر ۔ سپر سو یقینی تہی دونو دلیر
ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین ۔ دلیرانہ سالار توران زمین
مقابل ہوا لیکی گرز گران ۔ یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہان
کہا شاہ سی یونکہ ہان زینہار ۔ نہ یہ قصد کر ای شہ نامدار
نہوگا تو عہدہ برا گرز سے ۔ کہ برزو نہین کم ہی البرز سے
وہ بولا کہ اب دلمین آئی نبرد ۔ فزون تر ہی خسرو سی برزو کا درد
کہ ہی دشمن تازہ یہ پہلوان ۔ کیا سنکی ہومان نے پھر یہ بیان
کہ سید انہین گر کشتہ ہو سپہدار ۔ تو نام آوری کچھ نہین زینہار
مبادا اگر تجکو پہنچی گزند ۔ خرابی ہو پھر ای شہ ارجمند
جو کچھ گرد ہومان نی ظاہر کیا ۔ وہی حرف پیران نی شہ سی کہا
یہ لشکر کو شہ نی کہا پھر کہ آب ۔ دلیرانہ حملہ کنان ہوگی سب
کرو قتل بدخواہ کو پا اسیر ۔ رہائی نپاوی یہ گرد دلیر
ہوئی حملہ آور ہزاران سپاہ ۔ لیا گھیر برزو کو انجام کار
پیاپی کئی زخم او سپہ نہ رہا ۔ ولی زین پہ قایم دلاور رہا
یہ احوال دیکھا تو آئی دوان ۔ فرامرز و رستم بفوج گران
بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوی ۔ روان نیزہ و تیر و خنجر ہوی
بآواز شمشیر و گرز گران ۔ ہوا دشت بازار آہنگران
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا ۔ کہ دریا سی خون جملہ ہامون ہوا
پھر آتی ہین کیخسرو شیر گیر ۔ شہ نامور شہسوار دلیر
نکل قلب سی مثل شیر ژیان ۔ گیا پھر اعدا مین برزو وہان
جہاندار پہنچا جو برزو کی پاس ۔ تو یکدست ترکان ہوی بیحواس
گریزان ہوا وہین افراسیاب ۔ ہوا خسرو نامور فتحیاب
یہ چاہی تہا کیخسرو نامدار ۔ کہ دنبال سالار توران و یار
شتابان ہوی پیر رستم پہلوان ۔ لگا کہنی ای بادشاہ جہان
یہی آرزو اور تمنای دل ۔ کہ زابلستان یہانسی ہی متصل
وہان آپ تشریف لیجاو ۔ سرفراز بندہ کو اپنی کرو
ہوا پھر روان سوی زابلستان ۔ جہاندار خسرو بصد فرو شان
رہا جا کی یکہفتہ رستم کی گہر ۔ ہوا شادمان رستم نامور
کیا پیشکش مال و اسباب و گنج ۔ تہمتن نی خسرو کو بیدرد و رنج
گزارش کیا پھر کہ ای بادشاہ ۔ ہوا چار صد سالہ یہ نیکخواہ
زر و دی عنایت ہو فرمان اگر ۔ تو ہین چند مدت ہون اپنی گہر
فرامرز و برزو ہین ہر کامیاب ۔ یہ سنکر جہاندار گردون جناب
یہ بولا کہ اب شوق سی رہ یہان ۔ ولیکن تعہد وقت آنا وہان
بالطاف و کرم برزو گرد کو ۔ دیا شہ نی عہدہ وہی شاد ہو
کہا یونکہ یان رکھیو تر روی داد ۔ تو ملک رعیت کو آباد و شاد
فرامرز کو دیکی ہندوستان ۔ گیا خرم و خوشدل و شادمان
بجاہ و حشم پھر سوی تختگاہ ۔ روانہ ہوا زابلستانسی شاہ
بصد خوبی و خرمی شہ سی ۔ ہوا رونق افزای کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران وہومان با فوج گران مقابل پہلوانان ایران و کشتہ شدن پیران وہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کی کی گودرز کو ایکروز ۔ لگا کہنی کیخسرو نیک روز
کہ لیکر سپہ رستم نامدار ۔ سوی ملک توران گیا چند بار

کیا نامداران توران کو پست ‌ ‌ پھر اشاہ توران کو دی شکست
بدانیش فی کی ہی پھر جمع فوج ‌ ‌ پہنچ کر شتابی سی مانند موج
فرامرز سی یہ جب کہا بعد ازان ‌ ‌ کہ تو جا کی اب جلد سی ہندوستان
کہ توران میں گودرز جب پہنچی ہان ‌ ‌ بہم ہو کی ملحق وہ فوج گران
سپہ لیکی گودرز جنگی سوار ‌ ‌ روانہ ہوا سوی توران دیار
سنی شاہ توران نی جب یہ خبر ‌ ‌ سپہ لیکی ہومان کو تب زود تر
دو لشکر مقابل ہوئی آ کی جب ‌ ‌ ہوا گرم بازار پیکار تب
مقابل ہوا بیژن نامدار ‌ ‌ ہوئی گرم پیکار دو نو سوار
سواران ترکان پریشان ہوئے ‌ ‌ سوی فوج پیران گریزان ہوئے
کہ ہومان نی آ کر جو کی ہمسری جنگ ‌ ‌ تو بیدا انہین کشتہ ہوا بیدرنگ
اب آتا ہی پیران بصد فروشان ‌ ‌ لیی ساتہ جنگی سپاہ گران
جہاندار خسرو نی پہر اور فوج ‌ ‌ روان پہر امداد کی مثل موج
ادہر پہر گودرز پیران ادہر ‌ ‌ مقابل وہ لشکر ہوئی آن کر
بہت جنگ تھی ہوئین تا دو سال ‌ ‌ ہوا سخت باہم جدال و قتال
کہ ایران و توران سی پہر مرد ‌ ‌ پہنچتا تہا وہان لشکر بی عدد
گئی فوج توران بحال خراب ‌ ‌ حضور سپہدار افراسیاب

اور اب ہی سی نوبت ای پہلوان ‌ ‌ سپاہ گران لیکی تو جا وہان
پراگندہ کر یکسر انبوہ کو ‌ ‌ کہ تا فتنہ کشور زمین بر پا نہو
تصرف مین لاتا ہو املاک کو ‌ ‌ رہ ہند ہی سوی چین آئیو
بتدبیر شایستہ و دلپذیر ‌ ‌ سپہدار توران کو کیجو اسیر
یل بیژن و طوس و گیو جوان ‌ ‌ گئی اوسکی ہمراہ با فروشان
روان سب ہی گودرز جنگی کیا ‌ ‌ عقب اوسکی پیران ویشہ گیا
گیا آپ ہومان سوی رزمگاہ ‌ ‌ کہ گردان ایران سی ہو کینہ خواہ
ہوا آخر کار ہومان ہلاک ‌ ‌ ملا ترک جنگی تہ خون و خاک
ہوا شاد گودرز جنگ آزما ‌ ‌ شہ نامور کو یہ اوسنی لکہا
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب ‌ ‌ دلیران غازی ہوئی فتحیاب
تہمتن اگر بہیجی امداد کو ‌ ‌ تو بہتر ہی ای خسرو نامجو
لکہا یہ تہمتن کو ای نامجو ‌ ‌ مددگار گودرز کا جا کی ہو
ہوئی گرم پرخاش از روی کین ‌ ‌ دلیران ایران و توران زمین
بہت قتل ہوتی تہی ہر روز جو ‌ ‌ نہوتا تہا کم لشکر جنگجو
ہوا کشتہ پیران بہ انجام کار ‌ ‌ ہوئی قتل وہان اور بہی نامدار
بیسر ہوئی فتح گودرز کو ‌ ‌ ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و باخسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو و بعد ازان با ہر دو لشکر محاربہ عظیم میان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نی جب یہ خبر ‌ ‌ کہ پیران و پیشر یل نامور
یہ سمجہا سپہدار شوریدہ حال ‌ ‌ کہ دولت کا میری آیا زوال
دل زار سی کہینچکر آہ سرد ‌ ‌ لگا کہنی یون شاہ با رنج و درد
ہوا غم سی پیرانکی بین سوگوار ‌ ‌ خوش آتی نہین زندگی زینہار
مجہی کام دنیا ہی چین سی ہی کیا ‌ ‌ زرہ اور جوشن ہی جا ہی قبا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر ‌ ‌ قسم کہائی اور چست باندہی کمر

ہوا کشتہ پیران انہین زیر گرد ‌ ‌ ہوا شاہ کی دل کو تب سخت درد
غم دل ہوا چشم گریان ہوئے ‌ ‌ بہت غم سی خاطر پریشان ہوئے
کہ پیران ہمارا تہا پشت و پناہ ‌ ‌ سپہدار سالار توران سپاہ
نہین خواہش تاج و اورنگ ہے ‌ ‌ کلاہ خود اور تخت پر ننگ ہے
نہ اون جب تلک شاہ ایرانسی کین ‌ ‌ مجہی خواب و آرام ہرگز نہین
مگر فوج کی جمع کرنی بہن شاہ ‌ ‌ ہوا اودل سی مصروف شام و پگاہ

سنا فرزدۂ نصرت و فتح جب — ہوا خسرو نامور شاد تب
سمرقند مین اور بخارا مین بھی — تصرف کیا جا کی باصد خوشی
بٹھائی شہنشہ نی حاکم وہان — ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
کیا شاہ توران نی پھر عزم جزم — کہ خسرو سی کیجی دلیرانہ رزم
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ — اوسی شاہ توران نی دیکر سپاہ
شتابان ہوا لیکی یکصد ہزار — سواران شایستۂ کارزار
خردمند شہزادہ لہراسپ تھا — اوسی شہ نی سالار لشکر کیا
تہمتن بہی تہی ابل سی پہنچا وہین — ہوا شادمان خسرو پاک دین
اتالیق ہو جا کی اوسکا تو اب — خبردار رہ اوس سی ہر روز و شب
اگر تھی تو میری طرف سی خطا — ولی قتل پیران کو ناحق کیا
کیا پرورش اوسنی تجھکو تہا ہای — نہ آیا تجھی رحم زنہار وای
دلیران مری شیر غرندہ ہین — پلنگان و شیران کی درندہ ہین
یہ بہتر ہی اب آشتی ہو بہم — کہ تا خلق آسودہ ہو یکقلم
تو اقلیم توران سی جو سرزمین — جو چاہی تجھی دونمین پیچ و کمین
دلیران و گردان توران و بار — کرین چاکری تیری لیل و نہار
رہی سیر قالب مین جان جب تلک — نہین عہد سی مین پہرون تب تلک
کری کشتہ شیدا اگر تو مجھی — تو اقلیم توران مبارک تجھی
جو روز وغا مین نی مارا تجھی — تو جان آفرین کی قسم ہی مجھی
مری جنگ سی گر تجھی ہو خطر — کہ دیتا ہون مین تخت زر و گہر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ — تو گوشہ نشین ہونمین بیدرنگ
یہ ہی جسقدر تجھکو یکبست دون — نہ پہر مین سروکار ہرگز کہون
کہ بیجا تو اب پیش خسرو شتاب — دلیرانہ کیجو سوال و جواب
جو قابو ملا کچھ یہ بیرونی بخت — تو خسرو کو محفل مین لا پای تخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب — دیا نامہ شیدا کو اوسنی شتاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار — بجا لا کی پہر شکر پروردگار
ہوا صلح جو ہو کی عاجز کمال — ولیکن ہی مکارہ بدخصال
کرون جب تلک مین نہ اوسکو ہلاک — نہ کیون سیاوش سی سینہ ہو پاک

گذر آب جیحون سی شاہ جہان — خوشی سی ہوا سوی توران روان
گئی اور بہی شہر توران کی — ہوئی قبضی مین شاہ ایران کی
بسجادہ چشم خسرو کامیاب — ہوا فوج پیشین سی ملحق شتاب
بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب — فراہم کیا لشکر بیحساب
روانہ کیا سوی خسرو شتاب — عقب اوسکی پہر آپ افراسیاب
شہنشاہ نی جب سنی یہ خبر — سپاہ گران تب روان کی اودہر
شتابان ہوا آپ بہی اوس زمان — پی جنگ سالار تورانیان
لگا کہنی ای گرد فرخ خصال — سپہدار لہراسپ خردسال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا — تو یہ شاہ توران نی نامہ لکھا
نہ یہ جور تھا اوسپہ ہرگز روا — کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس — کہی لشکر بیکران تیری پاس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان — کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
جو باہم ہو قول و قسم استوار — کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
در و گنج و دیہیم اورنگ و زر — تری اسطی بہیجون اپنی نامور
سوا اسکی دایم مرا ایک پور — رہی تیری خدمت مین باصد سرور
اگر صلح تجکو نہ منظور ہو — تو ہو تجبھی تنہا تو پیکار جو
مری پور ہیون تیری تجکو سب — غلامی کرین تیری روز و شب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون — نہ زنہار کچھ دخل مین یا کرون
تو میری پسر سی کہ شیدا ہی نام — ستیزندہ ہوای شہ و الکرام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ — زر و نعمت و گنج و ملک و سپاہ
ہوا نامۂ شاہ تیار جب — کہا شاہ توران نی شیدا سی تب
یہ کی عرض شیدا نی ای نامدار — دل و جان سی ہو نہین تجپر نثار
کرون قتل مین کہینچکر تیغ کین — کرین کشتہ گو مجھکو مردم یہین
وہ لیکر روانہ ہوا بس اودہر — شہ نامور کو یہ پہنچی خبر
یہ بولا سپہدار افراسیاب — نہ لایا ستیزہ کی زنہار تاب
وغا اوسکی سینی مین لب پر سخن — مری دلمین ہین دبای کہن
غرض یہ سپہسالار توران دیار — جب آیا حضور شہ نامدار

تو لایا بجا داب و رسم نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
سکان اک بتایا برائی فرود
ہوا مہربان مجہپہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق ستمگار ہے
کہ مجہسی کر دیا کہ شیدا سے رزم
جو ہین اپنی سکو رخصت نکر تا قرین
دلیران یہ بولی کہ افراسیاب
لکہا نامہ یک تا بیدرنگ
کہ اک نامور نامدار وسی گر
تبہ ہو وین یکدست ایرانیان
کہا پہر یہ رستم نی ای تاجور
کہا شہ نی شیدا کو روز دگر
وہ بولا کہ ہی دلمین آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شادکام
لکہا یونکہ اب ای شہ کینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہے
تو ہی مثل شیر ژیان گرد و دلیر
تری شیدا نی مجہسی چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ تیار جب
ولیکن یہ شیدا اسی کہتا ضرور
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکی شیدا نی ای ہوشیار
مری ساتہ اگر تو کیجو نبرد
سحر گاہ شیدا ولاور سوار
لگا کہنی یون شیدہ نامدار
کیا نذر ہر چند شیدا نی یہ

ٹہہایا اوسی شہ نی با اہتمام
لگا کہنی تب خسرو ذو الکرام
گیا شیدا پہر سوی جائی فرود
زر و ملک و گوہر کری ہی عطا
ستمگار ہی مردم آزار ہے
نہ لیکن مدد کا کری گی عزم
تو کرتا روان مجہپہ شمشیر کین
مزد رہی ای شاہ گردن جناب
تو غیرت سی شیدا اسی گرم ہو جنگ
ہوا گم تو ہرگز نہین کچہ خطر
قیامت ہو پہر ایک پا یہان
سحر گاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجہکو ای نامور
کہ ای شاہ تو مجہسی ہو رزم جو
گیا شیدا وہان پہر جہان تہا مقام
رہا کچہ نہین درجہ گفتگو
اور اقبال و دولت مدد گار
تو مین ہون ہنر پر افگن و شیر گیر
نہین مین ہون نامرد گروہ ہی مرد
کہا شاہ نی گرد قارن سی تب
کہ اب باپ نی تیری ای بی شعور
کہا تہا جو شہ نی کیا وہ بیان
تو کل جا بہیو دیکہہ کارزار
مدد کو نہ پہنچی کوئی اور مرد
جو میدا نمین آیا پی کارزار
مجہی مثل کشتی ہی ای شہریار
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور

دلیرانہ شیدا نی کہولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
کیا نامدار و نکو شہ نی طلب
ولی اوسکی اس مہربانی پہ جا
اوسی خواہش صلح تہا نہین
غرض سرخ شیدا کی تہین پہر دو چشم
یہ خسرو نی کہکر ارادا کیا
نہین یکسی خالی اسکا سخن
اگر شیدا سی امید انہین ہو ہلاک
مبادا جو خسرو کو پہنچی گزند
نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
عقب اسکی نامی کا لکہکر جواب
کہا تو نی جو کچہ سو اوسکا جواب
کہا شہ نی اچہا تو رہ آج یہان
سپہدار توران کی پیغام کا
تو دیتا ہی جو گنج و توران دیار
تو اورنگ و دیہیم اقلیم و زر
خدا کی قسم مین تجہی بیدرنگ
سحر وہ ہی مین ہون اور تیغ تیز
کہ شیدا سی لیکن کسی شخص کو
نہ بہیجا تجہی یہان برائی پیام
سحر دیکہنا تو تماشا ذرا
یہ پہنچا تو خسرو کو میرا پیام
لگا کہنی قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور ہی تو مین
اوترا سپ سی پہر وہ دنو دلیر
جہاندار نی اوسکو از روی کین

پیام پدر وہان کیا سب بیان
یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنی اوسی یہ خسرو کہ آ
کہ ہرگز نہین سینہ کینی ہتی کو باک
یہ بہیجا پیام اوسنی از روی کین
نمایان تہا چہرہ سی آثار خشم
کہ ہو ساتہ شیدا کی جنگ آزما
جفا پیشہ ہی مثل چرخ کہن
تو اوسکی بلا سی نہین اوسکو باک
خرابی ہو پہر زیر چرخ بلند
نکر ساتہ شیدا کی ہرگز ستیز
روان کیجیو سوی افراسیاب
عقب تیری لاتا ہی رفقا شتاب
کرون تجہسی پیکار کل ای جوان
شہنشہ نی پاسخ جو تہا کیا
نہین چاہی کچہ مجہی زینہار
جو رکہتا ہی تو مہر اپنی بسر
کرون شستہ میدا نمین ہنگام جنگ
کرون ساتہ اوسکی مین تنہا ستیز
سوی شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر ای شہ ذو الکرام
کمک سی شہنشہ کو ہی ننگ و عار
گیا سامنی مثل شیر عرین
بہم گرم کشتی ہوئی مثل شیر
پکڑ گردن و پشت پٹکا دین

کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
ہوا غرق خون شیدہ نامور

کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدہ کی اب تن کو اے دمان

کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب

روان ہو گئی پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دیار

جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا

گئی وو وہین شیدہ کی ہمرہان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

سپہدار نے جب سُنی یہ خبر
گذشتہ ہوا شیدہ نامور

جہانسے ہوا ایک قلم ناامید
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید

نہ ہرگز لکھا نامہ کا کچھ جواب
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب

کیا دلمین ہرگز نہ صبر و قرار
کمر ہمت باندھی پے کارزار

سوی شاہ ایران پھر افراسیاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب

ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
نمایان وہان روز محشر ہوا

بہت جہد تورانیان نے کیا
کہ دلمین بھرا کینہ تہا شیدہ کا

لڑی ترک خونخوار دل کھولکر
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ
ہوا لشکر ترک آخر تباہ

نہ میدانمین اک گرد تورانکا
جہ دیدہ سپہدار توران رہا

یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان
بزور اوسکی مردم نے موڑی عنان

کیا آخر کار افراسیاب
سوی ریگ آمو بحال خراب

مظفر ہوا خسرو نامجو
لکھا مژدہ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را پیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب
گریزان سوی کشور چین شتاب

وہان سے بھی خسرو تعاقب کنان
شتابی سے پہنچا بفوج گران

بصد عجز خاقان نے بہیجا وہین
زر و گوہر و گنج و تاج و نگین

فرستادہ پیشکش لیکے جب
گیا پیش خسرو بفر و طرب

کہا تب یہ خسرو نے خاقان کو
کرے شاہ تورانکو چین سے بدر

تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ

فرستادہ پھر پیش خاقان گیا
پیام شہنشہ مفصل کہا

یہ گفتار سُنکر ہوا پر خطر
کیا شاہ تورانکو وہین بدر

گیا چین سے پھر سوی مکران زمین
عقب اوسکے پہنچا شہ پاک دین

وہانسے بھی لے وہ دشت فرار
کہ تا اب اقامت نہ تہی زینہار

جہان جاتا تہا شاہ افراسیاب
پہنچتا تہا وہان خسرو کامیاب

نہ پائی کہین اوسنے جائے قرار
کہ تہا اسکو خوف شہ نامدار

تا صف فوج ترکان ہوئی بیسپر
گرفتار آئے بہت نامور

نہ یک تن رہا شاہ تورانکے پاس
نہ ہمدم تہا کوئی بجز بیم و یاس

لگا پھرنے تہا بصد اضطراب
پریشان تہا وہ بیخور و خواب

سوی شہر بردع کوئی غار تہا
کہ تاریک مثل شب تار تہا

رہا جا کے وہان شاہ برگشتہ بخت
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت

ستم سے بانی کے ناشاد تہا
شب و روز سرگرم فریاد تہا

فریدونکی تہا نسل سے اک عزیز
ملکزادہ ہوم صاحب تمیز

سر دامن کوہ نزدیک غار
اقامت گزین تہا لیل و نہار

سنی شب کو آواز افراسیاب
اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب

جدہر سے کہ آتی تہی ہردم صدا
ادہر کو دئے کان اوسنے لگا

سنا یہ کہ کوئی بہ ترکی زبان
یہ کہتا ہے باچشم تر ہر زمان

کہ اے شاہ توران و ماچین و چین
کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین

کہان وہ دلیری و جاہ و حشم
فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم

کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ
سوی غار تاریک لایا پناہ

یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب
کرے ہے فغان بادو چشم پر آب

یہ تہا اوسکی سینہ سے دردمند
کہ پہنچا تہا کچھ اوسکو اوسسے گزند

پے انتقام اوسنے باندہی کمر
کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو آیا وہ وہین ہوم نزدیک غار

پکارا کہ ای شاہ افراسیاب
دعا تیری کیخسرو ہوئی مستجاب
خدا نی تری پاس بہیجا مجہی
کہ برلاؤں مقصد کرون خوش تجہی

تو آغار تاریک سی باہر آب
یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اوسی ہوم نی خوب پہچانکر
لگایا بزور ایک مشت آنکر

ہوا وہ سراسیمہ و پر الم
لگی ہونی کشتی وہان باہم
کیا شاہ توران نی گو زور سخت
ولی تہا نہ زنہار نیروی بخت

نہ ہرگز گیا پیش کچہ زور دست
کیا چرخ پر زور نی تا کہ پست
اوٹہا ہوم نی اوسکو پٹکا زمین
کیا پہر گرفتار از روی کین

زمانی کا ہرگز نہین اعتبار
کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کری نامدارونکو وہ مین تباہ
کری سربلندونکو یون پست آہ

تضرع کنان ہو کی بولا وہ یون
مری دست و بازو کیہی بستہ یون
بہلا مجہسی کیا تجکو پہنچا ضرر
کہا ہوم نی تو ہی بیدادگر

جہاندار نوذر شہ نامدار
سیاوش سپہدار عالی تبار
جوانمرد اغریرث پہلوان
سوا انکی تہی اور شہزادگان

مری سب بزرگان فرخ نہاد
کہ تہی نامدار و فریدون نژاد
اونہین قتل تونی کیا بیگناہ
نہ آیا تجہی رحم زنہار آہ

تری جور سی مین گریزان ہوا
سوی کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگرنہ مجہی بہی تو کرتا ہلاک
کہ ہرگز خدا کا نہ تہا تجکو باک

رہا آکی بالای کوہ بلند
کہ تا مجکو پہنچی نہ تجہسی گزند
دعائین مین کرتا تہا صبح و شام
کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم

رہی کچہ نہ تیرا نشان دہر مین
کہ تا جا کی آباد ہون شہر مین
جو چاہون تہا مجکو خدا نی دیا
تجہی اب گرفتار میرا کیا

ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان
کہ کیونکر تبہ ہو کی آیا یہان
بیان ماجرا اوسنی یکسر کیا
نشان خسرو نامور کا دیا

شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو
سوی شاہ جو لیکی بدخواہ کو
وہ بولا کہ تو مجکو یہان قتل کر
نہ لیجا حضور شہ نامور

پذیرا نہ اوسنی کیا یہ سخن
کشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو ارجمند
کیا لطف سی ہوم کو بہرہ مند

سر افراسیاب جفا پیشہ کا
کیا تیغ بران سی شہ نی جدا
ستمگار گرشیوز کینہ ور
کہ تہا قید مین اوسکو بہی دیر تر

کیا کشتۂ خنجر آبدار
ادا پہر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سی ای ذوالاکرام
لیا بدسگالونسی اب انتقام

جو تسخیر سب ملک توران ہوا
تو خسرو نی پہر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو
کہ توران مین تو ای یل نامجو

عمل اپنا کر شوکت و شان سی
بد اندیش ہون دور توران سی
بفتح و ظفر پہر شہ پاکدین
ہوا رونق افزای ایران زمین

جہاندار کاؤس کشور کشا
فزونی مسرت گیا پیشوا
خوشی سی بغلگیر باہم ہوئی
برنگ گل تازہ خرم ہوئی

کہا یون بہ امداد و لطف کریم
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم
مخالف سی کین سیاوش لیا
ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار
نہین ہی کسیکو بقا زینہار
گدا ہووی یا بادشاہ عزیز
کسیکو نہین ہی قضا سی گریز

جہاندار کاؤس انجم حشم
شتابان ہوا سوی ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار
رہا غم سی کاؤس کی سوگوار

سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا شکل خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
تو حاصل نمک نی کیا پائی بوس

ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ہوا اوسکی بخشش سی خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری
حقایق شناسی کرم گستری

ندی ہاتہ سی شاہ نی زینہار
رکہا عدل سی کام لیل و نہار
میسر ہوئی خلق کو ایمنی
ہوئی شہ کی دولت سی ہر دم غنی

پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال / رہا حکمران شاہ فرخ خصال
عبادت پہ مصروف پھر وہ ہوا / سوی حق پرستی وہ مائل ہوا
اسی خلافت سی کہا نہ کام / کیا اہلکارونکو مالک تمام
ہوا جبکہ شہنشہ نامدار / عبادت مین مشغول لیل و نہار
بزرگان ایران گئی پیش شاہ / یہ بولی کہ ای خسرو دین پناہ
نہ یکبار ہو تخت شاہی سی دور / کیا چاہیی سلطنت کی امور
کہ وہ حق پرستی مین شبکو بسر / کرو کار دنیا بوقت سحر
لگا کہنی خسرو ہوا اب مین پیر / نہین کچھ تمنای تاج و سریر
یہی آرزو میری شام و سحر / کہ دار الفنا سی کرون مین سفر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار / کہ مائل نہین دل بدہر زنہار
دلیران گردان ایران زمین / ہوئی سنکی دلگیر و اندوہگین
طلب رستم و زال زر کو کیا / مفصل یہ احوال انکو لکھا
یہ سنکر وہ ایرانمین آئی دوان / گئی پیش و اجملہ نام آوران
بیان نامدارون نی پھر یون کیا / کہ ای پہلوانان کشورکشا
خدا جانی خسرو کو اب کیا ہوا / کہ اورنگ شاہی سی تنہا ہوا
مقرر کیا ہی جدا اک مکان / شب و روز رہتا ہی خسرو وہان
نہین اوس مکانمین نہین بار ہی / نہین اوسکو ہمسی سروکار ہی
ہوئی اس حقیقت سی آگاہ جب / ہوا رستم و زال کو رنج تب
شتابان ہوئی سوی شاہ جہان / کیا آکی بیرون پردہ فغان
شہنشہ نی آواز سنکر شتاب / کیا اس مکانمین انہین باریاب
یہ پوچھا کہ کسطرح آئی یہان / وہ بولی کہ ای بادشاہ جہان
تری سنکی غفلت ہوا ہمکو غم / وہ وان آئی ہم بادل پر الم
کہا شہ نی یون کای یلان دلیر / ہوا مین تو دنیا و دولت سی سیر
مجھی قصد یزدان ستی ہی اب / عبادت مین مشغول ہون روز و شب
غرض جہد و کوشش ہی پیہم دمبدم / کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
یہ پاسخ دیا پھر کہ ای بادشاہ / جو ہی خواہش توشۂ زاد راہ
تو خیرات ہر روز و شب بھیجیی / فقیران مسکین کو زر دیجیی
عبادت سی بہتر ہی شاہ جہان / توجہ ہی لازم سوی مردمان
وہ بولا کہ مردم سی نفرت ہی اب / سنی غیب سی یہ صدا مینی جب
کہ نزدیک تر آئی ایام مرگ / مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
نصیحت ہوئی جبکہ کچھ کارگر / تو خاموش ہوئی رستم و زال زر
ولیکن یہ کہنی لگا زال گرد / کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد
یہی آرزو جی ہی یون التجا / کہ زنہار ہو نہین تجسی جدا
تری ساتھ مین بھی ہون گوشہ نشین / کرون یاد و ذکر جہان آفرین
شہنشہ نی سنکر یہ پاسخ دیا / کہ جای دگر یہانسی مین جانی لگا
کرون حق کو تفویض جان اسطرح / ہوئی غیب سی شب کو جسطرح
یہ سنکر وہ دونون یل نامور / برآمد ہوئی وہانسی باچشم تر
او نہین دیکہکر جملہ ایرانیان / لگی کرنی فریاد و شور و فغان
یہ زاری کی فریاد سنکر یہین / برآمد ہوا خسرو پاکدین
ہر اک کو شہنشہ نی کی دلدہی / کہا یونکہ غم سی کرو دل تہی
نہین چاہیی اسقدر درد و رنج / کہ ہی رفتنی یہ سرای سپنج
بھلا اب ہین شاہا ہمنشین کہان / جہان سی گئی ہم نہین جاودان
یہ کہکر وہین خیمہ باہر کیا / شبستان سی سوی بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت و دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نی روز دگر / کیئی جمع ایرانکی سب نامور
عطا کی انہین نعمت بیکران / ہر اک کو جہانمین کیا کامران
فقیران مسکین جو تہی شہر مین / کیا انکو شہ نی غنی دہر مین
بداد و دہش شاہ گیتی فروز / رہا دل سی مصروف تا ہفت روز
کیا شہ نی پھر ترک جاہ و حشم / رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم
ہوا اسکے فارغ شہ نامجو / دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

ہوا گردِ گودرز اوسکا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا گیو کو شہ نے سالارِ فوج
کہ دیکھا اوسے لائق کار فوج

کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور

لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
کہ اے سرفرازانِ ایران زمین

تمہارا ہی لہراسپ بادشاہ
اطاعت کرو اسکی شاہ و گداہ

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا

ہوئی یکسر آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہاں

فریبرز ہے پورِ کاؤس کے
سپہدار لہراسپ آمادہ ہے

جو موجود ہے پورِ فرخندہ بخت
تو پہنچے نہ دارا و کو تاج و تخت

سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
یہ لازم ہے ہمکو کہ شاہ و گداہ

کرین بندگی اسکی جون بندگان
یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان

کہ گر خاک کو تو کرے سرفراز
تو ہم سر جہکا دین وہی بے نیاز

کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر
خردمند و دانا و صاحب ہنر

شجاع و کریم و خلائق نواز
سزاوارِ شاہی ہے وہ سرفراز

یہ لہراسپ والا دہ ہوشنگ ہے
جوانمرد و با داد و فرہنگ ہے

کیا ہے سمجھ کر اوسے شہریار
کہ ہے بادل و عادل و ہوشیار

یہ تعریف لہراسپ کی فرخ نہاد
بزرگانِ ایران ہوئے سنکے شاد

پرستارِ شاہِ عالی تبار
دلیرانِ گردان نے کی اختیار

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جا اب سوئے شہر اے نامجو

مجھے خواب میں چشمہ آیا نظر
شتابندہ ہوتا ہوں یہاں سے اودہر

وہاں جاکے دونگا نہیں جانِ حزین
یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین

جب آ گئے گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو

ہوئی وقتِ رخصت وہ گریہ کنان
ہوا پیشتر وہاں سے خسرو روان

ولے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

نہ رخصت ہوئے اوس سے زنہار
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سرِ چشمہ جس دم کہ خسرو گیا
تو وہاں غسل شاہِ جہان نے کیا

کہا سب سے وقتِ جدائی ہے اب
خدا سے مجھے آشنائی ہے اب

سوی خانہ یہاں سے ان بہ شتاب
کہ ہوگی یہاں بارشِ برف و آب

چلی بادِ صرصر بہت تند و سخت
ہوئی برف سے کند یکسر درخت

یہ کہکر گیا چشمۂ آب میں
نشان پھر نہ شہ کا ملا آب میں

ہوا جبکہ خسرو وہاں ناپدید
تو سب نامداران ہوئے ناامید

پھرے ہانسے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یونکہ ہاں

توقف ذرا کر کے کھایا طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام

مگر گردِ گودرز فرخ سیر
روان اوس مکان سے ہوا پیشتر

طعام الغرض سب نے کھایا وہان
گئے خواب میں وہ گردن کشان

نمایاں ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارشِ برف پھر اسقدر

کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید

فریبرز و گستہم و طوس جوان
یل گیو اور بیژنِ پہلوان

سوا انکے بھی اور وہاں نامور
گئے ہمرہِ شاہ تھے جسقدر

ہمہ برف یکبارگی دب گئے
بسوئے جہانِ عدم سب گئے

کہیں منتظر گردِ گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہاں جب گیا

تو پھر اوسنے بھیجا کسیکو ادہر
کہ لیجائے نام آوران کی خبر

وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے یہاں
کہ مردہ ہیں سب زیرِ برفِ گران

یہ ہی رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد و گہ دردمند

کسیکو نہیں ہے جہاں میں قرار
پھرے ہے سدا گردشِ روزگار

اب آتا ہوں میں سوئے لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ

جلوسِ لہراسپ شاہ بر تختِ شاہی

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سرِ شہی پہ ہوا جلوہ گر

نہ دی ہاتھ سے رسمِ کیخسروی
رکھا خلق کو خوش بصد نیکوئی

کیا بسکہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگانِ ایران ہوئے شاد شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ شیدسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دونوں تھی دختر سی کاوس کے　کہ لہراسپ کے ساتہ منسوب تہی
دو فرزند تہی اور خاتون سے　خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر　دلاور جوان شاہزادہ زریر
ولیکن تہا ہشیار ہر کار مین　جوانمرد گشتاسپ ہر کار مین

وہ تہا لائق تاج فرماندہی　نمایان تہا جیسی فرشتی
دلیر و زبردست و مغرور تہا　دل شاہ سی اس لیی دور تہا

موافق نتہا شاہ سی زینہار　رکہی تہا اوسی شاہ ناچار خوار
خفا ہو کی اک روز مرد جوان　گریزان ہوا سوی ہندوستان

زریر دلاور کو شہ نی کہا　کہ لیجا سواران جنگ آزما
تو گشتاسپ کے لا انتہا یہ بیان　شتابان ہوا پہر زریر جوان

جدہر کو شتابندہ گشتاسپ تہا　اودہر کو تفحص کنان گیا
ملا اوسکو گشتاسپ انجام کار　زریر اوس سی بولا کہ ای نامدار

سمند عزیمت کی پہیر عنان　یہانسی ہوا اب سوی ایوان
لگا کہنی گشتاسپ ای نامجو　نہین پہیری پیش پدر آبرو

کری ہی وہ توقیر کاوسیان　نہین بہید و تجسس کچہ مہربان
ولی عہد اپنا کری مجکو گر　تو حاضر ہون مین چلکی پیش پدر

دگرنہ کہین پہر نکل جاؤن گا　نہ زنہار پیش پدر آؤن گا
زریر دلاور نی پاسخ دیا　کہ ہو نہین کفیل آپ کی کام کا

پہری پہر وہانسی وہ دونو جوان　خوشی سی سوی خانہ آئی وہ وان
سنی شہ نی گشتاسپ کے جب بیان　نہ ہرگز کیا اوس سے کچہ التفات

جو آیا نظر شاہ نامہربان　تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان
سوی روم تنہا گریزان ہوا　شتابندہ طرف بیابان ہوا

زریر دلاور بفرمان شاہ　گیا اوسکی دنبال لیکر سپاہ
گیا دور تک وہ تفحص کنان　ولیکن نپایا کہین کچہ نشان

سوی خانہ ناکام آیا زریر　سوی روم پہنچا وہ مرد دلیر
غریبانہ گوشی مین کیجی قیام　لگا صرف اوقات کرنی مدام

متاع و زر و مال جب ہو چکا　تو پہر سوی ایوان قیصر گیا
کہا مین دبیر و نویسندہ ہون　یہان جا کر یکا مین جو بندہ ہون

کہا اہل دفتر نی یون اے جوان　نہین ہی نویسندہ درکار یہان
کری گر توقف تو پہر تیری نام　مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکہتا تہا قوت اک روز کا　سوی خانہ ساربانان گیا
بسان غریبان و بیچارگان　ارادہ کیا جا کر یکا وہان

وہین مہتر ساربان نی طعام　کہلا کر کیا خرم و شادکام
کہا پہر یہ گشتاسپ سے ایجوان　ہلکین ہی نہین خواہش ساربان

ہوا جب نہ گشتاسپ پان کا مہیا　گیا سوی آہنگران پہر شتاب
کہا جا کی اونسی کہ مزدور ہون　ہر اک کام مین خوب محنت کرون

کسینی اوسی وہین ٹہلا کی یہا　حوالہ کیا پتک آہنگران
بزور اوسنی مارا وہ اسطرح پتک　کہ سندان شکستہ ہوئی او پتک

غضبناک آہنگر اوس سی ہوا　کہ نقصان اوسکا سراسر ہوا
بہت دیکہی دشنام از روئی کین　کیا دور دوکان سی اپنی وہین

غرض وہانسی گشتاسپ نالان گیا　سوی دشت با چشم گریان گیا
کیا رحم دہقان نی یہ دیکہکر　وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنی گہر

کہلایا طعام اوسنی لیجا کی سیر　لگا کہنی دہقان سی مرد دلیر
کہ تو کون ہی کیا ہی تیری نژاد　یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد

کہ نسل فریدون سی ہون اے جوان　اقامت گزین ہون مین تیری یہان
کیا کار دہقانیان اختیار　نہین کچہ غم گردش روزگار

لگا کہنی یہ سرور ارجمند　تو اور مین ہین یکجا ہی ہمنشین
کہ ہوشنگ کی نسل سی مین ہون　ولی ہون ستمدیدہ چرخ دون

یہ کہکے لگا رہنی دہقان کی گہر　وہان اوسنی کی ایک مدت بسر
پہری آخرش گردش روزگار　ہوا یاور اقبال انجام کار

یہی رسم تہی قیصر روم کی　کہ دختر شہ کشور روم کے
جو ہوتی تہی بالغ بصد لطف تب　مہیا وہ کرتا تہا جشن طرب

فراہم وہان ہوتی تہی شاہ شاد　جوانان خوش وی فرخ نہاد
جسی چاہتی دختر نازنین　اوسی شوہر اپنا وہ کرتی وہین

پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
دلیرانہ روز دگر ہول تن

سوی گرگ جنگی شتابان ہوا
نہ زنہار دلمین ہراسان ہوا

گذریان مرتے ہمرہ گئے
ولی اوہین خوف سے رہ گئے

گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان

طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
وہین پنجہ مارا جو اندر دبہ

دلاور جوان نے بیک زخم تیغ
دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ

گذریان مرین خوان ہو گئے
بہت دلمین مسرور شادان ہوئے

کہا پہر یہ مردن سے ای نامدار
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار

وہ کہنے لگا کسقدر تہا کام
کہ اپنا کرون آشکارا مین نام

حضور شہ روم مین گیا
کہا گرگ کو قتل مینے کیا

ادا مینے کی شرط اپنی تو شاہ
مجھے بھیجے اب دختر رشک ماہ

نہ باور کیا شاہ نے زینہار
گیا سوی صحرا شہ نامدار

وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
تو حیران ہا قیصر نامور

پہر اپنا ہی عہد کیا با خوشی
وہ وحشت سے پہر مرین گو سہی

کہا شہ نے اہرن سے ان ازان
کہ ہے کوہ مین اژدہا ہی نہان

اگر کشتہ ہو تجہسے وہ اژدہا
تو حاصل ہو لیکا تیری مدعا

ہوا دل مین اپنے وہ اندیشناک
کہ کیونکر کرے اژدہا کو ہلاک

گذریان نے احوال گشتاسپ کا
بیان پیش اہرن مفصل کیا

کہ تہا دلیرانہ ہو جنگ جو
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو

نقیضن گشتاسپ بیخوف و باک
کرے اژدہا کو بھی ہم مین ہلاک

یہ سنکر حضور اوسکے اہرن گیا
بیان وسسے اپنا کیا مدعا

لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
کہ یک خنجر تیز و دندانہ دار

تو لاکے کی تیار اب تیغ ان
کہ تا قتل ہو اژدہائی نہان

گیا اور لایا وہ خنجر وہین
یہ کہکر گیا سوی کوہ برین

ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
مقابل ہوا آنکر اژدہا

دہن مین وہ ہر دم تہا آتش فشان
خدنگ افگنان تہا یہ مرد جوان

کیے جب حمل تیر اوسنے ہا
ہوا اژدہا خستہ تا بیا

وہین خنجر تیز پہر زود تر
سر تیز گشتاسپ نے باندہ کر

دہن مین گیا اژدہا کے وان
وہین لیکے پہر ایک سنگ گران

کیا خستہ مغز سر اژدہا
نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا

وہ دندان تیز اوسکی کندہ کیے
خوشی سی وہ اہرن کو لاکر دیے

وہین پیش شہ اہرن آیا دوان
کیا ماجرا اژدہا کا بیان

وہ دندان لی قیصر روم کو
تعجب مین آیا شہ نامجو

نہ باور کیا پہر سخن سنہا
گیا جانب کوہ ہو کر سوار

جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور

کہ یہ کام ہی ہو گا بیگمان
تماشا کیا نسی یا کوئی بہا

کہ جسنی یہ کار نمایان کیا
تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

وہ بولا کہ ای سرور انجمن
نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن

کہ تہی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
شتابی سے تو بھی وعدہ وفا

بیان کیجئے گفتار اہرن عجب
ہوا قیصر روم ناچار تب

غرض ہمرہ اہرن نامجو
کیا کتخدا دختر خود کو

کتابون کی تہی وستا ایک زن
یہ اوسسے لگی کہنی وہ سیمتن

کہ ہی قاتل گرگ و مار سیاہ
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ

گئی وہ کتابون کے پاس حضور
لگی کہنی یہ بات فراوان سرور

گر گشتاسپ نادر پہلوان
شجاع و دلاور بہادر جوان

جو ہو مین اہرن کا یاور ہوا
تو پہر مدعا اونکا یکسر ہوا

غرض اوس دلاور نے بیخوف و باک
کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک

کتابون کی باتن نے یہ قصہ تمام
کیا عرض پیش شہ ذوالکرام

یہ سنکر شہ روم سے کہنی لگا
مجھے وزر اول یہ معلوم تہا

کہ زیر سپہر برین جس کیان
نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان

نہوں جسکی چنگل نگاہی سہا
پلنگان و شیران گرگ اژدہا

کیا شہ نے گشتاسپ کو پہر طلب
بصد جاہ و شوکت بروی لقب

سپہدار سالار لشکر کیا
فزون مرتبہ پایہ برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

پھر الیاس خزری کو ہنگام جنگ — اوٹھا زین سے لایا جوان بیدرنگ
یہ پوچھا جہاندار نی پھر کہ نام — یہ بیٹھی ہین جنگی یلان نامجوان
مشابہ ہی کسکی وہ جنگ آزما — کہ جسنی سپہکار نمایان کیا
نظر کرکی اوسنی سوی زریر — کہا اسکی ہمشکل ہی وہ دلیر
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے — کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
شہ روم کو نامی کا پھر جواب — لکھا یون کہ ای شاہ والا جناب
کہ اتنا اک پہلوان پرغرور — کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور
ہزارون ہین ان سے گر شمشیرزن — نبرد آزمایان لشکرشکن
نہین جز ایران نیا الیاس ہم — تو انداز سے رکھ نہ باہر قدم
بدستور پہنچا شتابی خراج — رہی عدن تیرا یہ اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا — تو غایوس کو شاہ نی رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

پہ اور جو گشتاسپ کا تہا زریر — کہا اوس سے لہراسپ نی ای دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار — یہ کہ جا کی اوس سے کہ ای شہریار
تو کر صلح ہم سی نہ ہو کینہ خواہ — کرینگی نہ ہم خواہش تاج و گاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے جائیو — سخن لے یہ پیغام پہنچائیو
کہ بیٹی تری قدر جانی نہ آہ — ولی ہم ہین اب جان سے عذر خواہ
تری یاد مین کیا پریشان ہین ہم — بہت دل مین اپنے پشیمان ہین ہم
خطا میری اب سر بسر کر معاف — کدورت سی کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوے ایران دیار — کہ ہی شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر مین افسر و تخت سی — تو فیروز ہو یاری بخت سے
ارادہ یہ ہی معتکف ہوکی اب — کرون یاد یزدان مین اب روز و شب
رکہو اپنے سرپہ یہ میری کلاہ — مبارک تجہی تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر — سوی روم ایرانسے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ — لگا کہنی تب قیصر کینہ خواہ
مجہی شاہ دی نصف ایران اگر — تو پھر صلح البتہ ہو ہم دگر
دگر نہ مصمم ہی پرخاش و جنگ — مہیا ہی تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم فی جب نہ پاسخ دیا — وہ رخصت ہو اپنی مکانکو گیا
گیا پیش گشتاسپ پہر وقت شب — کہا اوس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سنکی ہو شاد شاد — ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کٹایون کو لیکے شتابان ہوا — روان سوی اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہنچا وہ سالار دہر — گئی پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کی روبرو — اوٹھا تخت سی تب شہ نامجو
پسر اور پدر ہو کی پھر ہمکنار — ہوئی مثل ابر بہار اشکبار
وہین پھر جہاندار فیروز بخت — بٹھایا ایک تخت اپنی پہلوی تخت
لگا کہنی گشتاسپ سے ای پسر — تو اس تخت زرین پہ جلوہ گر
وہ بیٹھا وہان جب تو نامدار — بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوئی اوسکی محکوم فرمان پذیر — دلیران گردان سپہ و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال — جہان مین تہا یکصد و بست سال
کہا شاہ نی گشتاسپ سے بعد ازان — کیا میں نی اب ترک کار جہان
مجہی کام کچھ سلطنت سی نہین — تو ہی مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہکر قبای شہی دور کر — لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زر نہار دلمین رہ حب جاہ — گیا پھر سوی بلخ لہراسپ شاہ
کہین اوس دنون بلخ مین اک مکان — پرستش گہ خلق تہا کعبہ سان
کسی حجرہ مین ہان شیخ صاف دل — بہ یزدان پرستی ہوا مشتغل

نشستن گشتاسپ بر تخت و پیدا شدن اسفندیار

ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ — تو بیٹھا بتخت گشتاسپ شاہ
شہنشہ بفضل خدای کریم — جہان مین ہوا بادشاہ عظیم
شہان جہان بھیجتی تہی خراج — حضور خداوند اورنگ تاج

والی چین ماچین کے فرمانروا
کہ ارجاسپ تھا نام اوس شاہ کا
مگر تا تھا زنہار فرمان پہ
کہ محکوم تھی اوسکی دیو و پری

غرض فوج پر اپنی مغرور تھا
بہت اپنی نزدیک وہ زور تھا
سوا اسکی سب تاجدار زمان
ہمیشہ تھی محکوم شاہ جہان

جہاندار گشتاسپ تھا دادگر
تھا کام جسکا داد شام و سحر
یگانہ بعدل و کرم گستری
شب و روز مصروف دین پروری

کتابون سے پیدا ہوئی دو پسر
تنومند پر زور رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا
دگر طفل کا نام پشوتن کہا

ہوئی دونو شہزادے پرورده جب
سکھائی ہنر شاہ نے اونکو سب
جو جاماسپ اوس شاہ کا دستور تھا
وہ علم سما و زمین مشہور تھا

ہنگام گیا ہی بیابان ہوش
اوسی یک مین ڈالکر کی خروش
بٹھایا پہر اسفندیار اوس مین لا
کہ جسسے وہ روئین بدن بنگیا

وہی گرد روئین تن اسفندیار
مہین یعنی شاہنشہ نامدار
بہت زور مند و جوانمرد تھا
جہانمین ہمہ دانگی فرد تھا

یہ لکھتا ہی فردوسی نامدار
کہی ہین اشعار اوسنی ہزار
ہوا ختم رستم کا احوال رزم
میں اب دل کو ہی ہم دیگر کا عزم

لکھوں جنگ اسفندیار جرأت
کروں کارنامہ جوان کا بیان

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بطرف ایران و محاربہ عظیم و دادن فتح از دست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام
خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
بیان سب سے کی اپنی آئین و راہ
گیا از آتش پرستی عیان
ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان

کیا ایکدن یہ عمل آن کے
کہ گشتاسپ کے آگے ایوان کے
ہوا ایک پیدا درخت بلند
ثمر دار و مطبوع و خاطر پسند

خواص اوس شجر کا بیان کیجے کیا
کہ برگ و ثمر اوسکا جو کہاتی تھا
نصیب اوسکی ہووی تھا علم فلک
فزون عقل ہوتی تھی بی شبہ و شک

ہوا شاہ گشتاسپ فرخ نہاد
زیادہ ہوا اور بہی اعتقاد
پہر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
کہ ہی سخت بیمار لہراسپ شاہ

یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
کرون جا کی مین چارہ لہراسپ کا
غرض بلخ سی آیا جب پیش شاہ
تو پہر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ

ہوا خواہش دل سی اوسکا ہنر
عقیدت کا ہر روز و شب تہا اثر
کہا شہ سے زردشت نی ایکروز
رسول خدا ہون مین ای نیکروز

دکہاون تجہی معجزہ اب یہان
عیان مجہ پہ ہی راز ہفت آسمان
جنتی ہو مین اوسکو بہیجوں وہان
سوی گلستان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہون نا مہربان
تو دوزخ نصیب اوسکی ہو بیگمان
جہان ہا و شاہا با لطاف رب
نظر مین مری عرش و کرسی ہی سب

مری پاس آتی ہین اکثر ملک
عیان مجہ پہ کرتی ہین راز فلک
مری واسطے زند و استا کتاب
ہوئی نازل ای شاہ گردون جناب

تو گر اوسکی آئین کری اختیار
تو مقبول ہو پیش پروردگار
غرض شہ نی سن قول زردشت کا
تو بس تن کو دین اپنا یکسر کیا

کیا تہا جو زردشت نی التجا
وہی اوسکا مذہب کیا اختیا
کئی دن کے بعد اوسنی پہر یہ کہا
ہوا اسکو معراج حاصل شہا

گیا یہان سی بالای نہ آسمان
خدا کو بہی مین دیکہ آیا وہان
کبہی شاہ گشتاسپ عالی گہر
نہ پہیری تہا فرمان اوسکی

کہا ایکدن وسنی ہی تہا چلا — ترا ہی مددگار پروردگار
لکہا شاہ نی نامہ ارجاسپ کو — کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
پڑہا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب — سپہدار ارجاسپ سمجہا یہ سب
سنا ہی شاہا تو بیدین ہوا — پذیرندۂ تازہ آئین ہوا
تجہی وسنی گمراہ آکر کیا — تبہ کار تیرا سراسر کیا
ترا باپ پندار یزدان پرست — اور افسوس تو ہو وی شیطان پرست
کہ بیدینی اپنا نی کی اختیار — نہ گمرہ ہو پہر خدا سی نہار
سپہ ورنہ کہینچون پہ پیش نگاہ — کرون ملک اپنے انکو یکسر تباہ
ذرا پند نامی کو پڑہ غور سے — تو آباز بد رسم و بد طور سے
پڑہا جبکہ مضمون نامہ تمام — تو دستہ گشتاسپ ارجاسپ نام
سمجہا ہی کیا جیبی قصد جنگ — نہین جانتا ہی یہ ہین گرز و ننگ
زریر دلاورنی تب یہ کہا — کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
ہوا شادمان شاہ کشور کشا — لکہا پاسخ ارجاسپ کے نام کا
کہ دشمن تجہی کشتۂ تیغ کین — نہ تو ہو نہ لشکر نہ باج و چین
یہ نامہ جو پہنچا تو شاہ از چین — ہوا پڑہ کی مضمون بہت خشمگین
جہان لشکر چین پہنچا تہا وہان — نہ بہتا تہا رگ تیغ و خنجر کا نشان
سنے جب خبر شاہ گشتاسپ نے — کہ پہنچی ادہر فوج ارجاسپ کے
سواران جنگی تہی شش صد ہزار — نبرد آزمایان خنجر گذار
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر — سطرلاب دانی مین تہا بی نظیر
کہ ہی فتح کسکی سپہ و دغا — وہین دیکہکر اوسنی جتا دہر کیا
دلیران ایران بہت ہون ہلاک — پہر آخر با الطاف یزدان پاک
صف آراستہ لشکر ان بہاین دوی — بہم رزم جنگی نمایان ہوئی
پسر شاہ کا پہر اپنے اردشیر — کہ تہا جنت کاوس سے وہ دلیر
کہی قتل اوسنی کئی نامدار — ہوا کشتہ پہر آپ انجام کار
ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز — گیا پہر جاماسپ بہر ستیز
گیا پہر وہین جنگجوی دلیر — جو اُمرد شیتوہ پور زریر
ہوا جبکہ شیتوہ جنگی ہلاک — زریر دلاور ہوا خشمناک

کہ اب شوق سے تم تسخیر چین — تو ہو ساتہ ارجاسپ کے گرم کین
وگرنہ ملاؤن تہہ خون خاک — کرون تیغ کین سے تجہی مین ہلاک
کہ زردشت نی شہ کو گمرہ کیا — وہین پاسخ نامہ پہر یہ لکہا
ترے پاس پہنچا ہی وہ شوربخت — کہ ہی سخت بدکیش و بدروز و بدبخت
کیا کیش و دین تونی اپنا تباہ — پس و پیش نہ ہار دیکہا نہ راہ
پی پاس وہ تجہسی ہین کینہ خواہ — مناسب ہے تجکو کہ ای بادشاہ
ترا ہی جو پیغمبر بد سیر — اوسی بہیج اقلیم سے کر بدر
لکہا دوستانہ یہ نامہ تجہے — کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجہے
روانہ ہوئی لیکر نامہ دو دیو — شتابی گئی پیش گیہان خدیو
یہ بولا کہ لکہیی سمجہکر جواب — کہا کسکی زردشت نی یون شتاب
لگا شاہ سی کہنی اسفندیار — مجہی کیجی رخصت سوی کارزار
تعینات ہو ساتہ میری سپاہ — کہ ہون ساتہ ارجاسپ کے کینہ خواہ
اوٹہادی تو کس واسطی سنجراہ — شتابی سی پہنچون ہین لیکر سپاہ
غرض نامہ تیار جب ہوچکا — تو پہر شہ نی دیونکو رخصت کیا
سپہ لیکی وہین پی کارزار — روانہ ہوا سوی ایران دیار
لگاتا تہا غارت فقط کینہ جو — جلاتا تہا ہر کاخ و ہر قصر کو
تب آیا سپاہ گران لیکی شاہ — دلیران جنگ آور و کینہ خواہ
ولی لشکر چین پہ تیغ و تبر — سواران پہ ایسی تہا بیشتر
لگا اوس سے کہنی شہ نامدار — سطرلاب مین دیکہ اب ہوشیار
کہ خوش پیش آور تری رزم جنگ — بہت کشتہ ہون انہی تیغ خدنگ
میسر تجہی ہووی فتح و ظفر — اگر زندہ ہو فوج چین سربسر
دلیران ایران وگردان چین — ہوئی گرم پیکار از روی کین
دلیرانہ آیا سوی حرب گاہ — سواران چین سی ہوا رزمخواہ
برادر جو اوسکا وہ شیدا تہا — سوی رزمگہ بعد وسکی گیا
کہی اوسنی ترکان خونخوار قتل — ہوا آپ بہی آخر کار قتل
کبہی غرق خون مرد خنجر گذار — نہ جانبر ہوا آپ بہی نہار
روان کر کی گہوڑا اوسی سوی نگاہ — ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

آئی پہلوان اور گئی دیو زاد مقابل ہوئی آگ کی مانند باد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر سوی شاہ ارجاسپ مانند شیر
ہوا تب خروشندہ سلطان چین کرانی مداران ترکان چین
اوسی صاحب بخت و شان کین ور بہت گنج زر دیکی شاہ دان کین ور
کیا دیو نی زخم وو ہین سو ہا ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
دلیران یہ انسی سی کہنے لگا کہ ہی کوئی مرد نبرد آزما
وہین سنکی بولا یہ اسفندیار کرون جا کی مین یوسی کارزار
اگر دیو خونخوار کو کر کی پست تو وی لشکر چین کو یکسر شکست
پھر اتنی مین لشکر چین غوغا اوٹھا کہ اس دیو نی حشر برپا کیا
یہ سنکر ملکزادہ اسفندیار وہین اسپ بہزاد پہ ہو سوار
کہا ہو چہین وہین تن اسفندیار نہین تاب یوون کو زینہار
روان کی وو دیو سرکش نی تیغ سوی نامدار جہان بیدریغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پہ سنان نی کیا بس جگر سی گذر
جدا کر کی سر جسم ناپاک سی جوان نی کیا بستہ فتراک سی
مدد کو گئی سوی اسفندیار یہ کہنی لگا اونسلی ہی نامدار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار عقب اوسکی و نوزہ جنگی سوار
ہوا حملہ آور بفوج گران زو دو کشتہ یا ہم ہی خوب و بان
گریزان ہوا تب سلطان چین ہوئی ہشت پس اکنندہ ترکان چین
کہ جان بخشی ای شکر ہی تو اگر تو آتش پرستی کرین بسر
پڑا تہا جہان کشتہ جنگی زرہ اور اسپ سی شاہ آفاق گیر
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے دریغا کہ یون کشتہ بیکہون تجھے
لگا کہنی دستور سی شہریار کہ سید انجین کشتگان کا شمار
ہوئی کشتہ ایرانیان تیس ہزار ازان جملہ تہی ہشتصد نامدار
ہوئی قتل سید انجین یکصد ہزار ہزار و صد و شست نامدار
دیا دین نہ دشت کو پہر خراج جہاندار نی از سر ابتہاج
اوسی شاہ نی تخت و افسر دیا خوشی سی ولیعہد اپنا کیا
جہا تہین بائین وطرز نکو مروج تو کردین زر دشت کو

جوانمردی کہینچکر تیغ کین گئی قتل دیوان ترکان چین
صف فوج کو چیر کر سر بسر گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو کرے جو کوئی قتل اس گرد کو
وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر ہوا آنکی ہم نبرد زرہ ور
زرہ پوش دلاور ہوا کشتہ جب ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب
جو اس یوستی جا کی ہو جنگجو ملاوی تن خاک و خون دیو کو
جہانگیر گشتاسپ نی ہوکی شاد کہا یونکہ ای پور فرخ نہاد
تو سر پہ تیری افسر زر کہون تجہی تخت شاہی حوالی کرون
ہزاروں ہوئی کشتہ ایرانیان نہین تاب ہی اب اقامت یہان
دلیرانہ آیا وہان سور دیو بسان ہژبر ژیان گرز لی
جو ہون ساتہ میری نبرد آزما کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
دلیری سی وہ تیغ ہنگام جنگ پکڑ لی دلاور نی ادرسیدہ رنگ
ہوا کارگر نیزہ آب گون گرا خاک پر دیو سرکش نگون
شتابان ہوئی آتی مین زرہ پوش اور اک گرد و شیدہ مرد دلیر
کہ آؤ چلو سوی ارجاسپ شاہ کہ وا اوسکی لشکر کو یکسر تباہ
شتابان ہوئی سمت سیالار چین جہاندار گشتاسپ نی پھر وہین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
گرفتار آئی بہت سرکشان یہ کہنی لگی ہوکی اری کنان
کیا رحم گشتاسپ نی وہین پھر آیا وہان شاہ روئی زمین
ہوا نعش پر اوسکی نوحہ کنان کہا یونکہ ای سرفراز کیان
اوسی کہ کی تابوت مین بعد ازان شہنشہ ہوا سوی زردان
شمار اوسنی جب کشتگان کا کیا ہوا آشکارا کہ وقت وغا
جب آیا سوی نعش ترکان چین تو ظاہر ہوا یہ کہ گرد ان چین
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر ہوا شاد و شادان شہنشاہ نامور
دلیری و مردی اسفندیار ہوا دیکہکر شادمان شہریار
کہا پھر کہ ای پور عالی گہر پئی ملک گیری تو باندہ کمر
ہوا شاہ سی رخصت اسفندیار سوی روم پہلی گیا نامدار

شہ روم محکوم و وہین ہوا / پذیرندۂ دین آئین ہوا
رکھا زند و استا کو بالای سر / اطاعت مین بہبود آئی نظر
گیا پھر سوی ہند اسفندیار / وہان بھی یہ آئین کیا آشکار
پھر آیا بسوی یمن پہلوان / ہوئی لوگ وہانکی پرستش کنان
گیا جس ولایت مین اسفندیار / گیا جسطرف نامۂ نامدار
ہوئی سب دل و جان سی فرمان پذیر / رعایا و شاہ و امیر و وزیر
گئی ہر طرف زند و استا کتاب / نہ آئی کسیکو یہ زنہار تاب
کوئی حکم سی اوسکی جو انحراف / کسی نی نہ ہرگز کیا پھر خلاف
سپہدار نی پھر یہ نامہ لکھا / سوی شاہ گشتاسپ کشور کشا
کہ خرد و کلان نی ز روی طرب / پذیرا کیا دین زردشت سب
ہر اک ملک مین دین خاص و عام / ہوئی گرم آتش پرستی تمام
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد / کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن سیستان

جہاندار نی ایک کی انجمن / ہوئی آگی حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان / ندیم شہنشاہ گیتی ستان
ولی تھا وہ بدخواہ اسفندیار / لگا کہنی شہ سی کہ ای شہریار
سنا ہی کہ اسفندیار جوان / رکھی ساتھ اپنی ہی فوج گران
غرور اوسکو ہی زور سر پنجہ پر / کہ ہم پنجہ اوسکا نہین شیر نر
رکھی ہی وہ دلمین خیال تباہ / ارادہ یہ اوسکا ہی شام و پگاہ
کہ تجکو کری آنکر یہان اسیر / ترا چھین لی ملک و تاج و سریر
سنا تھا جو مینی وہ ظاہر کیا / جو بہتر سمجھیی وہ کیجیی شہا
ہوا اسکی آزردہ گشتاسپ شاہ / نہ مائل ہوا پھر سوی بزمگاہ
گیا یکقلم صبر و آرام و خواب / رہا تا سہ روز و سہ شب مضطراب
طلب کی کی پھر اپنی دستور کو / لگا کہنی شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار / یہان لا شتاب اوسکو ای نامدار
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان / گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار / لگا کہنی پھر وہ وہین اسفندیار
مجھی کل کی شب خواب آیا نظر / کہ ہی خشمگین مجھسی میرا پدر
وہ بولا کہ ہی راست تیرا یہ خواب / جوانمرد نی تب کہا یون شتاب
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا / ہوا پر غضب شاہ کشور کشا
کیا مینی ہر اک کو آتش پرست / کیا سربلندان عالم کو پست
ہوئی میری شمشیر سی سرکشان / پرستندۂ بادشاہ جہان
لگی میری خدمت پہ ہرگز نظر / ہوا خشمگین آہ یون تاجور
سمجھتا ہون اپنا تجھی دوستدار / جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہی ای نامور / کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
لگا کہنی پسنکی اسفندیار / کہ آزار دیگا مجھی شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہی جو ہو پدر / نہ پھیر اوسکی فرمانسی زنہار سر
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار / بزرگ اون مین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نامور / سوم آذر گرد فرخ سیر
چہارم تھا نوشاذر نامجو / ہنرمند و دانا و فرخندہ خو
غرض گرد بہمن کہ اسفندیار / بجاہ و حشم کر کی مختار کار
روانہ ہوا سوی گشتاسپ شاہ / سہ فرزند کو ساتھ لیکی سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار / ہوا تب گرفتار اسفندیار
اوسی قید کر کی کیا پھر روان / شہنشہ نی سوی دز گنبدان
ستونہای سخت آہنی لا کی چار / ستونسی باندہا اوسی استوار
سنا جبکہ بہمن نی یہ ماجرا / بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
دیا اونسی بھیجی دز گنبدان / ہوا بہائیونکو وہ لیکر روان
گیا الغرض پیش اسفندیار / ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گذر جب گیا روزگار دراز / تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
ہوا بلخ سی عازم سیستان / کہ آئین تازہ کری وان عیان
جو نزدیک پہنچا وہ فرمانروا / تو آیا تہمتن وہین پیشوا

کیا اختیار اوسنی آئین شاہ
کیا بعد ازان شاہ کو میہمان

مروج کیا ملک مین دین شاہ

رکہا زندوستا کو بالای سر

کیا اوسکو رائج وہان دین و بر
رہا شاہ گشتاسپ دو سال ہا

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ بافوج

سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن

ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین
سوی بلخ اوسنی روانہ کیا
کہا یونکہ ای بادشاہ جہان
یہ کہنی لگا وہ شہ نیکنام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
سپہ شاہ کی ساتھ تہی یکہزار
جو لہراسپ آیا سوی کارزار
سپہدار کہرم ہوا خشمگین
ولیکن نہایت تعجب ہی یہان
لیا گہیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا جبکہ لہراسپ زین سی جدا
شکستہ کیی یکسر آتشکدہ
ولی بہاگ کر اکہ زن دستان
ہوا اسکی غمناک شاہ جہان
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
سپہدار ارجاسپ ہی لیکی فوج
جو ارجاسپ آیا بفوج گران
متنفر ہوی خدمت سی یلان جم
سپہ سی لگا کہنی پہر تاجور
سپہ لیکی آیا سوی رزمگاہ

میان دژ گنبدان ہی اسیر
کیا پہر وہین عزم پرخاش وکین
وہان اسقدر کوئی ہرگز نتہا
نہین کوئی سردار لشکر یہان
کہ مجکو ہی یزدان پرستی سی کام
دلی عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
فزون اسی ہرگز نتہا یک ہزار
کیی کشتہ ترکان چین بیشمار
لگا کہنی ای نامداران چین
کہ پڑتی ہین شاہا کی نظر بلخیان
ہوا اگر ہم باز پرخاش وکین
تو پہر چینیون نی دوبارہ کیا
کیا زندوستا کو آتش زدہ
شتابان پہونچی جانب سیستان
یہ رستم سی بولا کہ ای پہلوان
عقب تیری پہونچونگا مین بیدرنگ
روانہ ہوا چین سی مانند موج
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان
مجہی کیجی معذور یا صد کرم
بلا سی نہ آیا تہمتن اگر
کہ تا لشکر چین سی ہو کینہ خواہ

گیا ہی سوی سیستان بادشاہ
سپہدار کہرم تہا اوسکا پسر
کہ کہرم ہوا آنکہ کینہ خواہ
مناسب ہی اب کیجیی سروری
سر کار کچھ سروری سی نہین
مکان عبادت سی لہراسپ شاہ
مقابل ہوئی فوج کہرم سی
سواران بلخی نی وقت وغا
بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ
ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
ہوا بلخ مین چینیان کو دخل
زنان شبستان گشتاسپ شاہ
گئی پیش گشتاسپ باچشم تر
یہی وقت یاری امداد کا
ہوا شاہ گشتاسپ وہین روان
ہوا ملحق کہرم نامور
سوا اسکی رستم کی نالکہا
ہوا خشمگین خسرو ارجمند
جہان آفرین اب تجاہی یار
شہ چین ہی لیکر سواران چین

کہ اسفندیار یل نامور
نہین بلخ کی شہر مین کچھ سپاہ
اوسی باسپاہ گران آن کر
گئی مردمان پیش لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہی تجکو سر لشکری
مجہی کام سر لشکری سی نہین
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ پہر جنگ باہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
اودہر یکہزار اور ادہر صد ہزار
بسوی سواران لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ
کیا بلخیونکو اسیر اور قتل
ہوئین قید یکسر بحال تباہ
کہا ماجرا بلخ کا سر بسر
شہنشہ کو رستم نی پاسخ دیا
سوی بلخ پہنچا وہ تسی دون
ہوا لیکی آکر معین پسر
کہ کچھ کام در پیش ہی یہان شہا
نہ آیا اوسی عذر بیجا پسند
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آنکہ بس وہین

ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو / دلیران جنگی ہوئی جنگ جو
خروشان تیغ و کوس گردون شکاف / کہ لرزندہ جس سی ہوا کوہ قاف

ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ / ہزاروں کی تیغوں سی سر جدا بیدرنگ
ہوا دامن دشت دریائی خون / درفش سواران ایران نگون

ہوا لشکر چینیان چیرہ دست / دلیران ایرانکو پہنچی شکست
گریزان ہوئی جبکہ ایرانیان / تعاقب کو اونکی گئی چینیان

غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار / ہوا جاکی قائم سر کوہسار
وہ جاماسپ تنہا شاہ کا جو وزیر / لگا کہنی اوس سی شہ بی نظیر

سطرلاب مین دیکہ ای نامور / کہ ہو کس طرح سی میسر ظفر
گزارش کیا اوسنی ای شہریار / جو ہو گرم پیکار اسفندیار

تو حاصل ہو فتح و ظفر پہر وہین / تبہ ہو وہین یکدست تیر و کمان
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نی / کہا تب اوسی شاہ گشتاسپ نی

کہ اسفندیار جہانگیر کو / مرا نامہ لیجاکی ای نامجو
در گنبد افسی یہان لا شتاب / توقف کو مت اوسی جا شتاب

بحکم جہاندار آفاق گیر / روانہ ہوا ایلچی نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از در گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار / حضور ملکزادہ اسفندیار

دیا نامہ شاہ شہزادی کو / لگا کہنی شہزادہ جنگ جو
کہ ہی گرز رزم پہلوان پور شاہ / کہ کہنی سی جسکی مجھی بیگناہ

گرفتار زنجیر سے لی گیا / رکہا مجھپہ بیداد ناحق روا
دیا سنکی جاماسپ نی یہ جواب / کہ ای نامدار ثریا جناب

تو اب دل سی سب دور کر بغض و کین / یہ زنہار وقت شکایت نہین
غرض یکی جاماسپ نی اوسکو پند / کئی دور یکدست آہن کی بند

وہ یہانتک گرفتار آہن مین تہا / دم مخلصی اوسکو غش آگیا
جہت آیا وہ پہر ہوش مین دلفگار / اور اوسکی ہوا دلکو جسدم قرار

تو جاماسپ نی اوسکو با کر و فر / مع چار فرزند والا گہر
دیا لاکی گشتاسپ شہ سی ملا / بہت مہربان شاہ اوسپر ہوا

پہر اپنی جرائم کا ہو عذر خواہ / لگا کہنی ای پدر با عز و جاہ
مری ملک سی خصم کو دور کر / الم سی چہٹوا مجکو مسرور کر

تجھی سونپ دون تخت ایران زمین / کرون مین عبادت جہان آفرین
یہ فرما کی اور کر کی گرز طلب / کیا قتل اوسکو بخشم و غضب

پہر اسفندیار جوان گرم روان / گیا سوی عدا لیکر فوج گران
تو ارجاسپ نی جب سنی یہ خبر / روانہ کیا گہرم اپنا پسر

پی جنگ جم جاہ اسفندیار / اور اک پہلوان نام تہا گرگسار
مقابل ہوئی وہ صف کارزار / پی جنگ آیا نکل گرگسار

ہوا سامنی اوسکی مرد دلیر / وہ روئین تن مثل غرندہ شیر
گئی گرگسار دلاور کی تیر / ہوئی پارہ جوشن کو یکلخت چیر

دلی جسم اوسکا سلامت رہا / کہ روئین تن وہ جوانمرد تہا
شتاب اوسنی آہستہ کر کمند / کیا گردن خصم کو اوسمین بند

گرا پشت سی اسپ کی گرگسار / اوسی کہینچکر جلد اسفندیار
گیا اپنی لشکر مین لاکر اسیر / پہر آیا پی جنگ با تیغ و تیر

ہوئی یکدم بند و بست تن / ہوئی کشتہ از بازوی صف شکن
گیا وہانسی گہرم بوقت ستیز / نزدیک ارجاسپ کی گریز

پہر اوس جا سے گہرم اسفندیار / لگا کاٹنی لیسرت لیسار
گئی تیغ سی یکصد و شصت و پنج / جدا سر دلیرونکی بی رنج و

ہوئی جنگ سی گرد ترکان سرنگون
وہ میدان بس ہو گیا بحر خون

ظفریاب گردان ایران ہوئے
گریزان سبی ترکان ہوئے

بفرمان اسفندیار جوان
ہوئی گرد ایران تعاقب کنان

لیا منہ مین کون تے پہر بارگاہ
حضور جوانمرد عالی پناہ

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ

تری بہنونکو لیگیا شاہ چین
تو پہر اوس سی ہو جا کی اب کین

قسم ایزد پاک کی ای پسر
کہ آوی تو جس دم بفتح و ظفر

حوالی کرون تجکو تخت شہی
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی

ترا ہون مین اک بندۂ جان نثار
نہ خواہندۂ افسر زرنگار

نہ تو ان مین جہوڑون نہ چین مین سنہار
کرون شاہ ارجاسپ کو سخت خوار

کہا شاہ نی آفرین مرحبا
شب و روز یارو رہو تیرا خدا

کہ ہو مخلصی قید سی تجکو گر
تو خدمت کرون جی سی شام و سحر

جہاندار نی اوسکو کر کی طلب
کہا یون سنو ای نشاط و طرب

حضور جوانمرد اسفندیار
تو رہیو شب و روز خدمتگذار

ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ
گریزان ہوئی چہوڑ کر رزمگاہ

رہی جب نتاب ثبات و قرار
شہ چین ہوا رہ نورد فرار

بہت ترک کہینچی تہ تیغ کین
ہوئی لالہ گون خون سی ساری زمین

ہوا مہربان جب اسفندیار
پہر آیا حضور شہ نامدار

لگا کہنی پہر شاہ فرخ تبار
کہ ای مرد روئین تن اسفندیار

چہوڑ کر اونہین قید سی لا یہان
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان

کرون ترک دنیا و دولت و دین
عبادت کرون ہو کی گوشہ نشین

یہ سنکر دلاور نی پاسخ دیا
مبارک تجہی تخت و افسر شہا

بفرمان شاہنشہ دین پناہ
شتابی ہوا سوی ارجاسپ کینہ خواہ

پہر الاون مین جلد اونکو شتاب
باقبال شاہ ثریا جناب

لگا کہنی شہ سی یہ اسفندیار
کہ یون عرض کرتا ہی یہ گنہگار

جہان قصد کیجی وہین تن تنہا
بجا لاون مین شہ کی خدمت سدا

کیا قید سی تجکو ہمنی رہا
ادا کیجیو تو بہی رسم وفا

پہر آتا ہون اب پہر قلع کی عنان
اور آتا ہون اب سوی ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہ ہای خود

رہا جب وہ اقید سی گرگسار
تو پہر مرد روئین تن اسفندیار

کہا یونکہ صدق ارادت سی گر
رہی تو مری پاس شام و سحر

تجہی ملک توران سی اک ملک دون
تری تن سی ورنہ جدا سر کرون

کرون صدق دل سی پسندگی
بجا لاون رسم رہ بندگی

بتا کون سی راہ سی تن روان
کہ پہنچون مین آرام سی جلد وہان

سہ ماہہ مسافت کہی ہی یہ راہ
بتجو بہی گذر جائی مانند سپاہ

دو ماہہ مسافت کی ہی یہ مدار
نہین تجکو بہی خوف و خطر زینہار

اور اوس راہ کا نام ہی ہفتخوان
کسی ہی یہ قدرت کہ جاوی وہان

کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا
نہو جنگ ان سی جسکی کوئی رہا

گذر اوس بیابان مین دشوار ہی
کہ ہر گام پر رنج و آزار ہی

شتابندہ ہوون مین تن ہفتخوان
کرون دفع ہر اک بلا کو وہان

اوسی لیکی اپنی سنگات ہین گیا
کیا اوسپہ صرف لطف و عطا

کری راست گوئی یہان اختیار
تو ہر دم فزون ہووی عز و وقار

وہ بولا کہ جز راستی زینہار
نہین تجسی مجہی کام لیل و نہار

لگا کہنی اوس سی یہ اسفندیار
کہ سوی دژ روئین ای گرگسار

وہ بولا کہ اک راہ ہی خوب تر
کہ ہی یکسر آباد ای نامور

کم آباد ہی اوسکی راہ دگر
ولی میوہ و آب ہی بیشتر

سوم ہفت روزہ ہی ای ارجمند
ولی سخت وہ راہ ہی پر گزند

ہر اک منزل اوسکی ہی خوف و بیم
جہان جا بجا اژدہا ہی عظیم

زن ساحرہ بد بر و شوم بخت
بیابان و سیمرغ و سرمای سخت

یہ بولا جوانمرد اسفندیار
کہ مجکو نہین کچہ خطر زینہار

یہ کہکر بلائی می خوشگوار
ہوا مست و مخمور جب گرگسار

تو کہنی لگا یونکہ ای پہلوان
رہ ہفتخوان سی تو مت ہو توان

دلیر و قوی زور ہی گو ہزار
تو جان بر نہو گا دلی زینہار

یہ گفتار ہرگز خوش آتی نہین
کیی بستہ پہر دست بازو وہین

وہ کہنی لگا ہو کی گریہ کنان
کہ میری خطا کیا ہی ای پہلوان

کہا مین نی جو کچھ سو باطل نہین
مری قید کرنی سی حاصل نہین

وہ بولا نہین تجھ پہ خشم و غضب
تجھی اس لیی مین نی باندھا ہی اب

کہ تلد اہ سی تو گریزان نہو
مری ہونکی ٹک مت تو دور گرو

کہ کیا کیا دلیری ہو جیسی عیان
بتجو بی کرون طی رہ ہفتخوان

یہ کہکر گیا پیش شاہ زمن
ہوا شہ سی رخصت پیل تن

سواران جنگی لیی دس ہزار
خزانہ بھی شہ نی دیا بیشمار

غرض کر پشوتن کو سالار فوج
روانہ ہوا وہین مانند موج

کہ دست و کتف بستہ جو تہا گرگسار
رکھا ساتھ اوسی آپ کے سوار

گئی اپنی سرحد سی جس دم گذر
تو اک دشت پہ ہو آن پا نظر

وہ تہی اولین منزل ہفتخوان
کرون مین حقیقت اب اسکی بیان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
لگا پوچھنے یونکہ ای گرگسار

بلا آو پڑی آج درپیش کیا
وہ بولا کہ ای مرد زور آزما

دو گرگان جنگی ستمگار ہین
تو ہی ہیکل و سخت خونخوار ہین

کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
کرین پہلوئی پیل او نسی چاک

سوار و پسی تہی وہین تن اسفندیار
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار

تو پہر بارش تیر تم کیجیو
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو

یہ کہکر زرہ وی دلیری وہ مرد
ہوا دشت پر خوف مین نورد

نمایان ہوئی گرگ خونخوار جب
کیا تیر باران سوارون نی تب

لگی اسقدر زخم پیکان تیز
کہ خستہ ہوئی گرگ وقت ستیز

وہین کھینچکے تیغ زہر آبدار
پشوتن جوان اور اسفندیار

دلیرانہ آکر مقابل ہوئے
سوی جنگ پیکار مائل ہوئے

کیا قتل گرگونکو انجام کار
ہوا دیکھ حسرت زدہ گرگسار

جوانمردی پہر یہ اوس سے کہا
کہ باقی کوئی اور بہی ہی بلا

وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
سو تونی کیی قتل ای جنگجو

نہین آج کچھ اور خوف و خطر
بعیش و طرب کیجیی شب بسر

غرض ہان فروکش ہوا ہنگام شام
لگی پینی صہبای گلگون کا جام

ہوئی بعد ازان مائل خواب سب
بسر کی بخوبی و آرام شب

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
تو وہان سی روانہ ہوئی پیشتر

دلاور نی پوچھا وہ پہر سی کہا
کہی راہ مین آج کیا کیا بلا

یہ بولا وہین گرگسار جوان
دو شیران خونخوار رہتی ہین یہان

کہ ہین پیل سی بہی سطبر و بلند
مبادا تجھی او نسی پہنچی گزند

نمایان ہوئی جب وہ شیر عرین
تب اسفندیار جو انسی وہین

پشوتن لگا کہنی ہم تم بہم
کرین حملہ شمشیر کر کی علم

ولیکن ہوا اسکو مانع جوان
گیا آپ سوی ہزبران دوان

دلیرانہ پہر کھینچکر تیغ کین
دو پارہ کیا شیر نر کو وہین

ہوا کشتہ جب تو پہر مادہ شیر
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر

ولی اوس دلاور نی بیخوف و بیم
کیا تیغ برانسی اوسکو دو نیم

مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
تو لایا بجا شکر پروردگار

اقامت گزین ہو کی با صد خوشی
می خوشگوار اونسی ہان نوش کی

طلب کی کی پہر راہ پہ کو کہا
کہ فردا جو پہنچی پیش کیا آئیگا

وہ بولا کہ اک اژدہا ہی مہان
مقابل تری آئیگا اژدہان

دراز و سطبر و درشت و دژم
دہن سے ہی آتش فشان دمبدم

ہوا اسکی یہ بات اندیشہ مند
لگا کہنی پہر سرور ارجمند

کرو ایک تیار گردون یہان
کہ ہووی بسان ارابہ روان

نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
شبا شب وہ گردون مرتب کیا

کیی نصب پہ تیر تیغ و سنان
رکھا ایک صندوق بہی بعد ازان

کہی بستا سپان تازی نژاد ۔ کہ تھی تیز رفتار مانند باد

احوال منزل سوم از راہ ہفت خوان

دم صبح گردون پہ ہو کر سوار ۔ روانہ ہوا گرد اسفندیار

کیا درکہ صندوق کی وہین بند ۔ کہ تا اژدہا سی نہ پہنچی گزند

وہ گردون صندوق اسپان بہم ۔ لیا کھینچ اوس اژدہا نی بدم

زبون ہو گئے گردونکو وگاؤ ہین ۔ رہی پہر طاقت جو ہو گم کہین

کیا زخم شمشیر بران رہا ۔ دوپارہ ہوا وہ سیہ اژدہا

بفضل الٰہی ہوا تندرست ۔ توانا و خرم دل و جان سی چست

مے لعل گون نوش کی بعد ازان ۔ لگا کہنی یون اپنی سپہ سی ہان

زن سحر ساز ایک ہتی یہی وہان ۔ اور اک غول ساتہ اوسکی تہی نوجوان

دلی تہا وہ صندوق مین چلتے گر ۔ پڑا اژدہای دژم جب نظر

وہ آیا جو مانند ابر سیاہ ۔ تو ماہی سی تیرہ ہوا تا بماہ

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان ۔ تو عاجز ہوا اژدہای دمان

نکل وہین صندوق سی وہ دلیر ۔ خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

ہوا ایک بیہوش جنگی جوان ۔ تو کی نوشدارو وہین نوش جان

سپاس خداوند جان آفرین ۔ وہ لایا بجا خرمی سی وہین

تو کیفیت منزل چارمین ۔ بیان کر اور اوسنی کہا پہر یہین

لگا کہنی ہنسکر یہ اسفندیار ۔ علاج اوسکا آسان ہی اے دوستدار

ہوا پیشتر روز چارم روان ۔ وہ اسفندیار جہان پہلوان

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

کہین راہ مین ایک تہا سبزہ زار ۔ اقامت گزین وہان ہوا اسفندیار

زن خوبرو ایک آئی وہان ۔ کیا آکی یون مہ جبین نی بیان

تو اب غول کی بندہ سی کر رہا ۔ حضور اپنی رکہ مجکو صبح و مسا

وہ بولی گیا ہی برای شکار ۔ ولی جلد آتا ہی وہ نابکار

وہین کر کی اوسکو اسیر کمند ۔ کیا بستہ محکم بزنجیر و بند

کیا کھینچکر تیغ اوسکو دونیم ۔ نمایان ہوا پہر غبار عظیم

سوی فوج اسفندیار جوان ۔ دہن سی ہوا وہین آتش فشان

کیا غول نی زور ہر چند پر ۔ نہ غالب ہوا اوس [illegible]

مظفر جوان دلاور ہوا ۔ سعین بخت و اقبال یاور ہوا

کیا غول کو مین سے کیونکر ہلاک ۔ زمین کو کیا جسم سے اوسکی پاک

کہ جسکی رسائی ہو دشوار تر ۔ نجان بر ہو ہرگز توانا مرد

دو بچی بہی ہین اوسکی پس زور مند ۔ درشت و قوی بازو و سر بلند

وہ بولا بتائید یزدان پاک ۔ کرون تیغ برانسی اوسکو ہلاک

غرض کر کی ترتیب بزم خوشی ۔ خوشی سی ہوا گرم بادہ کشی

کہ ہون دختر اک شہ کی ای نامدار ۔ بیابان مین لایا مجھی یون ستا

یہ گفتار سنکر دلاور جوان ۔ یہ بولا کہ وہ غول اب ہی کہان

یہ سمجھا یقین اوس جوان پہلوان ۔ کہ ہی ساحرہ یہ زن نوجوان

وہ جادو سی پہر بن گئی پیرزن ۔ ہوا پر غضب مرد شمشیر زن

جہان جس سی تاریک سارا ہوا ۔ سیہ غول پہر آشکارا ہوا

شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد ۔ ہوا غول بدکیش سی ہم نبرد

وہ غول سیہ بخت انجام کار ۔ ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار

دلاور نی پہر راہ بر سی کہا ۔ کہ دیکہا تماشا مری جنگ کا

وہ بولا کہ ای آفرین مرحبا ۔ ولی پیش آویگی کل وہ بلا

غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے ۔ مکان اوسکا بالای کہسار ہے

تجہی اور تیری ہی جتنی سپاہ ۔ کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا صبح اسفندیار ۔ دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز ۔ کیا اوسنی چنگال وہین اپنی باز

ولی اوس مین جو لگی تہی تیغ و سنان ۔ ہوا اوسکی چنگال سی خون روان

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان ۔ ہوئی پارہ منقار و حلق و زبان

وہان جبکہ پہنچا دلاور جوان ۔ کہ سیمرغ مسکن گزین تہا جہان

کہ گردونکو کہینچا ازروی کین ۔ سر قلعۂ کوہسار برین

ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے ۔ تو پکڑا اوسی اوسنی منقار سے

ہوا اوسکی تن سی روان جوئے خون ۔ زمین پر گرا ہوکے پست و زبون

نکل وہین سے وہ مثل شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

کئی زخم شمشیر یہان تک لگا
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے
وہین آشیان کو گریزان ہوے

جوانمردی بازو و دست پر
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر

لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار
ششم منزل ای سرور نامدار

کہون کیا کہ پر پیچ ہے کسقدر
گذرنا وہانسے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران وہان
چلی باد تند ای جوان پہلوان

تبہ ہو سپہ سخت پہنچے گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگی کہنے مردم کہ ای نامدار
خدا سے نہین کرسکی کارزار

مناسب ہے کہیے بس اب پھر چلو
تن و جان و سر یہان نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز پھرون
رہ ہفتخوان طی یہ جب تک کرون

مگر یہانسے پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان ہی جا نہ ہو ذوق سے

نہین فوج درکار کچھ زینہار
مددگار میرا ہے پروردگار

یہ سنکر سران سپاہ دلیر
لگی کہنے ای شاہ آفاق گیر

نہ ہوونگے جدا تجھسے ہم زینہار
کرین جان و تن تجھ پہ یکسر نثار

وہ بولا پھر ان کو بفتح و ظفر
تو بخشون تمہین ملک گنج و گہر

احوال منزل ششم از راہ ہفت خوان

بروز ششم سرور نامور
وہانسے ہوا عازم پیشتر

ہوا روز جب یافتہ رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کی تب مقام

لگی چلنے جب باد تند اسقدر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سر بسر

ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
رہی تین دن ایک آفت وہان

نہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

سپاہ و سپہدار اسفندیار
رہ تجربے سے ہوئی ہان اشکبار

لگی مانگنے یہ دعا سب وہین
کہ ای خالق آسمان و زمین

شتاب اپنی بندون پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر

کیا لطف سے سب کو یزدان نے شاد
ہوئی یکقلم دور باران و باد

بجا لا کے پھر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ ای گرگسار

بفضل خدای جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

یہان پیش دیکھی اب کیا بلا
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا

کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام

زمین گرم ہے جون تف آفتاب
نہین ہے کہین یا یکقطرہ آب

نہ ہرگز کری خاک پہ سبزہ جا
نہ طائر اوڑے ہے وہان وہ ہوا

غرض خرابی ہی ہے تا سی گروہ
سوا اسکی ہے ای شاہ گردون شکوہ

درندون مین اتنا ہی محکم کہ بس
کرین جہد و کوشش اگر سو برس

نہ مقصود فیروز ہو زینہار
دلیران ایران و توران ہار

میسر نہ ہو غلہ و علف و کاہ
سپاہ گران ہووے آخر تباہ

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
سوئے خانہ عطف عنان یہانسے کر

احوال منزل ہفتم از راہ ہفت خوان

دلیر و جوانمرد اسفندیار
نظر کرکے سوی خداوندگار

ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر سر دیا پائے زمین

وہین راہبر سے یہ بولا جوان
نہین ریگ تفتہ کا یہان کچھ نشان

سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سنکر وہ بولا کہ ای نامجو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اس زمین پہ ہوا

وہانسے جو لشکر گیا پیشتر
تو اک بحر زخار آیا نظر

ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
کہا راہبر سے کہ ای نابکار

تو کہتا تھا ہرگز نہین قطرہ آب
جلا دیگی سب کو تف آفتاب

عبث تو نے پہنچائی ہم کو گزند
کیا فوج میری کو اندیشہ مند

خجل ہوکے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجھسے آزردہ ای نامدار

کہ با وصف پیمان سے و نے جفا
گرفتار زنجیر محکم کیا

سخن آگے تیرے دروغ اک کیا
کیا میں نے اسواسطے آشکار

کریے تاکہ عطف عنان یہانسے تو
برآوے مری دل کی پھر آرزو

رہائی ہو جیتی مجھے بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

توقع تو یہ تھی کہ میری خطا
معاف اب تو یکسر ہوے عطا

ہنسا پھر سپہدار عالیجناب
اوسے بند سے کی رہائی شتاب

گذر پنجۂ خار سے بعد ازان
گیا خیمہ با شوکت و فر و شان
وہانسے وہ دژ ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جس کی آہنگ تھا

سپہدار جنگی یہ بولا ازین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
بتا تو وہ تدبیر اے ارگسار
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار

اگر تم دو صد سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
وہ بولا کروں فتح اک آن میں
میں گھوڑے کو دوڑا کے میدان میں

کروں سر جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ لوں کینہ لہراسپ کا
زن و دختر و خواہر شاہ چین
کروں میں گرفتار اندر وہیں

یکایک ہوا تند وہ شوربخت
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت
ہوا از غضب تنگ سالار دہر
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

بیک زخم شمشیر زہر آبدار
قلم کی وہیں گردن ارگسار
گیا شکوہ لیکر کئی پہلوان
سوی قلعہ اسفندیار جہان

بنایا وہ روئین آہن سے تھا
نہیں نام تھا واں گل و خشت کا
سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل
ہوا دیکھ حیران و افسردہ دل

کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
نہ پایا وہاں کام تدبیر کا
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ ارگسار
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار

اوٹھا کر بہت رنج آیا یہاں
دریغا کہ محنت گئی رائگان
بس ہوئی کچھ نہ راحت مجھے
ہوئی آخرش حاصل ندامت مجھے

غرض ہو کے مایوس وہانسے پھرا
غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
ہوا ایک درویش وہیں رو بکار
یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار

کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان
وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
سپاہ گران ہے درون حصار
نبرد آزمایان خنجر گذار

سدا غلہ پیدا ہو واں بے حساب
رواں ہیں بہت چشمہ و جوئے آب
نہیں واں کوئی چیز مطلوب ہے
مہیا ہے اس دژ میں ایک ایک شے

گذر مردم غیر کو واں نہیں
ولی یوں ہی حکم سپہدار چین
کہ آوے کہیں سے جو بازرگان
تو آتے ہو اوسکو یہاں بیگمان

یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار
کہا آپ شوتن سے یوں آشکار
کہ جاتا ہوں میں بنکے بازرگان
درون دژ روئین اے پہلوان

تو رہنا خبردار شام و پگاہ
کہ تیری حوالی ہے یکسر سپاہ
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند
ولی جبکہ سو دژ میں آتش بلند

تو اوس وقت لیکر سپہ بے خطر
دلیرانہ آنا در قلعہ پر
ز دوستش وہاں آنکہ کیجیو
جدا تن سے ترکوں کی سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا ہوئیں کر کے یکصد شتر
کیا جا بجا کاروان پیشتر
وہ اشتر تھے بیابانی میں تھے
وہ اشتر پہ از لعل یاقوت و در

وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے
سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
صد و شصت گردان جنگ آوران
کیے مرد جنگی نے اون میں نہان

ہوئے ساربان صد یل کینہ جو
نبرد آزمایان پرخاش جو
غرض اس طرح سے سوئے حصار
گیا مرد رویین تن اسفندیار

سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہاں
کہ آتا ہے یاں سے اک کاروان
کہا جا بجا ہر گذربان کو
کہ زنہار اس سے مزاحم نہ ہو

جو پہنچا در قلعہ پر کاروان
نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسبان
گیا پہر سوداگر ارجمند
خوشی سے درون حصار بلند

یہ ارجاسپ کو جا کے بہیجا پیام
کہ اے شاہ نامآور ذوالکرام
رہ دور سے با متاع گران
مسافت کو طے کر کے آیا یہاں

یہی ہے خواہش بندۂ خاکسار
کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہاں
گیا پیش ارجاسپ بازرگان

متاع گران پیشکش کی وہیں
ہوا خرم و شاد سالار چین
کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا
کہ خراد ہی نام میرا شہا

یہ کہکر گئین ہر دو لالہ عذار / سوی منزل گرد اسفندیار
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما / سوی خوابگاہ شہ چین گیا

خروشان ہوا جا کی مانند شیر / ادہا خواب سی تب وہ شیر دلیر
لگی کرنی باہم وہین کارزار / سپہدار ارجاسپ و اسفندیار

کبھی خنجر آب گون گاہ تیغ / رہا زخم باہم کبھی بیدریغ
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار / مظفر ہوا گرد اسفندیار

زن و دختر و خواہر شاہ چین / گرفتار ساتہہ اوسکی وہین جو تہین
پہر اوہان سی پہر وہ دلاور جوان / بسوی در قلعہ آیا دوان

کئی قتل گردان چین ہشیار / یکایک وہان یہ ہوا آشکار
کہ بدخواہ نی ہوکی پرخاش جو / کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو

وہ گھر میں پسر شاہ ارجاسپ کا / کہ تہا ساتہہ پشوتن کے جنگ آزما
سنی جب یہ آواز حیران ہوا / وہین جانب دژ شتابان ہوا

گیا جب کہ گھر میں درون حصار / ہوا گرم جنگ اوس سی اسفندیار
وہ پشوتن بہی دنبال گھر میں گیا / ہوا گرم بازار پرخاش کا

دلیران توران و گردان چین / ہوئی بسکہ وہان کشتہ تیغ کین
در دژ ہوا غرق خون سر بسر / پڑی نعش پر نعش اک ڈہیر اور وہان

زبون آخر کار ترکان ہوئے / سر آسیمہ وہانسی گریزان ہوئے
ولیکن نہ تہا رگہر میں ہشت / دلیرانہ میدان مین قائم رہا

لگا کہنی گھر میں سی اسفندیار / کہڑا کیا ہی ای گہر نامدار
مری ساتہہ ہوا کی گرم نبرد / یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد

وہ مرد توانا و چست و دلیر / ہوئی گرم پیکار مانند شیر
پکڑ کر کمربند گھر میں وہین / دلاور نی پیگاہ بروئی زمین

کیا تیغ سی پہر سر اوسکا جدا / خوشی سی وہان حکم پہر یہ دیا
کہ جو کوئی حاضر ہو یہان آنکر / کرون اوسپہ لطف و کرم بیشتر

حضور اوسکی حاضر جو کان ہوئے / تو پہر مورد لطف و احسان ہوئے
بہت مال ہا قلعہ مین نامور / مسخر ہوا ملک چین سر بسر

سران نواحی توران دیار / ہوئی آکی محکوم اسفندیار
ہوا وہان جو کوئی نہ فرزند ... / تو قبل اوسکو کیا یا اسیر

نکوئی رہا چین مین اک نامدار / نہ توران مین کوئی ہا شہریار
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا / دلاور نی گنج فراوان دیا

زنان پیروی ارجاسپ شاہ / رکہین اپنی مشکو مین باعز و جاہ
ولی دختر و خواہر شاہ چین / ہر اک پور کی کی حوالہ وہین

لکہا نامہ فتح گشتاسپ کو / ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
یہ اسفندیار جوان کو لکہا / کہ ای نامدار سپہدار آزما

تو بالفعل وان ہو اقامت گزین / تصرف مین لا ملک ماچین و چین
سپہدار نی پہر لکہا یہ جواب / کہ ای تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران و چین / یہان بیم و اندیشہ ہرگز نہین
بس اب آرزوی قدمبوس شاہ / مجہی ہی شب و روز بس یہ نگاہ

دگر بارہ جب نامہ پہلوان / بڑا شاد شاہ نی تب کہا آ یہان

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

رہ ہفت خوانسی پہر اسفندیار / روانہ ہوا سوی ایران دیار
وہان جبکہ پہنچا وہ فرخ نہاد / ہوئی تہی جہان بانی تن ...

تو بس وہین پایا تمام و کمال / تلی برف کی دبگیا تہا جو لال
گیا جب کہ نزدیک تخت پدر / تو وہین بحکم شہ نامور

بزرگان ایران گئے پیشوا / وہان سی جو نزدیک ایوان گیا
تو آیا جہاندار گشتاسپ سے / بغل گیر ہو کر بصد خوشی

کیا آفرین اور کی یہ دعا / کہ عالم ستان رہے صبح و مسا
کیا ایک ترتیب جشن نشاط / پیی جام می ازرہ انبساط

دو سی ہاتہہ سی اپنی سر کی بلا / گئی آپ بہی بادشہ نی یہی
کہا شاہ نی پہر کہ ای پہلوان / بیان کر ذرا قصہ ہفت خوان

کیا کشتہ جسطرح ارجاسپ کو / تو کہہ مجھ سی تا دل مرا شاد ہو
وہ بولا کہ اسدم ہون مست سرا / کہولا کیا مین ای شاہ گردون جناب

کہ گفتار ستان ہی بی اعتبار / سحر تک مفصل کرون آشکار
جہاندار گشتاسپ ہو زر دگر / سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

برابر تھا کرسی پہ اسفندیار — جوان کی حضور شہ نامدار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند — ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
جو دیکھی یہ بہبری شہریار — ہوا سخت آزردہ اسفندیار
کہ مینی کیا قتل ارجاسپ کو — بفرمان شاہنشہ نامجو
اوٹھائی بہت محنت و رنج سخت — کہ تا شاہ بخشی مجھی تاج و تخت
کہا یون بیٹی کی از روی پند — کہا یونکہ ای سرور ارجمند
مبادا اگر پھر گرفتار بند — روا رکھی پھر شاہ تجھپر گزند
نہ مجکو ملین تخت سردار فوج — تو ہی صاحب حکم و سالار فوج
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ — کہ ہی ارث تخت و تاج کلاہ
کہا ایکدن وقت مستی مے — کہ سارے جہانکو معلوم ہے
جو کچہہ کام ان جانفشانی کیا — نہ ہرگز کسی پہلوان نی کیا
بظاہر ہے بجہہ سی پہلوان — ہوا او وہین مصرف شاہ جہان
طلب کی جاماسپ کو اپنی پاس — کہا یونکہ ای مرد اختر شناس
کہ ہی کس طرح مرگ اسفندیار — یہ سنکر خردمند نی ایکبار
زبردست ہی مرد اسفندیار — کسیکو نہین طاقت کارزار
ولی پہلوان رستم نامدار — کریگا اوسی کشتہ انجام کار
بہت کرکی تعریف اسفندیار — لگا کہنی اوس سے کہ اکلی نگاہ
یہ کہکر بہ سوی سران سپاہ — نگہ کرکی بولا شہ دین پناہ
کہا مینی یہ رستم گرد کو — کہ اب جلکی میر امدادگار ہو
اطاعت سے پہیر اپنی اونہی — یہ کہتا ہی تخت شب روز وہ
تہمتن ہی القصہ لیل و نہار — ثنا گو ہی کیخسرو نامدار
مری ملین لکتی ہی سب بات کا — نہایت تردد ہی صبح و مسا
جوان سے کہا شاہ نی بعد ازان — کہ جا لیکی لشکر سوی سیستان
وہ بولا کہ مین اپنی پہلی با شاہ — ہوا شاہ ارجاسپ کینہ خواہ
عوض ملکی گر نہ رستم کہینہ سے آہ — کیا قید مجکو بحال تباہ
کہ دون قصۂ ہفتخوان یاد کر — تو پہر آ ہوسب ہوں تن بسر
ترا اپنی سر چاہ وہ حول سپاہ — کبھی کشتہ مینی بفضل الٰہ

مفصل کہا قصۂ ہفتخوان — کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
نہ ہرگز دیا اوسکو دیہیم و تخت — کہ تہا شاہ کو اوس سے وہم سخت
کہا یون جو تہی مادر مہربان — حضور اوسکی جاکر یہ بولا جوان
گرفتار تہین یہان من تبی ہر زمان — رہا کرکی لایا مین اونکو یہان
پہ ایفائی عہد مین اون سے ہوا ہے قصور — تو کہ جاکی انصاف سی ہی یہ دور
تو یہ بات ہرگز زبان پہ نہ لا — کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
پدر کی ہی تارک پہ یہ تاج ہے — ولی فی الحقیقت ہی تجکو یہ ہے
نکہ اضطراب ای پسر بی نظیر — کہ آخر ہوا شاہ گشتاسب پیر
خوش آئی نہ یہ پند وہی تنہا — اوٹہا ہو کی دلگیر اسفندیار
کیا قتل دشمن کو ای بادشاہ — کہا مینی ناموس انگاہ
ولی حیف ایفائی عہد و ہنوز — نہ تو نی کیا ای شہ نیکروز
ولی ملین ناخوشی ای شہریار — یہ گفتار آئی بہت ناگوار
ذرا دیکہہ احوال اسفندیار — تو کہ مجہسی راز فلک آشکار
نظر کر سوی گردش مہر و ماہ — کہا یونکہ ای شاہ گیتی پناہ
جہانمین ظفرمند و فیروز ہو — مسخر کری ہفت اقلیم کو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن — وہین ایک تب سی کی انجمن
مبارک تجہی تخت و تاج ہے — کہ زیبا ہی تجکو کلاہ سے
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب — ہوئین دختران زشتان بند سب
نہ آیا مری پاس تہہ ہرگز ادہر — نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
کہ ہی کابل و زابل و نیمروز — عطا کردہ خسرو خصم سوز
برا اطاعت وہ آتا نہین — مجہی کچھ بہی خاطر مین لاتا نہین
مناسب ہے اب کہ اسفندیار — کری رستم گرد سی کارزار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر — تو پہر آکی لی مجہسی تاج و سریر
شہ چین کو وقت غادی شکست — لیا ملک کیسر دہی کی بیست
کیا کشتہ اب مینی ارجاسپ کو — کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ گرگان جنگلی و شیر ژیان — وہ کافر بلا اژدہائی دمان
وہ سیمرغ آیا جو پہر ستیز — تو کہینچا ادہی تیغ تیز

وہ سختی سرما و باران برف
وہ طغیانی وہ جوش پانی وہ برف

گذرتا جہاں سخت مین وہاں گیا
شہنشاہ کا حکم لایا بجا

کہ سیاقتی بھرتی نہین زینہار
شہان فلک قدر عالی تبار

حوالی کیا پہر تجھی تخت و تاج
پدر نی تیری زر سر پہ تاج

اگر مین کہون فخر شایستہ ہے
بزرگی مجھی آج بایستہ ہے

شہنشاہ نی پہر یہ پاسخ دیا
کہ گفتار تیری ہی یکسر بجا

کمر بستہ حاضر ہین ان بندگان
یل نامدار و رستم پہلوان

بڑا حیف ہے سخت ہی رو برنگ
کہ ہو نامور تو و فیروز جنگ

تصرف مین ان سب ایران کہین
سر خلافت کا دعوا کرین

شتابندہ ہون سو پہر سیستان
کرون جنگ رستم سی مین بیگمان

شتابان ہو لیکی گنج و سپاہ
تہمتن سی جا کی یہ کہہ تو آہ

زوارہ فرامرز کو بھی جھوڑ
بد اندیش کی سر کو جا پیس توڑ

نہین جا لی اندیشہ کچھ زینہار
کہ تجھ سی جہا نہین یل نامدار

کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
ذر رو مین آخر لیا سد نہنگ

کریگا تو اکدم مین اسکو اسیر
تجھے پہر مین دونگا یہ تاج و سریر

دلاور جوان نے دیا یہ جواب
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب

یہانتکا ولی تربیت کر وہی
ہمارے بزرگونکا پروردہ ہے

بہت دنونکا رہنما یان کیے
زبون نامداران توران کیے

زبون ترہی ویک دان ناپاک
کہ ایسی لا وکی کیجی ہلاک

مگر تمکو اندیشہ کچھ اور ہے
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے

نہین خوب شاہا یہی پیمان شکست
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست

بہ رستم کی خدمت مین حاضر رہا
نکو ہی مری تہ کی اسنی کیا

رہ سیستان ہی بفوج گران
گرفتار رستم کو کر جا کی ہان

کہ عبرت ہو اورونکو پہر زینہار
نہ کوئی کری سرکشی اختیار

یہ مقصد ہی میرا کہ تو یہانسی دور
رہو نہین زنہار تیری حضور

یہ کہکر جہان کی چین جبین
شتابان ہو اسدی نہ خاطر نہ دیت

خبر لاکر اسکا ارادہ کیا
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

کرون گر بیان مین تو ہو بد ننگ
روان مثل دریا دل غمنگ رہ

بہائی کو ہمت کا ہم فرشتاب
رہ لطف ہی کرتی کا میاب

بہلا روم مین تی نیا شہنشا
کیا کشتہ اک گنگ اک اثر دہا

کبھی نہی اکلی رہا ہی کلان
ملا ہی تہ خاک خون دشمنان

مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
کہ اورنگ و دیہیم دی تی مجھے

ولی سخت غم ہی کہ صبح و شام
کہ کاوس خسر کی اگی مدام

اور اب سرکشی جس سی ہے تقیار
نہین حکم لائی بجا زینہار

تری اگلی اسطرح شام و سحر
کرین کشتی رستم زال زر

لگا کہنی یعنی وہ آفاق گیر
کہ دی بھی مجھی آپ تاج و سریر

وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
نہ دیدول ہلای سر تخت

گرفتار کر رستم زال کو
تصرف مین لا ملک اور مال کو

نہ کہ بیگانگان کا نام و نشان
کہ ہو پہر کوئی کینہ آور یہان

کیا ہفتخوان فتح تو نی تمام
بلند اس جہان مین ہی تیرا نام

نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
تو ہی شیر کش گرگ و ہی شیر مرد

قسم زند و استا کی اپنی مین
کہ مجہ مین نہ زنہار پیمان شکن

جو مجھ سی کری گی امید جنگ
کرو ہمین بون اسکو بیشن نہنگ

سنا ہی کہ رستم یل نامدار
رہا یہان شب و روز خدمتگذار

نہ ایرانیان بیکہتی ہی تخت
تہمتن بکرتا اگر کار سخت

مخالف تہ اتہا اگر پور زال
تو مہمان اکیون تو اسکا دو سال

مجھی بیچتا ہی سو سیستان
مری حق مین ہی بیگانی نہان

گشتاسپ بولا کہ ای پہلوان
بلا سی اگر رستم پہلوان

نہ لا درمیان عذر ای نامور
تمنای اورنگ و افسر ہی گر

پیادہ ہی لا یہان کی بند
پڑی ہو گردنمین اسکی کمند

وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہی پیش گمان

مبارک یہ اورنگ افسر تجھے
بہانا سی ہی بس ایک گوشہ مجھے

لگا کہنی جاماسپ سی شہریار
کہ جا زر و دشت پیش اسفندیار

ہوا جا کی جب اس سی بیان حال
وہ بولا کہ ای فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھ سے بتا | خردمندی تب یہ پاسخ دیا
بجا لا شتابی سے حکم پدر | نہ سر پہیر تمہارا ای نامور
وہ بولا کہ بہتر ہے فرمان شاہ | سوی سیستان بہمن وہ انگاہ
حضور شہنشاہ کشورستان | گیا جا کی جاماسپ نے یہ بیان
کہ راضی ہی بہمن تن اسفندیار | بجنگ یل رستم نامدار
ہوا شادمان شاہ گردون جناب | گیا پہر وہ پیش گتابون شتاب
گتابون سے بولا شہ نامجو | کہ اسفندیار جوان مرد کو
کرون ہون مین رخصت سوی سیستان | پی جنگ رستم بفوج گران
رضامند ہی گرچہ وہ نامور | ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کہ رستم کو جا باندہ لاوی اگر | تو بخشون مین پہر تو وہین تاج سر
گتابون ہوئی سنکی اندوہگین | جو اس سی کہا جا کی اوسنی یہین
زبردست ہی رستم نامدار | نہ کر قصد رزم اوس سے تو زینہار
نہ جاؤ سے طرف ہرگز ای ہوشمند | ذرا گوش جان سی تو سن میری پند
گتابون سے بولا یہ اسفندیار | کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار
ولی قصد پیکار اوس سے نہ تھا | کہ ہی وہ نکوخواہ سرکار کا
اگر دون کیا کار بی فرمان شاہ | کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ
پذیرا کیا مین اس بات کو | اگر بعد اقرار انکار ہو
تو پہر مردمی سے نہایت ہو دور | بجالاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان | ہوا شہ سے رخصت سوی سیستان
دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر | ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
وہ اشتر روان تہا جو پیش قطار | گیا بیٹھہ وہان اور نہ پہر اسا
نہ وہان سے اوٹہا اوس کا اونٹ جب | کیا قتل اوسکو زروی غضب
لگی کہنے مردم ہوئی فال بد | صبا دا کہ پیش آوے کچھ حال بد
مناسب یہی ہے کہ اب پھیر جا | سوی خانہ پہر چلیے ای نامدار
وہ بولا یہ موقع نہیں ہے بجا | ولیکن جہان دار کشور کشا
کہینگا کہ لایا بہانہ جوان | یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
گیا متصل سیستان کی وہ جب | روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب
کہ لی آوی یہان رستم گرد کو | گیا جب کہ وہان بہمن نامجو
تو پہر زال نے بافراوان ہنر | ادب سی جہکایا اوس کی حضور
لگا کہنے یون بہمن نامدار | کہ آیا ہی رویین تن اسفندیار
کیا ہی طلب رستم گرد کو | یہ بہمن سے سنکر یل نامجو
گیا پیش رستم کہا ماجرا | لگا کہنے وہ مصلحت اب ہی کیا
وہ بولا کہ پیوستہ ای پہلوان | رہی ہم کمربستہ پیش کیان
تو جا شوق سے پیش اسفندیار | بجا لا کے رسم و رہ انکسار
اوسی نسل گشتاسپ لایا ہی گہر | تکلف سے مہمانی اوس کی تو کر
گیا جبکہ یہ زال زر نے عیان | گیا ساتھہ بہمن کے وہ پہلوان
وہ پہنچی کنارے پہ دریا کی جب | لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
توقف کنان ہو تو ای نامور | کرون باپ سے اپنی جا کر خبر
یہ سنکر گیا بہمن نامدار | کہا جاکے یون پیش اسفندیار
کہ رستم دلیر و جوان مرد ہے | مروت مین اور خلق مین فرد ہے
خبر سنکی آئی کی تیری یہان | مری ساتہہ آیا ہی وہ پہلوان
گیا پہر سپہدار اسفندیار | خبر دیدہ سوی رستم نامدار
اوسی جوش سے رستم پہلوان | جہکا کر سر عجز جون بندگان
جو کچھ شرط خدمت تہی لا بجا | پہر آغاز کی یہ دعا و ثنا
کہ ای وارث تخت و تاج کیان | سرفراز گیتی ستان
تری قد پہ زیبا قبا ہی شہی | تری سر پہ شایان کلاہ شہی
وہ ہی نیک طالع جو تیری حضور | پرستش کنان ہو بفرط سرور
کری کشتی تجہہ سے جو کجبخت | شتابی گرفتار خواری ہو سخت
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو | طرح مہر کی عالم افروز ہو
یہ آئین و رسم ادب کہکر | ہوا شادمان سرور نامور

فرود آگئی گھوڑی سی اسفندیار
سر افراز تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجھکو سر افراز کر
نہین رستم گرد کو لیگیا
بس اب تو بھی راضی ہو اے شہریار
نہ اکدم رکھی شہ گرفتار بند
کہ راضی نہین ہی اگر بندپر
بسان شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تنہا یہان شہریار
اگر میری فرمان سی آجاے تو
تجھی بند کرکی نہ لیجاون گر
سپہدار نی پھر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
جوانی کے کہا یون کہ آنا شتاب
کہا اسی سپہدار آفاق گیر
لگا کہنی یون اوس سی اسفندیار
یہ اب مصلحت ہی کہ ای نامدار
ہوا اس سخن سی وہ اندیشہ مند
کہا زال نی یون کہ ای نامدار
بسوی سپہدار عالی گہر
وہ بولا کہ ہی منتظر زال زر
مری ساتھ ہیش شہ ارجمند
کہ مین کام تیری بہت آونگا
جہانمین سر افراز گردان ہو نہین
مروت سی کرتا ہون اب التجا
یہ جا بازروی غضب بیدریغ
مشفقت بہت تو نی کی ہشتیر

ہوا رستم گرد سی ہمکنار
جہانمین تو جبتکا ہو یار و معین
تو رونق فزا چلکی ہو میری گھر
وہان جاکی رستم سی کہنی لگا
کہ وہان لیچلون تجھکو پابند کر
نہ پہنچا دوی ہرگز تجھی کچھہ گزند
تو بس ہو گئی رخصت تو جا اپنے گھر
مری گھر تو مہمان فرا چلکی ہو
بطور دگر ای ستودہ شعار
سر جنگ از روی کین آئی تو
تو کیا قدر پاون حضور پدر
کہ لی اور دی مجھکو صہبا ناب
کہون زال سی جاکی احوال سب
یہان بھیجا صاف انہ نہ جواب
کیا کیون نہ رستم کو تو نی اسیر
کہ پھر آونگا رستم نامدار
نہ ساتھ اوسکی ہو رزم جو بیتہا
گیا سوے مسکن سرور ارجمند
ملک زادہ اپنا ہی اسفندیار
شتابان ہوا گرد و روز دگر
قدم رنجہ فرما لتو ای نامور
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
سدا تیری خدمت بجا لاونگا
نگہدار شاہان ایران ہو نہین
نہین ورنہ تجھسے خطر ہی نہا
تہمتن یہ کہچی رہا زخم تیغ
بس آرام سی بیٹھ ہی نوش کر

لگا کرنی رستم کی پھر یون ثنا
قوی اوسکی ہو پشت ایل و نہار
پذیرا نہ اوسنی کیا یہ ثنا
یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
پہنچا کر حضور شہ کامگار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
یہ لایا زبان پر پھر یلتن
جو کچھہ مجھسی فرمائے تو بجا لاون
ولیکن مین آیا بعزم دگر
تو مین کسطرح کہا کی نان نمک
وہ بولا کہ زنہار نہین بیٹھے یہان
طلب کی پھر جام دینا ہون
جو کچھہ مصلحت دیکھی تجھی زال زر
سوی خانہ رستم جو رخصت ہوا
نہایت نیون سخت بیجا کیا
لگا کہنی پشوتن کہ ای شیر گیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
گیا رستم گرد جب اپنی گھر
سحر اوسکی خدمت مین جا پہونچو
اوسی لی گیا آکی اسفندیار
کیا اوسنی انکار اور یون کہا
کہا اوسنی ای گرد فرخ شیم
کیی مینی کار نمایان مدام
کیا دشمنو نسی جہان مینی پاک
یل پیلتن سی یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
کہا پھر سوی دست چپ بیٹھہ تو

کہ ای نامور گرد زور آزما
نہو دی اوسی کچھہ غم روزگار
ولی اپنی لشکر مین اسفندیار
کہ رستم کو لی آتو کرکی اسیر
کرون مین یہ ہا تجھکو ای نامدار
کیا پھر سپہدار نی یہ بیان
کہ اکبار ای سرور انجمن
بجا لا مین فرمان تیرا ای جوان
بھلا کیونکہ مہمان ہون اپنی گھر
کرون تجھسی پیکار زیر فلک
سکہاونگا مین ای سپہدار نان
کیی کوشش باہم کئی ساتگین
گزارش کرونمین یہان آنکہ
تو پشوتن نی اندیشہ اوسدم کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ جانی دیا
زبردست ہی وہ سوار دلیر
ہنوز ہی اگر دور دشوار ہو
یہ قصہ کہا زال سی سربسر
نہ وسواس دل مین فرستادہ جو
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کہ ای پہلوان تو بھی یہان لینی بجا
تو زر کہہ مجھہ یہ مصروف لطف و کرم
کیی پست گردن تہران تمام
کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ سنکر تہمتن سے کہنی لگا
یہ سنکر لگا کہنے ای نامجو

یہ سنکر لگا کہنی جنگی سوار کہ دیوان خونخوار مردان کار
جو مینی کیی کشتہ ہنگام کین تو زنہار اونکی برابر نہین
تری رزم سی کچہہ نہین خوف جان ولیکن ہی اندیشہ ہی ہر زمان
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو تو ہی پیش شاہان مرا زرد رو
سمجہہ دل مین ای فرخ اسفندیار کہ اب صلح بہتر ہی یا کارزار
ہوا سالخوردہ اب گشتاسپ شاہ تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
ترا دشمن جان ہی تاجور تجہی اس لیی اوسنی بہیجا ادہر
کہ تو کشتہ ہووی مری ہاتہہ سی نہین اگہی تجہکو اسبات سی
سنو کار فرما جوانی کو تو نہ کر پہلوانی مری سو برو
گر اپنی جان پر تو شکوہ روا نہ بدنام کر مجہکو بہر خدا
وہ بولا کہ دیتا ہی تو کیا فریب نظر مین ہی میری فراز و نشیب
حضور پدر لیچلون باندہ کر کرون یا تجہی قتل وقت سحر
پسر کو برادر کو اور باپ کو تو الیکی میدان مین ای کینہ جو
کہ انکہو نسی دیکہین ترا حال زار کرین غم سی ماتم وہ لیل و نہار
لگا کہنی رستم کہ اب تجہی کیا نہین چارہ گر آئی تیری قضا
بوقت وغا آئی گا یہ نظر کہ ہون نوحہ گر اسکی پور و پدر
یہ کہکر سوی خانہ رستم گیا حضور پدر یون گزارش کیا
کہ ہی بر سر کینہ اسفندیار نہین اور چارہ بجز کارزار
کہی زال نی پہر سخنہای پند لگا کہنی تب رستم ارجمند
کرنا لائق و سخت کہکر مجہی کہا جو کچہہ دیو اوسنی تجہی
نہین صبر کی تاب اب زینہار کرون جنگ ساتہہ اوسکی ای نامدار
یہ سنکر کیا چشم کو اوسنی تر لگا پوچہنی تب یل نامور
کسی لیی تونی دیدی پر آب دیا زال نی اوسی یہ جواب
کہ گر کشتہ ہووی تو ہنگام جنگ تو خانہ خرابی ہو پہر بیدرنگ
جو ہو کشتہ اسفندیار جوان تو ہو نام بد پیش اہل جہان
کہ کہتی ہین کیان ہمسی کینہ سد تہمتن نی سنکر یہ پاسخ دیا
تو کر اپنی خاطر سی اندیشہ دور کہ جیتا پکڑ لاؤن تیری حضور
کرون پیش کش اوسکی پہر گنج و زر اطاعت سی پہیرن نہ زنہار سر
لگا کہنی یہ سنکر وہ مرد کہن کہ ہر گز زبان پر نہ لا یہ سخن
وہ اسفندیار جہان پہلوان دلیر جہان گیر و کشور ستان
زبون جسکی آگی ہی فغفور چین جہان مین کوئی اوسکی ہمسر نہین
تو کہتا ہی میدان جب جاؤن مین اوسی پشت زین سی اوٹہا لاؤن مین
یہ ہی عقل سی دور ای مرد گرد سمجہہ دل مین اپنی تو ہی سالخورد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا جبکہ رستم پہلوان لی جنگ اسفندیار جوان
تہمتن نی جسم پر پہنی زرہ تو پہر زال نی اوسکی باندہی گرہ
زوارہ کو سالار لشکر کیا زوارہ سی یون زال زر نی کہا
کہ ہر وقت تو یاد رہیو مجہیو تغافل کو وہان مت دیجیو
شتابان ہوا جبکہ وہ پیل تن لگا تب دعا کرنی مرد کہن
کہ یا رب تو اسکا مددگار ہی سوا تیری کون اب مددگار ہی
زوارہ سی بولا یل نامور کہ تو ساتہہ لشکر کی رہ دور تر
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار روانہ ہوا سوی اسفندیار
یہ سنتی ہی جانا اوسی بیخبر کہ آتا ہی بہر صلح نامور
لگا کہنی یون پیش اسفندیار کہ رستم سی کر صلح ای نامدار
سوی شہ [illegible] لطف و عطا تو لیجا تہمتن کو پی بند یا
وہ بولا کہ لا جوشن اپنی نبرد کہ ہی ساتہہ رستم کی عزم نبرد
کہا اوسنی تجہکو ہی عزم ستیز مراد ستیزہ سی ہی ہر دو ریز
وہ مرد دلاور جو ہون رزم جو جدا جانی پہر غرق خون کون ہو
ہوا سنکی پیر و دل مرد کا ولی کچہہ نہ زنہار پاسخ دیا
تہمتن نی پہر اوس جہان مرد کو یہ بہیجا پیام ای یل نامجو
مری ساتہہ گر تجکو ہی عزم جنگ تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ
یہ سنتی ہی بولا وہ اسفندیار کہ تنہا ہی اب رستم نامدار
مجہی بہی ہی اب لازم ای شیر مرد کہ جاؤن مین تنہا برای نبرد
تو استادہ ہو دور لشکر سپاہ کہ رستم سی مین جاکی ہون رزم خواہ

ولی دیکھنا جبکہ ہی وقت تنگ — کرو تم ین اشارہ تو پھر بیدرنگ
دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار — گیا جانب رستم اسفندیار
بہت ہین سواران ایران یار — ولی چاہتا ہو تمہین جون ایکبار
کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار — یہ رستم سی بولا پہر اسفندیار
مدد کو نہ آوی کوئی زینہار — ہوا عہد و پیمان بہم استوار
شکستہ ہوئی نیزی پہر بیدریغ — لگی کرنی باہم پہر زخم تیغ
لیا پہر دلیرون نی گرز گران — ہوئی رزم جو مثل پیل دمان
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان — لگی زور کرنی وہ جنگ آوران
پراگندہ دل شیر مردان ہوئے — زبون سخت ایسا جو گردان ہوئے
جدا ہو گئی دونون نی پہر دم لیا — نہ کچھ بہرہ وہان پیش پہر کر گیا
بسوئی دلیران ایران گیا — وہان جا کی کہنی لگا نا سزا
یہ سنکر وہین پور اسفندیار — جوان مرد نوشاذر نامدار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار — وہ مجھ سی کری آن کر کارزار
دلیرانہ اوس سی ہوا گرم جنگ — ولی خاک و خون مین ملا بیدرنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے — کرون غرق خون ایکدم مین تجھے
جوان مرد مہرنوش پہلوان — دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز اوسکی مقابل ہوا — فرامرز نی قتل اوسکو کیا
وہین پیش اسفندیار جوان — گیا جاکی بہمن نی بیحد بیان
دو فرزند تیری ہوئی کشتہ اب — سپہدار سنکر ہوا پر غضب
بنزدیک نام آوران زمن — سنا اور تفتن ہی جان شکن
کہ سوگند جان مسر شہریار — نہین ہی مجھی آگہی زینہار
کیا جسنی اب جنگ مین ارتکاب — کرون اوسکو قتل اور اسیر و خراب
او نہین شوق تھی قتل کر تو یہان — کہ تیری گنہگار ہین بیگمان
یہ کہکر ہوئی پہر وہ مشغول جنگ — دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
ولی تیر اسفندیار جوان — کہ آئی بیاپی سوی پہلوان
لگی زخم کاری جو اوس رخش پر — سوار دلاور تب آیا اوتر
زوارہ ہوا دیکہہ کر دردمند — گیا وہ تہی پیش پیل ارجمند

مدد میری تم کیجیو آن کر — یہ کہکر زرہ کرکی پہر سپر
تہمتن نی اوس سی کیا یہ بیان — کہ کمتر ہی میری سپہ اے جوان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم — کرین جنگ گردان بی رنج و غم
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو — فقط ہو مین ہم تم بہم رزم جو
ہوئی گرم کین ہر دو شیر ژیان — ہوا کار سخت بہ تیغ و سنان
شکستہ ہوئی تیغ سی ہر سپر — نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
گئی گرز بہی تہہ ستی بیکار — سہی کام سی دست مردان کار
کیا زور گرچہ رہ کین سے — ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
زرہ پارہ اور چاک گبستوان — ہوئی سست گردان جنگ آوران
زوارہ کو تہا جنگ مین کچھ ہنر — خروشان ہو مثل غرندہ ابر
کہا ای بدارو اگر مرد ہو — تو ہو فوج زابل سی یکبار جو
پی کینہ خواہی شتابان ہوا — طرح شیر نر کی خروشان ہوا
وہین گرد ایوا مر زور آزما — کہ شتا گرد تہا رستم گرد کا
زوارہ پہر اتنی مین آیا دوان — لگا کہنی پیدا ہین کرکی فغان
پہر اک گرز مارا جو بالائی سر — ہوا کشتہ نوشاذر نامور
دوان کرکی شبدیز کو بیدرنگ — شتابان ہوا سوی میدان جنگ
نہ کشتہ ہوئی صرف دو نامدار — ہوئی قتل ایرانیان بیشمار
کہ لشکر نی زابل کی بیخوف و باک — کیا آکی ایرانیان کو ہلاک
تہمتن سی بولا کہ ای بدنشان — نہین ہی یہ آئین گردنکشان
ہوا سنکی غمگین و شرمندہ سخت — لگا کہنی پہر رستم نیک بخت
کہ جنگ ایسی نہین کچھ کہا — نہین پہر یہ خواہش میری رضا
برادر کو اور پور کو باندہ کر — حوالہ کرون تیری ای نامور
وہ بولا بفرمان یزدان پاک — کرونگا عوض اونکی تجھکو ہلاک
خدنگ یل رستم نامدار — نہ ہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
ہوا اوس سی مجروح وہ شہسوار — تن رخش و جسم دلاور سوار
ہوا رخش پہر سوی خانہ روان — پیادہ ہوا رستم پہلوان
یہ دیکھا کہ خستہ ہی پہلوان — بدن سی تہمتن کی ہی خون روان

بسوی بلندی گیا نامدار
جہانمین تنی ورکا تہا نمون
تہا از زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہی تہا اسفندیار جوان
کہ رکہتا ہون پہر عزم پیکار مین
کہ احوال معلوم ہی سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہی گر تن سی خون
غرض زندگی سی وہ جنگ آزمان
گیا اونکی تابوت کو پہر روان
ولیکن یہ تہا ماجرا آج کا
نشست اوسکی ہی آہن سنگ سی
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہی کہ جانبر ہو وقت شب
گیا جبکہ ایوان مین نزدیک زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری ہی یہ غم
کیا بستہ زخمونکو مرہم لگا
قوی بازو و سخت تن وہ سمند
مرا تیر سندان سی کرتا گذر
اگر زور کرتا مین کہسار پر
نہ وہ جنگجو پشت زین سی ہلا
ہوئی جنگ سو وقت ہنگام شام
کہ پہر لاتا آوی سپر افشان
تو پہر آکی ایوانمین اسفندیار
جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو
تو پہ کو مری تو جلانا ضرور

لگا کہنی تب ہنسکی اسفندیار
تری ہی تیغ برانسی کانپی تہا بو
کہان ہی ترا اب وہ گرز گران
گیا بہر جنگ آزمائی دلیر
زوارہ سی ہووی ستیزہ کنان
نہین تجہسی کچہ دستبرد اونمین
سراپا ہی زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہین تیغ اگرچہ زبون
ہوئی شام تو سوی خانہ روان
سوی شاہ گشتاسپ کیوان نشان
خدا جانی کل پیش کیا آئیگا
مجہی اوسکی اندیشہ سی جنگ
کسی سی نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہی زندہ گر ہی غضب
اور اوسنی تہمتن کا دیکہا جو حال
ہماری نصیبو نہین تہا ہی ستم
تہمتن نی پہر زال سی یہ کہا
تنو مند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچہ کارگر
تو پرکندہ کرتا اوسی ہی پلک
کہون کیا کہ اس قوت زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرے ہمکو بیکس گرفتار و خوار
تو بد خواہ کی ساتہ کرتا نبرد
تو نی اسطرح اوس سی بیچارہ ہون
کہ فی الفور پہنچونگا تیری حضور

کہ افسوس اے مرد جنگ آزما
کہان ہی تری تیغ زہر آبدار
زوارہ نی گہوڑی سی انجام کار
کہا یونکہ اے مرد اسفندیار
کہ اتنی مین رستم نی اوسسے کہا
مجہی کیا تصور کیا تو نی اب
اگر اب بہی راضی ہو تو بندہ ہو
ہوا روز آخر اب اے نامور
ہوا غم سی بیٹونکی اسفندیار
لکہا یونکہ اے خسرو پاک دین
لگا کہنی پشوتن سے یہ بعد ازان
بہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سے اوسکو آخر زبون
ادہر تہا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہی سر تا بپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کرے وہ مین تن اسفندیار دلیر
مری تیغ برّان تہی خارا شگاف
نہ معلوم کیا بد اندیش سی
پکڑ کر کمر بند اسفندیار
کوئی پیادہ اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجہکو نہین
کہا زال نی سنکی یہ سخن
کرون کیا کہ ہی ندنون سی غضب
نہین اسقدر دست اوسکی ابہی
کیا اوسنی سندیہ مجہسی کہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ

زبون ہو کی میدان سی تو ہٹ گیا
کہان ہی ترا تیر پہلو گذار
کیا رستم نامور کو سوار
تری ساتہ کرتا ہون مین کارزار
زوارہ سی مت ہو نبرد آزما
تہمتن سی بولا سپہدار تب
تو بہتر ہی اے رستم نامور
کرون جنگ پہر تجہسی وقت سحر
نہایت پریشان دل بیقرار
تری حکم سی مجہکو چارہ نہین
کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا بیٹا اوسپر کئی ہی جوان
ہوا جثہ شکن کالبد غرق خون
اودہر پہلوان رستم نامدار
جراحت پہ اوسکی تاسف کیا
لگی رونی سب مردم انجمن
مقابل نہین جسکی عفریت و شیر
سنان توڑتی تہی دل کوہ قاف
نہ کچہ زور بازو گیا پیش ہاے
کیا زور ہر چند پر زینہار
کہین بہی نہ دیکہا نہین زینہار
نکل جاؤن تا چار یہانسی کہین
کہ گر تو نکل جائیگی ہی بیل تن
یل نامور بزرد سل نہ ود
کہ اوس پہلوان کو کرون تن طلب
جو پیش آوی مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ

تو سیمرغ حاضر ہوا آنکر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملی پنجے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نامجو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سوئے ہفتخوان جو جب گیا
تو گرانس جہان سے ہے ورتر
کہیں وہ بچا وے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض تحمل گر نہ اوس سے تجھے نہیں کیا
مہیا تو کر اک دو شاخہ خدنگ
کہ ہے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو
ولی کور کرنی سے اوسکی ضرر
وہاں تیر بیٹھے بحکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگا ہے دو پیکان پہ ہر آبدار
کہ میدان میں آیا سوار دلیر
ذرا خواب تو شب میں نہیں ہے انہو
مری دل میں تنہا وقت شب گیا
ذرا دیکھ احوال اسکا ہے کیا
بسوئے تہمتن پشوتن گیا
سوا اسکے اک زخم کاری تھا
دلیری اوسکی مجھے ہے خطر
خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
نہیں زخم کا اب اثر زینہار

گذارش کیا یوں کہ اے پیل زر
ہوا آگے پہ غالش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کروں جا کے رہ اسکا میں زرد و تر
ہوئے زخم اچھے یہیں تا بسر
کہ اشکی وہ مرغان مددگار ہو
توانا و گردنکش و زورمند
مراجعت وہاں ایک سیمرغ تنہا
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کریگا ہمیں بندہ کہ بخت خوار
مری ساتھ چل رخش سے ہوشیار
تہمتن سے سیمرغ نے یوں کہا
سحر جا کے میدان میں ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے یا بہرہ مند ہو
پہنچے ذرا شوق سے کور کر
یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیر گیر
کہ آیا پھر اب رستم جنگ جو
کہ جانبر نہوویگا یہ پہلوان
مگر اسنے زخمونکو بستہ کیا
تو رستم سے بولا کہ دیکھے ہے کیا
پشوتن نے جاکر جو انسے کہا
مناسب ہے یوں اب کہ اے نامجو
گیا وہ میدان میں ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار

مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد
نیا زاوس سے ہمنے کیا مشورہ
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کرکے وہان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہو تو یار
مجھے اور تجھے ہے قدرت کہاں
مقابل جو ساتھ اوسکے کرے ہوا
یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کر کے دریا سے پیچ و خم
کہ اک شاخ لیجا تو اک اب ٹک کر
پہر اسکے تیر کو اے یل نامدار
نہیں خوف اب ہے قتل اسفندیار
یہ خاصیت اس میں ہے اب کہ تا
پھر آئے وہ دو تو وہیں شیر زال
جو انکر رستم نے پھر بیدرنگ
نہ تاب اتنی تھا نیغ کر قیاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل وہان
اوٹھا اسکی آواز اسفندیار
کہوں کیا میں کاری تھا ہر زخم تیر
وہی رخش ہے یا ہے رخش دگر
کہوں میں نہیں وہ داروے جان نواز
کہ دیر سے وحشی قد ہے پہلوان
تو پیغاش کو دے اپنی در
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
کیا اوسنے جادو سے بہر شکست

وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
بلا وقت پر ہے یہ آئی ہے پیش
جو دیکھا تو ہے رخش تن بدن سے اون
توانا و زور آور و چاق و چست
تو ہووے گی یوں گرد اسفندیار
کہ ہوں ساتھ اوسکی ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جان بچا
کہا یونکہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے کر رہا
گئی اک نیستان میں وہ تو ہم
اسی ست کر کے تو اک تیر
رہا کر سوئے چشم اسفندیار
خرابی ہے قاتل کی انجام کار
تمنا ہو ناوک فگن کی جہان
ہوا زال مسرور شادان کمال
مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ
حریف جفا کیش تھا گرم خواب
کہ اے مرد اسفندیار جوان
پشوتن سے بولا کہ اے نامدار
تعجب کہ ہے تندرست اور دلیر
شتابی سے جا کے لا یہ خبر
کہ ہر زخم کا پل میں ان سے ہوا چارہ ساز
نہیں زخم کا اوسکے تن پر نشان
تہمتن کی ساتھ آتے ہیں ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ و ناتوان
کہ آیا تو میدان میں چاق و چست

کہا پھر وہین کھینچکر سرد دم | گرگشتاسپ سے مجھکو پہنچا ستم
گیا طائر جان نے پرواز پھر | ہوا نالہ وگریہ آغاز پھر

لگی رونی تسوین و بہمن بہان | ہوی رستم وزال گرم فغان
ادہر لیکے تابوت اسفندیار | وہ تسوین گیا سوی ایران دیار

ادہر آئی بہمن کو لی اپنی گھر | یل نامور رستم وزال زر
زوارہ یہ بولا کہ ای نامدار | یہ بہمن ہی فرزند اسفندیار

گیا باپ کو اسکی لوتی ہلاک | دل اوسکا نہوگا کینہ سی پاک
برادر بھی اسکی ہوی قتل دو | عجب کیا جو وہ تجھسی ہو کینہ جو

مناسب نہ تھی تربیت اسکی یہان | کہ بدخواہ اپنا ہی یہ بیگمان
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا | کہ لاوین وصیت کیونکر بجا

جو تسوین حضور شہ نامدار | گیا لیکے تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان | لگین کہنے رو رو کی یون خواہران

نہ رستم نہ سیمرغ نی زال زر | کشندہ ہی تو پور کا ای پدر
روا رکھی جان پسر پر ستم | عبث ہی یہ پھر تجھکو اندوہ وغم

خجالت سی تہا بادشہ سر فرو | کہ نفرین تہی ہر طرف سی شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار | کیا نعش کو دفن انجام کار

لکہا نامہ رستم نی پہر شاہ کو | کہ ہون بخشتا ای شہ نامجو
حضور سپہدار اسفندیار | کیا بہمن نی چون بندگان انکسار

بہت اوسکو دیتا تہا مین گنج زر | یہ کہتا تہا ہر دم کہ ای نامور
چلاون پیش سلطان کشور کشا | نہ ہرگز جوان نی پذیرا کیا

نہین چارہ تقدیر سی ہی رہا | ہوا وہ جو ہونا تہا انجام کا
کیا تربیت پور کو اوسکی آپ | ہنر اور آداب سکھلای سب

جو کچھ حکم ہو مجھکو لاون بجا | کہ ہون بندہ شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑہا شاہ نی سربسر | تو تسوین سی کہنی لگا تاجور

کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان | وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
تہمتن ہی اس امر مین بیخطا | درست یہ بجا ہی جو اوسنی لکہا

اوسی پند کی مینی بہی چند بار | اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سی باز | لگا کہنی پہر شاہ گردن فراز

اجل نی اوسی سخت جاہل کیا | یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکہا
کہ رکہ جمع خاطر تو ای نامدار | نہین تیری تقصیر کچھ زینہار

یہان آئیو جب کرون مین طلب | روان کر تو بہمن کو با عز و ادب
تہمتن نی بہمن کو با صد وقار | روانہ کیا سوی ایران دیار

ہوا دیکھ کر شاد فرمان روا | ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو مین کر چکا اب بیان | شغاد لعین کی لکھون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک وکشتہ شدن رستم از دست او وخرابی خانمان

لکہی ہی یہ فردوسی بی نظیر | کہ آزاد سرو ایک تہا مرد پیر
یہ کہتا تہا وہ پیر مرد سترگ | کہ سام و نریمان تہی میری بزرگ

اوسی قصہ خسروان یاد تہا | کہا اوسنی مجھسی یہی ماجرا
کہ رستم سی اسفندیار جوان | ہوا اس طرح سی ستیزہ کنان

کہی بعد ازان داستان شغاد | کہ تہی سرو آزاد کو خوب یاد
پہر اوس قصہ کو نظم مینی کیا | غرض اس طرح سی یہی ماجرا

کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا | اور اک اوس سی فرزند حاصل ہوا
رکہا زال نی نام اوسکا شغاد | نجومی یہ بولی کہ ای خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان | کری خانمان سب تبہ بیگمان
مناجات کی زال نی رو رو یہین | کہ یا کردگار جہان آفرین

بدی اسکی طینت سی ہو دور تر | بسوی نکوئی تو ہو راہبر
ہوا طفل القصہ جب وہ جوان | کیا زال نی سوی کابل روان

وہان کا جو تہا شاہ نیکو سیر | قرابت وہ رکہتا تہا با زال زر
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد | لیا اوس شاہ نی تب ایسا داماد

اوسی ایک دی دختر دلستان | کیا کتخدا اوسکو با عز و شان
حضور یل رستم کینہ خواہ | سدا باج بہیجی تہا کابل کا شاہ

کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد — گئی بادشاہان فرخ نہاد
دلیران گردنکش و نامجو — گئی سب یہاں سی مری روبرو

جو پوچھو تو ہین ان یہان بادیر تر — بس اب یہان سی کہ ہی ناچون سفر
فرامرز جنگی لاوے جرأت — مرا کینہ لی تجھسی آکر یہان

شغاد نگون بخت سی پھر کہا — ہوا وہ کہ چاہی تھی جو کچھ قضا
ولی تاب جنبش نہین ہے مجھے — درندون نی چھوڑا بھلا کب مجھے

تو پھر خدا دی ہنر نیک کی ان — کہ امین ہو عین نزدیں یہان
دیا اوسنی ہتسکیان بند تک — وہین اوسنی مارا اودی بند تک

پس نخل گرچہ چھپا بدنہاد — ہوا سفتہ لیکن بہ سخت شغاد
کیا وہین رستم نی شکر خدا — کہ بدخواہ سی اپنا کینہ لیا

تہمتن سی پھر نہ جان رخصت ہوئی — توقف کی الذمہ رخصت ہوئی
زوارہ بھی وہ ساری آئی — ہوئی جا وہین کشتہ خرد و کلان

ولیکن سی ایک باقی رہا — سو وہ سیستان مین شتابی گیا
کہا اوسنی یہ ماجرا سربسر — یہ سنکر ہوا زال پر نوحہ گر

لگی رونی رستم کی مان زار زار — یہ بولی کہ دنیا سی انجام کار
ہزار و صد و سینہ وہ پیار مرد — گیا او رہا قی بارنج و درد

فرامرز نی سخت ماتم کیا — غرض زال نی اوس سے پھر کہا
کہ جا سوی کابل تو لیکر سپاہ — سپہدار کابل سی ہو کینہ خواہ

فرامرز جنگی ہوا پھر روان — سوی شہر کابل بفوج گران
ولی شاہ کابل ہراسان ہوا — سوی کوہ وہین گریزان ہوا

فرامرز کو جب یہ پہنچی آگہی — کہ تھی شاہ سی شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ — جہان پہلوان سب ہوئی تھی تباہ

بیان کیجی کیا صورت کشتگان — نہ تھا نام کو گوشت جز استخوان
تو دو دام کہاتی تھی ہر صبح و شام — بیابان مین گوشت اونکا تمام

زوارہ کی اور رستم گرد کے — وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
کئی فن زابل مین جا کر وہین — پھر آیا وہ کابل مین پر کینہ جو

ہوا گرچہ بیکار کابل کا شاہ — ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا — مظفر سپہدار زابل ہوا

فرامرز نی اوسکو ز روی کین — کیا ہاتہ سی قتل اپنی وہین
سوی شاہ گشتاسپ آیا بہتن — خبر شاہ ایران کی لایا [illegible]

رحلت شاہ گشتاسپ بملک فانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بتخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نی ایک روز — کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ مہی کی سزاوار ہے — سوا اسکی شاہی کا حقدار ہے

ہوا کشتہ اسکا پدر بیگناہ — اسی چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسی تخت پر — رکھا سر پہ بہمن کی دیہیم زر

کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر — کہ تھا دانش و فہم مین بی نظیر
ہوا پھر روان آپ سی ملک عدم — شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہانگیر شاہ ہمایون خصال — رہا حکمران یکصد و شصت سال
جہاندار بہمن شہ نامور — ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

لگا کرنی داد و دہش صبح و شام — ہوئی خلق شادمان خاص و عام
ارادہ کیا پھر وہ نی بغضب — کہ زال و فرامرز سی چلکی آب

لیا چاہیے کین اسفندیار — سواران غرض لیکی یکصد ہزار
ہوا عازم سیستان بادشاہ — چو نزدیک زابل کی پہنچی سپاہ

یہ پیغام بھیجا سوی زال زر — کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
بیابان مین اسکی تیغ و سنان — کرون تجھسی خون از سر کین فشان

فرستادہ نی جا کی جب [illegible] — کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نی پھر بہشتی کہین — کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین

بر تخت نشستن ہما دخت بہمن

ہما دخت بہمن بجای پدر ۔ سپہر شہی پر ہوئی جلوہ گر
کیا اوسنی آغاز جود و سخا ۔ فقیروں کو یکسر تونگر کیا
سپہ کو دیا گنج و زر بیشمار ۔ کیا خلق میں عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر ۔ حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہا یوں کہ لیجا کہیں سکو دور ۔ تو کر پرورش با نشاط و سرور
ولی پیش مردم یہ ظاہر کیا ۔ کہ ہوتی ہی پیدا پسر مر گیا
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب ۔ کیا پہر اوسی اوسنی اک دن طلب
یہ سوچی ہما اپنی دلمین کہ گر ۔ رہی شہر میں یہ ہمایوں پسر
مبادا کہ واقف ہوں یہاں مردمان ۔ خلل میری شاہی میں ہو بیگمان
اوسی ایک صندوق میں بند کر ۔ رکہی رکہہ کی یاقوت و لعل و گہر
کہا محرمان سی یہ ہنگام شب ۔ بہا دو اسی جاکی دریا میں سب
بجا مردمان لائی حکم ہما ۔ دیا جاکی صندوق کو بہہ بہا
وہ صندوق دریا میں جو بہکر ۔ کہیں ایک گاذر کو آیا نظر
نکال اوسکو گاذر وہاں لیگیا ۔ کنارے پہ لاکر اوسی وا کیا
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد ۔ جو دیکہا تو گاذر ہوا شاد شاد
خوشی سی اوسی پیش زن لیگیا ۔ کہا اوس سی لا شکر ایزد بجا
ہوا فوت فیروز تیرا پسر ۔ عوض اوسکی یہ طفل شکل قمر
دیا غیب سی ہمکو ایزد نی آج ۔ تو ہو مائل بہجت و ابتہاج
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی ۔ تو پہر زوجہ بہ سرور خوشتر ہوئی
رکہا طفل کا اوسنی داراب نام ۔ کیا دلمیں اندیشہ خاص و عام
کہ واقف ہو ہمسا سی کوئی گر ۔ مبادا کہ کچہہ مجکو پہنچی ضرر
وہ اس شہر سی جای دیگر گیا ۔ زن و کودک و مال لیکر گیا
وہ داراب خوشرو تہی خوش شکل تہا ۔ دلیر و جوان مرد زور آزما
زبون تہے تمام اوس سے خرد و کلان ۔ نہ تہا اوسکی ہمسر کوئی نوجوان
ذرا گاذری کا نکرتا تہا کام ۔ گریزندہ اس کام سی تہا مدام
سمجہوتا تہا اک پارچہ ہاتہ سے ۔ وہ گاذر تہا دلگیر اس بات سے
کہی تہا کہ مجکو خدا نے دیا ۔ عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ پیدا نہیں کرتا ہی ایکدام ۔ پہری ہی یہ بازی کنان صبح و شام
ولی تہی اوسی یہ خبر کچہہ نہیں ۔ کہ ہوویگا یہ شاہ روی زمین
بٹہایا جو مکتب میں داراب کو ۔ کہ تا سیکہکر علم شایستہ ہو
اوسی فہم و ادراک تہا اسقدر ۔ کہ اوستاد حیران رہا دیکہکر
جو کچہہ علم تہا یاد اوستاد کو ۔ شتابی سی سیکہا وہ فرخندہ خو
بفرط خوشی آن کر ایک روز ۔ لگا کہنی گاذر سی وہ نیک روز
خدا نی کیا علم میں مجکو طاق ۔ ولی اب ہی مطلوب ساز و یراق
وہ بولا کہ ہوں مفلس و مستمند ۔ کہاں سی میں لاؤں یراق و سمند
ہوا اوسکی دلگیر وہ ذو الکرام ۔ نہ پہر اوسنی دو روز کہایا طعام
زن گاذر اوس دم ہوئی بیقرار ۔ دیا ایک یاقوت انجام کار
اوسی بیچکر ایک گہوڑا لیا ۔ جو کچہہ چاہیی تہا مہیا کیا
مشقت لگا کرنی وہ صبح و شام ۔ ہنر پہلوانی کی سیکہی تمام
نہ ٹہہری تہا گہر میں ذرا نوجوان ۔ بیابان میں پہرتا تہا صید افگنان
زن گاذر اک روز بیٹہی تہی شاد ۔ وہاں آکی داراب فرخ نہاد
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان ۔ کیا اوسنی راز نہفتہ عیان
حقیقت وہ صندوق اور مال کی ۔ سنی جب ہوئی اوسکی دلکو خوشی
یہ سمجہا جوان مرد فرخ نہاد ۔ کہ ہوں میں پسر مرد عالی نژاد
در و لعل جو کچہہ تہا اوسنی لیا ۔ تصرف میں سب مال اپنی کیا
مصمم کیا دل میں عزم سفر ۔ کہ حاصل ہو جمعیت کر و فر
کہیں قیصر روم از روی کین ۔ شتابان ہوا سوی ایران زمین
حضور ہما کی خجستہ نہاد ۔ سپہدار نامی تہا اک رشنواد
ہمانی کیا حکم اوسکو کہ ہاں ۔ فراہم کرو لشکر بیکران
یہ سمجہا پیام اوسنی پہر بجا ۔ کہ مردان جنگی و جنگ آزما

ارادہ جہنمین جانے کی ہو یہان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی وہ لعین اپنی ہما
کہا یونکہ اسکو مقرر رکھو
شتابان ہی جنگ قیصر ہوا
جو داراب کی پاس خیمہ تھا
کہ ای طاق ریسو ذرا ہوشیار
سہ بار آئی آواز وہان سے یہی
کہا آکی پہر یون کہ ای نامدار
نہ زنہار تہی فرمان کی صدا
جو داراب ٹہکرہ ہانسی گیا
کہ دریا سے گاذر کی ہاتھ آیگا وہ
نہ صندوق مین مخفی تھا
اوسے خلعت و اسپ خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا
کہا وہ لعین نے کہ ہے بیگمان
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے تیغ جانے لگی باہم جنگ
سر شام میدان سے وہ تاجور
بہت آفرین کی جو اہل نبرد
ہوا پہر بہم گرم بازار کین
گیا نیزہ لیکے جوان جیسے برق
ہراسان تیغ کی سر سے وہ میان
جدہر حملہ آور ہوا کینہ جو
سر تیغ سے ہم پہر چلنے ناچار
مفصل خبر فتح یابی کی ہم
ہوئی آکی سپہدار کین تم سعیر

تو حاضر شتابی سے ہو بیگمان
تو وہ لے گیا اسکو پیش ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
تو جسنے لی سکا زیادہ کرو
فرود آکے بیٹہا یہ نہین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یہان شاہ ایران بیا
سنی رشنواد نے یہ لاوری
تلے طاق کی خفتہ ہے ایک آ
یقین یہ کہ تہی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق ای نیکپور
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اوسپہ سپہر نے لطف و عطا
جو پوچہا تو اوسنے مفصل کہا
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سپہ لیکی آیا سوے رزمگاہ
پسنگ گیا وہ ان سے ننگ
سوے خیمہ آیا بفتح و ظفر
ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر
گلستان ہوا خونسے روے زمین
بسان شہ او نہ گئی صف صف
لگی کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہین تاب بیکار اب
تصرف نہین ملک لاوینگی ہم
ہوئی ایک یاد وہان سخن

ہوا سنکے داراب سے رشنواد
کہ رکہتی تہی جاکر ہما دیکہکر
عیان اسکی رخ سے تہی فر کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل ابر و زباران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وہان
نگہدار اسکا تو سب تہا یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہے نہ سر
وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
حقیقت لگا پوچہنے رشنواد
جو کہولا تو اوسمین پایا مجہے
کہا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پہر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکہی تہی سر وہ یاقوت پیش نظر
فزون تر کیا رتبہ داراب کا
تو بولا یہ داراب سے رشنواد
ہو دار و سپہ سے نبرد آزما
دلیری یہ داراب کی رشنواد
تو لیکے سپاہ گران پہر گیا
جوانمرد داراب ہر چار سو
سر شام تک وہان ہی کارزار
عجب نوجوان آج تہا ہم نبرد
وہ ہے بچہ پیل یا شیر نر
لگا کہنے قیصر کہ میدان نہو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر

روانہ ہوا پہر سوے رشنواد
پڑی جبکہ اوسپہ جا کی نظر
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پہر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمے کی درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
گئے مردمان پس وہین ڈہونڈکر
جسے دیکہکر وہ لعین گنہ رہی خطر
اوسے آکی تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گہر اپنی لایا مجہے
سپہدار سنکر ہوا مہربان
اوسنے جاکی لی آئی پہر مردمان
سپہدار نے اوسکو پہچان کر
وہ رتبہ کہ شایان داراب تہا
کہ لیکے سپاہی خجستہ نہاد
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا
ہوا دیکہکر وہ لعین پر فساد
سوے رزمگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کی ہوا رزمجو
گئی پہر سوے خیمہ انجام کار
مقابل نہین جسکی یہان کوئی مرد
کہا پہر یہ قیصر سے ای تاجور
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
تو پہر وسیان سے فرار ایرانیان
ستیزندہ میدان مین تہا مثل شیر

ہزاران دلیلان کی یعنی عزیز خون
ہوا لشکر روم آخر زبون
بنا رومیوں کا نہ زنہار کام
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام

کہ یہان آنکی ہین پشیمان ہوا
پریشان ہوں سخت حیران ہوا
جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجیے
نہ پرخاش پھر خدا کیجیے

غرض صلح کرکی وہین پہر گیا
سوی روم فرمانروا روم کا
مظفر ہوا داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شادان ہو استوار

ہما کو لکھا قصہ داراب کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
ہمانی یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
مر انور دیدہ ہے یہ نوجوان

کیا پہر طلب اوسنے داراب کو
حضور اوسکی آیا جو وہ نامجو
تو وہین ہمانی بصد ابتہاج
حوالی کیا تخت زرین تاج

جہانمین بصد جاہ و حشمت ہما
رہی سی و دو سال فرمانروا

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پہ
سپاہ و رعیت کو شادان کیا
طلب کی گازر کو پہر زود تر
جہاندار داراب فرخ سیر

بہت خلق پر لطف و احسان کیا
تو گر پیشہ گازر کا تہی کسب آب
یکایک سپاہ گران پہر کہین
عنایت کیا خلعت اسپ و زر

کہا پہر یہ اوسنے بلطف طرب
سپاہ عرب کا وہ سالار تہا
سواران تازی تہی یکصد ہزار
شتابان ہوئی لینی ان سے زمین

شعیب فلا اور سپہدار تہا
شتابان ہوئی لشکر تازیان
ستیزندہ پہر ہر دو لشکر ہوئی
یہ لشکر جہاندار گردون وقار

ہوا وہین لیکر سپاہ گران
بروز چہارم شعیب عرب
ہوا کشتہ سید انجمن وقت غا
نیا زدم تیغ کین سر ہوئی

رہی جنگ باہم زروز و شب
دلیران ایران ہوئی فتحیاب
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
سب اسباب لشکر کا غارت ہوا

ہوا لشکر تازیان سب خراب
خروشان ہوئی پہر بشوق کوش
بہم ہر دو لشکر ہوئی کینہ خواہ
کیا جانب روم لشکر روان

سپہ لیکی آیا شہ فیلقوس
کئی رومیونکی پراگندہ ہوش
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
ہوئی بحر خون یکقلم رزمگاہ

دلیران ایران ہوئی سخت کوش
زن و بچی بہی ونکی آئی اسیر
ہوا فیلقوس آنکی قلعہ بند
گریزان ہوئی بی قباد و کلاہ

نہ تنہا ہوئی کشتہ تیغ و تیر
کہ قائم رہی ملک و اورنگ و تاج
دیا شاہ داراب کو بیشمار
کہ سید انجمن تہا اوسکو بیم گزند

پذیرا کیا اوسنی دینا خراج
شہ روم کی دخت ناہید نام
پری چہرہ اور غیرت ماہ ہی
زر و گنج و در از رہ انکسار

کسی نے کہا اسی شہ ذو الکرام
کہ دیکہی نہ جسکی خیروستان
شہ روم نے با دل پر صفا
سزاوار ہم بستر شاہ ہی

گیا وہ پیغام شاہ جہان
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا

جہاندار گیتی ستان بعد ازان
ہوا روم سے جب وہ ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن سکندر

ہوا شہ جو ناہید سی ہمکنار
تو آئی نہ بو بہی دہن خوشگوار
ہوئی چارہ گر اوسکی افسونگران
ہوئی دور لیکن نہ بو بہی ہان

ہوا اس سے ناشاد داراب شاہ
ہوا پہر نہ زنہار ہمخواب شاہ
شبستان میں اپنے نہ پہر گز رکہا
سوی فیلقوس اوسکو رخصت کیا

غرض حاملہ تہی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تہی خبر
شہ روم فرزند رکہتا نہ تہا
عیان حمل اوسکا جو پہر گر کیا

ہوا جبکہ دختر سی پیدا پسر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خدا اوسنے لایا بجا
سکندر رکہا نام اوس طفل کا

سکندر تہا نام با رستم دلیر
جوانمرد زور آور آفاق گیر
حکیمون کا وہ تربیت دہ تہا
کوئی علم باقی نہ اوس سے بچا

ہنر اوسکو از بسکہ تہی خوب یاد
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
ارسطو ہی نامی فرخ سیر
لقوماجس نامی کا پسر

کہ تھا عقل و دانش سے مشہور عام
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہاں کا یہاں چھوڑئے
سمندِ قلم کی عنان موڑئے

بس اب اسکی یہاں سی باز گر
سوی شاہ داراب فرخ سیر

رحلت داراب شاہ ازجہان و جلوس دارا بتختِ سلطنت

گیا شاہ کی جب کہ ناہید کو
غرض سوی قیصر نام جو

تو اور ایک جا ہی ان کا خدار
ہوئی وہ جہاندار سی باردار
غرض تو مہینی گیی جب گذر
ہوا البطن سی اوسکی پیدا پسر

ہوا شاد دل شاہ داراب کا
ملکزادی کا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا
ولی جب وہ بارہ برس کا ہوا

تو پھر شاہ داراب کشور کشا
روانہ ہوا سوی دار البقا
رہا چاردہ سال اور چار ماہ
نگہبانِ عالم شہ دین پناہ

رکھا سر پہ دارا کی پھر تاج زر
سر تخت بیٹھا بجای پدر
فرون جاہ تھا مہر اور ماہ سے
بدستورِ داراب پھر شاہ سی

لیا خسروِ نامور نی خراج
دیا اوسکو پھر تاج اور زر خراج
سوی شاہ سکندر آتا تھا تمکین
اوسی تخت پر اب بٹھاتا تھا تمکین

نشستن اسکندر بر تختِ روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سی گذر
سکندر نی سر پر رکھا تاج زر
فقط روم میں کچھ نہ تھا حکمران
سکندر ہوا بادشاہِ جہان

ارسطو سی دانشورِ بی نظیر
ہوا شاہ کشورستان دادگر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
خردمند دانا و صاحب ذکا

با فزونی لشکر و ملک و مال
سکندر جہان مین تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارای ایران گیا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہی کیا

جو ابتک نہین تو نی بھیجا خراج
مناسب ہی یہ جلد بھیجی خراج
ندی ہاتھ سی اپنی وہ سیم و زر
ہماری اطاعت سی مت پھیر سر

سکندر نی سنکر یہ پاسخ دیا
کہ فیلقوس اب جہان سی گیا
جو دیتا تھا ہر سال ہمکو خراج
ولی مجھ سی مت ہو تو خواہان تاج

خدا نی دیا مجھکو جاہ و حشم
سر چرخ پہنچاونگا مین علم
مری پاس ہی لشکر بیکران
زر و زور و شمشیر گیتی ستان

مجھی عزم یہ ہی کہ ای نامجو
مسخر کرون ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہی تجھکو تو بھیجی خراج
رہیگا نہ تیرا یہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو مگر
سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
سکندر ادھر سی سپاہ گران

چلا لیکے افواج ایران کی سمت
چلی شیر جیسی نیستان کی سمت
یہ دارا کو جس وقت پہنچی خبر
وہ سمجھا یہی فوج کو جمع کر

سکندر جہاندار گیتی ستان
یہ سنکر لیا اس فرستادگان
گیا پیش دارای فرخ تبار
کہا جا کی دارا سی ای شہریار

سکندر نی بھیجا یہ تجھکو پیام
کہ مجھکو نہین ملک سی تیری کام
ارادہ یہ ہی سیر دنیا کرون
مہ و مہر سان گرد عالم پھرون

تو آیا ہی کیون کر کی سامانِ رزم
نہین جو نہین کچھ تجھ سی خواہان رزم
ذرا ملک سی اپنی ہی مجکو کام
کہ گذرون تباہی سی لیکر سپاہ

اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ
تو بہتر یہی ہی کہ جو تیغ و تفنگ
جو شوخی سی پیغام اوسنی کہا
تو حیرت مین دارای ایران گیا

لگا کہنی دارای فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہی نژاد
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
جہان مین کہی کون ہی جز کیان

مگر ہی تو اسکندر نامور
کہ آیا ہی یہان جنگی پیغامبر
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
بہت مجھسی بہتر ہین جاکر شہریار

سکندر نہین ہی خردمند قدر
کہ اسطرح آوی مخالف کی گھر
طلب شہ نی پھر جام و مینا کیا
فرستادہ کو بھر کی ساغر دیا

پیا اوسنی صہبای گلفام کو
ولی پاس اپنی رکھا جام کو
یہ دارا نی پوچھا کہ باعث ہی کیا
تہی کرکی ساغر جو تونی رکھا

وہ بولا کہ ای خسروِ نیکنام
یہی ملک مین اپنی ہی رسم مدام
کہ پھر باز پس اسکی کرتی نہین
فرستادہ کو دیکی پھر ساتگین

جہاندار دارا پہر آیا ادہر
پی جنگ سکندر نامور

سکندر بہی آیا بفوج گران
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران

ہوئی تیغ رانی وہان اس قدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

بشمشیر و خنجر سر کار تہا
قیامت کا وہان ہنگامہ تہا

سواران ایران نی وقت وغا
دلیرانہ جہد فراوان کیا

ولیکن تہی دارا کی برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت

نصیب اوسکی پہر بہی ہزیمت ہوئی
قرین فوج ایرانکی شکست ہوئی

گریزندہ ہوکر بحال خراب
گیا سوی اصطخر دارا شتاب

سکندر جو دنبال اوسکی گیا
تو وہان بہی نہ زنہار دارا رہا

زن و بچہ و طفل ایرانیان
ہوئی قید سب بچہ و بیبیان

جو آتا تہا پیش شہ دادرس
زن و بچہ ملتی تہی اوسکو بس

سکندر نی دارا کو یہ پاسخ لکہا
کہ گر تو مری پاس آوی شہا

تو دون ملک ایران سب اب تجہی
مبارک ہو تخت و افسر تجہی

یہانسی میں جاؤن پی فتح و ظفر
کرون ملکگیری پی بحر و بر

بزرگان گردان ایران یار
یہ دارا سی بولی کہ ای شہریار

سکندر سی جا کر ملاقات کر
کہ پہر ملک قائم رہی سر بسر

وہ بولا نہیں لائق سروری
کرون جو سکندر کی فرمانبری

غم جان نہیں مجکو زنہار ہی
ولی طاعت دشمنان عار ہی

لکہا فور ہندی کو یون بعد ازان
کہ ہون میں ستمدیدہ آسمان

کوئی یار میرا جہان میں نہیں
تو پہر خدا ہو مدد و معین

یہ دارا کو اوسنی لکہا پہر جواب
کہ پہنچا یہان آپکو یون شتاب

جو پہنچی خبر پیش شاہ جہان
کہ دارا کو ہی عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست دو وزیران اوسکا و فتح شد ایران با سکندر

کیی بند ہر جا سر رہگذر
سواران جنگ آزما بہیجکر

سپہدار دارا کی تہی دو وزیر
ستم پیشہ و بد نہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تہا ماہیار
اور اوس شخص کا تہا جانوسپار

لگی کہنی باہم کہ اقبال شاہ
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند
کہ اب پہر گیا اس سی چرخ بلند

یہی مصلحت ہی کہ اب بیدریغ
شہنشاہ کو بہیجی زیر تیغ

کہ ہووی شہ اسکندر نامدار
فزون تمہارا ہو جاہ و وقار

رکہا الغرض ظالمون نی روا
خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہیں راہ میں اتنی کو ایکبار
جدا اپنی لشکر سی تہا شہریار

نہ تہا پاس دارا کی کوئی سوار
فقط تہی وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پہر ایک نی شاہ کی سینی پر

روان تیز خنجر کیا بیدریغ
رہا دوسری نی کیا زخم تیغ

لگی زخم کاری تو پہر جگر
گرا پشت زین سی وہین خاک پر

خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
کہ دارا کو ہمنی کیا قتل یہان

گیا پہر شہنشاہ عالیجناب
سوی مقتل شاہ دارا شتاب

ہنوز اوسکی قالب میں باقی تہی جان
کہ پہنچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نی گہوڑی سی ہین اوترکر
رکہا اپنی زانو پہ دارا کا سر

کیی چشم سی اپنی آنسو روان
ہوا اور روئی اوسکی ناگہان

سکندر کو دیکہا جو بالین پر
تو سینی سی کی آہ دارا نی سرد

سکندر یہ بولا کہ ای تاجدار
نہ یہ تہی تمنا مجہی زینہار

کہ دیکہون تجہی اس طرح سرنگون
تن خستہ سر تا بپا غرق خون

یہانسی میں لیجاؤن اپنی گہر
تجہی مہد زرین میں کر جلوہ گر

کرون چارہ زخمہای تیغ کی
جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی

بٹہا تجکو ایران کی پہر تخت پر
شتابان یہانسی ہون سوی دگر

سنا میں نی مانسی کہ یعنی ہم
پسر اک پدر کی ہین تجہ اور ہم

مجہی اس لیی درد و غم ہی شہا
کہ تو ہی حقیقی برادر مرا

کشندون کو تیری ابہی لاؤن ہین
ملاؤن ہر اک کو تہ خاک و خون

یہ کہکر لگا رونی پہر زار زار
ہوا درد و غم سی بہت بیقرار

سکندر سی دارا یہ کہنی لگا
کہ زاری سی گریہ سی کیا فائدا

گذر اب گیا چارہ سازی کا کام
مرا کام یعنی ہوا اب تمام

نہ کم آب ہوتا ہی انکا ذرا   نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
وہ کہاتی ہی تنبیہ لاغری تن   ولی فربہ گوسالہ کاہی بدن
بیان کیجیی مجھہ سی تعبیر خواب   کہ دلسی مری دور ہو اضطراب
تو نہار مت ہو جیو کر ہم جنگ   غرض آشتی کیجیو بیدرنگ
خردمند دانا و عاقل طبیب   قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
پڑی ہی گرمی آتش و آفتاب   رہی سرد ہرگز نہو کم آب
تو دیتا سکندر کو یہ ہر چہار   تجھی ملک بخشیگا وہ تاجدار
دیا مرد درویش نی یہ جواب   کہ تھی پہلی دن کی یہ تعبیر خواب
وہ ہاتھی ہی اسکندر نامدار   تری شہر سی جو کریگا گذار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا   خرابی تری ملک مین لائیگا
اوسی کھینچتی ہین جو وہ مرد چار   کرون اوسکی تعبیر مین آشکار
جہد وا ایک آئیگا یہان بعد ازان   کری گاوہ آئین ہوسی وان
حکیمون کا مذہب کری آشکار   کرین اوسکا آئین سب اختیار
وہ تشنہ جو آیا نظر سہمت تجھی   کہ زندہ ماہی سی اور آب سی
گریزندہ خلق اوس سی یہان ہوینگی   یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
زمانہ اک آوی کہ سود و زیان   نہ نہہانا تجھین فی امر دمان
ششم شب جو تجھو آئی نظر   کہ تو جہین تھی اچھی بھلو نکی خبر
زمانہ ایسا مین سخت حیران کری   تمسخر ہنرور سی نادان کری
کہ آوی زمانہ اب اس طور کا   کہ لطف و مدارا نہو وی ذرا
ذہن مین پھر اک چیز کو لیجیی   نہ یک جبہ محتاج کو دیجیی
زمانہ کوئی آوی اس طرح کا   دو حصہ تو نگر ہون یعنی شہا
تہیدست کو تو نہیں سیری نہو   قرون تم ہو خواہش تہیدست تو
حریص اسقدر دنیا مین ہوینگی یان   کہ مسکین سی خواہش رکہین پیر زنان
سکندر کا نامہ پہنچا وہین   کہ ہو انکی صورت افسرین
لکہا کید ہندی نی پہر یہ جواب   کہ ای بادشاہ ثریا جناب
کرون پیشکش تیری اب چار چیز   تو کرکنا اونہین ہجا ان لغیر
تیری پاس آون روم میں نیاز   تری لطف سی تا کہ ہون سرفراز

کہ اک گاو وہ ہی گوسالہ دا   کہ گوسالہ کا شیر پیتی وہ سدا
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر   کہ لب اوسکی ہین خشک و اطراف تر
وہ بولا کہ اسکندر نامدار   تری ملک مین آئیگا ایکبار
وہ درخت پر بیٹھہ اور اک وزیر   کہ اختر شناسی مین ہی بی نظیر
کہ گر اوسکو کرکی لبالب بہو   تو نہار آب قدح کم نہو
غرض تیری پاس ہی چار چیز   کہ ہین طرفہ ای شاہ والا تمیز
کہا کید ہندی نی یہ بعد ازان   کہ تعبیر ہر خواب کیجی عیان
کہ وہ خانہ دنیا ہی ای نامور   اور اوسمین وہ سوراخ ہی تا کہ ہر
یہ پہر تو نی دیکھا جو روز دگر   کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر   سمجھہ تو خدا اوسکو ای نامور
کہ دہقان آتش پرست آئیگا   رواج اوسکا دین پہلی یہان پائیگا
پہر اس ملک مین آدمی آئینگی نیک   حکیم خردمند یونانی ایک
پہر اس ملک مین اہل دین آئیگا   رہ حق پرستی وہ پہیلائیگا
رسول خدا ایک آئیگا یہان   کریگا ہدایت بلب تشنگان
شب پنجم آئی جو کوران نظر   کہ مخلوق کوری ہی تھی بیشتر
کری کو رچشم کسان و نگار   نہ فہمیدہ ہوگی نہ دیکھین نہار
زمانہ اک آوی کہ دانشوران   سراسر ہون محتاج بیدانشان
جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر   یہ تعبیر اوسکی ہی ای نامور
دو چندان ہی ہر ایک کو حرص و آز   یہ چاہی کہ سب دست کرکی دراز
جو دیکھا شب ہشتم ای شہ نیک   کہ پر ہین دو خم اور خالی ہی ایک
تہیدست ایک حصہ ہوی جہان   نہ زر و سیم برسائی گر آسمان
نہم شب کو دیکھا جو تونی شہا   کہ کہاتی ہین وہ شیر گوسالہ کا
دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب   کہ اک چشمہ ہی خشک گرد اوسکی آب
کیا یعنی ہندوستان مین گذر   ملاقات بہتر ہی ای تاجور
ارادہ نہیں اور جنگ جا کری   کرون مین دل و جان سی فرمانبری
کہ ہر ایک دنیا مین ہی بیمثال   نہیں دوسری ای شہ خوش خصال
غرض چار چیزین کہ تہین بی نظیر   قدح اور دختر طبیب و وزیر

سوی شاہ بہیجین خوشی سی شتاب ... ہوا شاد مان شاہ عالی جناب
سکندر نی دیکہی جو وہ دلربا ... کیا ساتہ اپنی اوسی کتخدا
پیا ہاتہہ سی دلربا کی وہ جام ... ہوا وصل سی اوسکی دل شادکام
گیا کید پہر تاجور کی حضور ... شتر بار دو لیکی با صد سرور
دیا جب سکندر کو گنج و گہر ... سکندر نی بخشا اوسی سربسر
سکندر سی پہر کید رخصت ہوا ... قرین نشاط و مسرت ہوا
سوی فور ہندی ہوا پہر روان ... سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن سکندر در قنوج و لشکر کشیدن

فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن سکندر

سکندر نی نامہ لکہا فور کو ... کہ تو آکی حاضر مری پاس ہو
لکہا پاسخ اوسنی کہ ای تاجور ... کیا کشتہ دارا کو تو نی اگر
تو پہر کیا ہوا کیا ہی اتنا غرور ... تو قسمت آپکو اسقدر کہینچ دور
نہ رکہتا تہا فور بہی فرزانگی ... اطاعت تہی کی کید ہندی نی
نہین تجہ سی مجہکو خطر زینہار ... مری پاس ہی لشکر بیشمار
نہو مجہہ سی خواہان فتح و نبرد ... کہ رکہتا ہون مین عزم جنگ آور
دلیرانہ میدان مین ہو رزمجو ... کرون لشکر رومیان کو تباہ
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ ... گیا سوی قنوج لیکر سپاہ
سواران جنگی تہی اتہی ہزار ... ازان جملہ ایرانیان تہی ہزار
دلیران مصر و سواران روم ... کہ فولاد تہی جنکی ہیبت سی موم
سکندر کی ہمراہ تہی چل ہزار ... نبرد آزمایان خنجر گذار
سوا اسکی تہی ہند کی فوج بہی ... شہنشاہ عالم نی چاکر کہی
غرض تہی حضور شہ نامدار ... سواران ہندوستان دہ ہزار
نکل فور ہندی بہی قنوج سی ... مقابل ہوا شاہ کی فوج سی
سواران جنگی تہی ستر ہزار ... جوانان جنگی و مردان کار
لی کینہ خواہی تہی پیل تمام ... نبرد آزمایان جویای نام
نہ ہمراہ تہی صرف جنگی سوار ... کہ پیلان جنگی بہی تہی ہزار
یہ پیلان جنگی جو آئی نظر ... تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
سکندر سی مردم یہ بولی وہین ... کہ پیلان سرکار جنگی نہین
مخالف کی ہاتہی ہین جنگ آزما ... بہلا کس طرح جنگ کیجی شہا
ارسطو کو کر کی طلب زود تر ... ہوا چارہ جو خسرو نامور
ہنر اوسنی وہ وہین کیا آشکار ... بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
شکم اوسکا یکدست خالی کیا ... سراسر اوسی نقطہ سی کیا
وزیر خرد مند نی بعد ازان ... کیا ایک تیار گردون کلان
وہ اسپ و سوار اوسپہ قائم کیا ... کیی بستہ گردن سی پہر بادپا
ہوا جبکہ میدان گرم و ان ... ارسطو یہ بولا جو انسی کہان
تو اب خوب سی آہنین تیش لگا ... ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
وہ آتش لگی اوسمین جسم ہاں ... خروش عظیم اک اوٹہا ناگہان
بسوی سپہر برین ایکبار ... اوڑا اوسمین گردون وہان سی آ
ہوا تیرہ روی سپہر بلند ... ہوا دیکہہ کر خوش شہ ارجمند
بنائی بہر اوسطرح کی یکہزار ... نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا گرم بازار پیکار وہان ... لگی کشتہ و خستہ ہونی جوان
جو دیکہا وہ گردون اسپ و سوار ... ہوا بس وہین فور حیران کار
خبر لائی والون سی پوچہا ... یہ کیا ہی کہ و مہر آگی بیان
دمین مردمان نی کیا آشکار ... کہ یہ توپخانہ ہی ای نامدار
حکیمون نی اوسکو مہیا کیا ... یہ اسباب ہی رزم پیکار کا
حقیقت سی اوسکی ذرا زینہار ... نہ واقف تہی اسکی پیلی سوار
ہوی سو ہوی گردون حملہ کنان ... نہ ہرگز گیا دل مین کچہ خوف جان
وہ دوہر سی جوانون نی یکبار ... عقب سی جو گردون وہان آگئی
جو یہ سرسبر لفظ روشن ہوی ... زمین یکقلم مثل گلشن ہوی
سواران ہندی و پیلان مست ... گریزان ہوی کہا کی شکست
فراہم ملی کرکی پہر فوج کو ... سپہسالار ہندی ہوا زخم جو

رہا شام تک گرم بازار جنگ ‌ ‌ سر و سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ
سحرگاہ پھر فور جنگی سوار ‌ ‌ سپہ لیکے آیا پئے کارزار
ادھر تو ہے جنگ آور پہلوان ‌ ‌ ادھر مین ہون مرد دلیر جوان
جو پھر آج ہو گرم بازار کین ‌ ‌ تو ہووینگے ہلاک ایک عالم وہین
مناسب یہ ہے ای شہ سرفراز ‌ ‌ کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزمساز
سپہدار ہندی نے بھیجا جواب ‌ ‌ کہ بہتر ہے ای شاہ عالی جناب
ادھر سے سکندر بغرض مثل شیر ‌ ‌ ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
نہ لیکن ہوئی کارگر زینہار ‌ ‌ نگہدار تھا شاہ کا کردگار
دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر ‌ ‌ گرا فور ہندی نگون خاک پر
جو تھے نامداران ہندوستان ‌ ‌ طلب شہ نے اونکو کیا بعد ازان
کرون فور ہندی سے مین بیشتر ‌ ‌ مدارا و الطاف ہر ایک پر
یہ سنکر ہوئے سر بسر نامدار ‌ ‌ ثناخوان شاہنشہ کامگار
در گنج لعل و گہر وا کیا ‌ ‌ نثار خسرو دادگر کو دیا
سورگ ایک سردار کا نام تھا ‌ ‌ کہ سالار تھا فور کی فوج کا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب ‌ ‌ دلیران لگی پھرنے خیمہ سب
سکندر نے اوسکو یہ بھیجا پیام ‌ ‌ کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام
ہزارون سواران بیکار جو ‌ ‌ ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
بس اب سوچیے دلمین اپنی ذرا ‌ ‌ کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت ‌ ‌ وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت
جدا ہو کے لشکر سے ان مین آ ‌ ‌ کہ تنہا ہون مین تجھسے جنگ آزما
وہین کھینچکر فور ہندی نے تیغ ‌ ‌ روان کی سوی بادشہ بیدریغ
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز ‌ ‌ رہا فور پر زخم شمشیر تیز
مظفر ہوا خسرو ارجمند ‌ ‌ کہ تھا یار اقبال و بخت بلند
دلاسا بہت شہ نے کی اونسے کہا ‌ ‌ کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
حوالے تمہین کر کے ہندوستان ‌ ‌ بسوے دگر ہونگے ہم یہان سے روان
سخنہا یہ شیرین سے مسرور ہو ‌ ‌ وہین لے گئے قلعہ مین شاہ کو
زروے کرم شاہ نے سربسر ‌ ‌ عنایت کیا اونکو وہ گنج زر
بٹھایا اوسے تخت زرکار پر ‌ ‌ کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت کعبہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ ‌ ‌ رہا شہر قنوج مین تا دو ماہ
کہ کعبہ ہے نام اوسکا مشہور عالم ‌ ‌ پرستش گہ خلق بیت الحرام
سماعیل مرد خجستہ سیر ‌ ‌ کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
سکندر جو پہنچا تو با صد سرور ‌ ‌ وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا ‌ ‌ بیاد وہ جہاندار کشور کشا
لیا چھین ہمسے حجاز و یمن ‌ ‌ تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
سماعیلیان کو حجاز و یمن ‌ ‌ دیا اور وہین بادشاہ زمن
سکندر رہا مصر مین ایکسال ‌ ‌ ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام ‌ ‌ پریچہرہ و رشک ماہ تمام
فراوان تھا اوسکا حشم و جاہ ‌ ‌ گیا ایلچی بنکے وہان بادشاہ
سکندر سے بولی زن ہوشیار ‌ ‌ تو ہے شاہ اسکندر نامدار
کسی نے کیا شاہ سے یہ بیان ‌ ‌ بنایا خلیل اللہ نے اک مکان
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو ‌ ‌ روانہ ہوا خسرو نامجو
نبیرا تھا اسکا جو نصر قتیب ‌ ‌ شریف اوس مکان کا تھا خوش نصیب
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی ‌ ‌ بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
سماعیلیان پھر ہوئی دادخواہ ‌ ‌ کہ نسل جراعہ نے ای بادشاہ
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر ‌ ‌ جراعہ کی اولاد کو قتل کر
سوے کشور مصر وہانسے گیا ‌ ‌ ملا آن کے بادشہ مصر کا
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان ‌ ‌ سوے ملک اندلس آیا دوان
سپہدار اقلیم اندلس تھی ‌ ‌ رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی
گیا جبکہ اسکندر نامجو ‌ ‌ تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو
مری جنگ سے اب رہائی نہین ‌ ‌ شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہین

کہین بندہ شاہ آزاد ہون سکندر نہین ہی فرستادہ ہون
شبیہ جہاندار کر کی طلب سکندر کی ہی ہاتہ مین اوس نی سب

سکندر رہا دیکہکر سہمگین ہوا رنگ چہرہ کا پران مین
دلاسا بہت دی کی وہ سیم تن یہ بولی کہ ای بادشاہ زمن

کہین اور سطرح مت جائیو بلا سر پہ اپنی تو مت لائیو
کہ پنہان نہ ہرگز ہوا آفتاب رنج بادشاہان عالی جناب

مگر خاطر اپنی تو رکہ جمع یہان نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
نہ آسیب پہنچاؤن مین کچہ تجہی تو فرمان بر اپنا سمجہا اب مجہی

اگر کینہ ہو کچہ تو کر دل سی دور تو سوگند کر یاد میری حضور
کہ ہرگز نہ مجہسی کری کچہ بدی نہ چہوڑی تو رسم و رہ نیکوئی

لگا کہنی پہر شاہ کیوان علم کہ دین اور ایمان کی تجکو قسم
ترا مین بد اندیش ہرگز نہین تو رکہ جمع خاطر کو ای مہ جبین

نہ دون ہاتہ سی رسم و راہ وفا کرون تجکو مرہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ ای تاجور مری گہر تو کر آج شب کو سحر

سکندر رہا اوس سی جب مطلب رہا وہان نہ نہار ہنگام شب
بہت تحفی اوس ماہ وش نی دئی سکندر نی یکسر پذیرا کئی

وہان سی عرض بادل شادمان پہر آیا سوی خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برای سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن ازانجا وتیار نمودن سد سکندری

یہ تہا بسکہ قصد شہ نامور کہ سیر جہان کیجی سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نی گشت بہت دیکہی معمورہ و کوہ و دشت
ہر اک ملک و کشور مین ہر شہر مین کیا بسکہ ایتا روان دہر مین

گیا جسطرف شاہ کشورکشا یہی وہانکی فرمانروا کو کہا
کہ ہرگز نہین مجکو آہنگ رزم ہر اک سی ہی صلح و مدارا کا عزم

ملاقات مجہسی کرو آن کر کہ مطلق کسی کو نہ پہنچی ضرر
بہت شاہ حاضر ہوی پیش شاہ جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت قطع کی راہ پست و بلند کسی جا ہوا شہ کو بیم و گزند
تبہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر عجائب غرائب ہی آئی نظر

پہر اسہفت اقلیم مین بادشاہ کہ تہا یاور اقبال و فضل الہ
جو طی کر چکا سب وہ خشک و تر تو پہنچا وہان خضر نامور

کنارہ تہا عالم کا یعنی جہان کیا مردمان نی یہ آکر بیان
پس کوہ ظلمات ہی سر بسر وہان چشمہ ہی ای شہ نامور

کری نوش جو کوئی چشمی کا آب تو عمر ابد سی ہو وہ کامیاب
شہ نامور نی سنی جب یہ بات کیا پہر وہین قصد آب حیات

سپاہ عدو سوز سی دو ہزار لیی ساتہ اپنی دلاور سوار
سرانجام چل روزہ کا توشہ کر روانہ ہوا خسرو نامور

خضر سوی ظلمات تہا رہنما خضر سی شہ نامور نی کہا
مری پاس دو لعل ہین ای خضر کہ ہو ایک سی روشنی جلوہ گر

عیان گر کرون دوسری لعل کو تو پہر مار کژدم گریزندہ ہو
دیا خضر کو لعل انجام کار کہ اک نور جس سی ہوا آشکار

رکہا دوسری لعل کو اپنی پاس ہوا کژدم و مار سی بیہراس
خضر رہنمائی کنان پیش پیش عقب اوسکی تہا شاہ فرخندہ کیش

دو روز و دو شب تہی ہم رہ سپر سوم روز آیا دوراہہ نظر
جدا ہو گئی خضر سی ناگہان پکارا بہت خضر نی گرچہ وہان

سنی پر کسی نی نہ ہرگز صدا خضر پہر سوی چشمہ تنہا گیا
وہان جاکی آب بقا نوش کر پہر آیا سوی لشکر شہ خضر

اندہیری مین سرگشتہ تہا شہریار یکایک ہوئی روشنی آشکار
پہر اتنی مین ظلمت نمایان ہوئی بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہین راہ مین اک سیہ کوہ تہا سیہ کوہ سی ہی وہان یہ آئی صدا
کہ افتادہ ہین سنگریزی جو یہان نہ لیوین تو پچتاوین پہر مردمان

اوسا اونکو اوٹھاوی بہی کوئی گر
تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر

پھرا آٹھہ دن شاہ لیکن کہین
ملا چشمۂ آب حیوان نہین

نہین چاہیے مجھکو آب بقا
رہائی ہو ظلمت سی یا خدا

سوی سنگریزہ پڑی جب نظر
تو یاقوت گوہر تھی وہ سربسر

رہی تھی جو محروم بولی وہ یو
کہ ایسی کو ہمنی اوٹھائی نکیون

ہوی ساکن شہر حیران تمام
لگی کہنی یون مردم خاص و عام

یہان آئی کس راہ سی یہ سپاہ
یہ کہکر بزرگان گئی پیش شاہ

کہ رونق ہوئی تیری آنے سی یہان
جہان مین تو رہ جب تلک ہی جہان

وہ بولی کہ ای شاہ فیروز بخت
عجائب ہین اس شہر مین دو درخت

سمجھتا نہین کوئی اونکی زبان
ملی جو خردمند عالم ہین یہان

وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر
اونہون مین ہی اک مادہ اور ایک نر

یہ سنکر طلب کی دانا سی شہر
گیا وہان سکندر شہنشاہ دہر

تو اس ازکو مجھہ سی کر آشکار
وہ بولا یہ کہتی ہین ای تاجدار

ولی چاردہ سال پا تاج و تخت
رہی اس جہان مین تو فیروز بخت

لگا کہنی دل مین کہ زیر فلک
ہوی منقضی سن سن آج تک

ہوا شاہ حیرت سی گریہ کنان
یہ عالم سی کہنی لگا بعد ازان

جو پوچھا تو وہان سی آیا جواب
فلان راہ سی جا کی پہنچی شتاب

کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
شب و روز کر دل سی یاد خدا

سکندر یہ بولا کہ ای ہوشیار
یہ دل مین تمنا ہی اب ایک بار

خردمند نی مدعا شاہ کا
درختون سی یکدست ظاہر کیا

نہ خویشون کو دیکھی نہ مادر کو تو
برآوی نہ زنہار یہ آرزو

بتائی جو تھی اُن درختون نی راہ
روانہ ہوا اوس طرف کو وہ شاہ

حضور سکندر ہوی دادخواہ
لگی کہنی ای شاہ گیتی پناہ

وہ ہر سال لاتی ہین لشکر ادہر
بہت اونسی پہنچی ہی ہمکو ضرر

سکندر نی پوچھا کہ صورت ہی کیا
بیان مردمان نی یہ شہ سی کیا

زبان تیز دندان ہین مثل گراز
قد اونکا ہی جون پیل اونچی دراز

جو سوئین تو اک گوش [illegible]
وہ گوش [illegible] چادر کرین

کسی نی لی سنگریزی اوٹھا
کسی نی کہا دل مین کیا فائدا

ہوا سخت حیران و غمناک حال
لگا کہنی تب شاہ فرخ خصال

نوین دن ہوئی روشنائی عیان
ہوی شاد و خرم دل مردمان

لگی کہنے ہوکر پشیمان ہم
کہ افسوس ہمنی اوٹھائی ہی کم

جب اوس روشنی مین گئی پیشتر
تب اک شہر آباد آیا نظر

کہ اتنا نہ یارب ہوا زینہار
کبھی فوج بیگانہ کا یہان گذر

غرض شرط خدمت کی لاکر بجا
لگی کرنی یکسر دعا و ثنا

لگا کہنے یون شاہ کشور کشا
عجائب ہی اس شہر مین خبر کیا

کہین عالم غیب کی سب خبر
اور احوال آئندہ کا سربسر

وہ سمجھین درختون کی آواز کو
کرین آشکارا وہین راز کو

سخنور سحر سی ہو تا بہ شام
جو مادہ ہی کرتا ہی شب کو کلام

درختون سی جاکر سنی کہ صدا
سکندر نی دانا سی پھر یون کہا

کہ ہی یہ سکندر شہ نامور
پھرا گرد عالم بصد کر و فر

کری پھر سفر سوی ملک بقا
ہوا پر الم سنکے فرمان روا

کہ مجھکو میسر ہی تخت شہی
کرون اور دو سال فرمان دہی

کہ پوچھا ان درختون سی ای ذوالمنن
کہ پہنچونگا لشکر مین اپنی نہین

ولی مین سیر جہان اب نہ کر
بس اک گوشہ مین زندگی کر بسر

سُنا تھا جو عالم نی وہ سربسر
گیا عرض پیش شہ نامور

کہ اقلیم مین روم کی جائیی
غرض جا کی وہان شاہ کو دیکھتے

یہ آواز آئی کہ ای شہریار
نہو وی گذر روم مین پہ نہان

کیان کی تو کشور مین پائی فنا
ہوا سنکے غمگین سکندر ذات

جو اک شہر مین جا کی پہنچا وہان
تو باشندہ شہر آئی دوان

دو دیوان ہین یاجوج ماجوج نام
کہ سخت اونسی عاجز ہین ہم تمام

بزرگان و مردم ہین اونکی خورش
غرض اک جہان کو کرین ہلاک

کہ جون چہرہ مہر تابان ہی وہ
دراز اونکی یکسر تنکی ہین مو

دو چشم اونکی ہین مثل لالہ گون
سر اور تن ہی جیسی جسام خوت

کری کوئی کس طرح اونکا شمار
کہ جنتی ہی ہر مادہ بچی ہزار

سنکے کہنے لگی تھی ای بادشاہ — تو شاہ جہان ہی بفضل الہ
تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر — برای خدا کوئی تدبیر کر
کہ تا پاوین ہم اس بلا سی نجات — ہماری بالی ہی بس تیری ہات
وگرنہ ہم اس شہر کو چہوڑ کر — چلیں ہمرہ خسرو نامور
یہ سنکر ہوا وہان اقامت پذیر — سکندر جہان و آفاق گیر
حکیموں سی تدبیر پوچہیں وہیں — وہ بولی کہ ای شاہ روی زمین
بنا ایک دیوار کیجی بلند — کہ ہو راہ یاجوج ماجوج بند
سہان ہو کی آہنگران سخت کوش — کریں صرف دیوار میں ہفت جوش
سنی ہر دو سو سد ایک استوار — فراہم تہی کاریگران دیار
دیا پہونک پہر کوہ کو سر بسر — ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
وہ سد سکندر بنا جب ہوئی — خلائق کو آسودگی تب ہوئی
پہر اوس شہر سی شاہ روی زمین — روان ہو کی بہیجا سوی ملک چین
شتابی سی خاقان گیا پیشوا — زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کہتی ہیں کہ ما شاہ کو اپنی گہر — روانہ ہوا وہان سی وہ تاجور
جو یونان میں پہنچا شہ ملک گیر — گئی ان ہوا وہان [illegible] پذیر
پہر آیا سوی سندہ شاہ جہان — گیا پیشوا سندہ کا حکمران
حکومت تہی اوس شخص کی سند میں — کہ تہا فور کا جانشین ہند میں
بہت پیشکش مال اوسنی کیا — پہر سوی یمن پہر سکندر گیا
نہ ہرگز ہوا وہان توقف کنان — یمن سی ہو سوی بابل روان
ہوا دشت بابل میں خیمہ زن — وہان سی نہ ٹہیرا وہ شاہ زمن
بیابان میں تہا ایک کوہ بلند — وہان جب گیا وہ شہ ارجمند
کوئی مرد اک پیر آیا نظر — سفید اوسکی تہی تن پہ مو سر بسر
سوا اسکی تہی کان دونوں کلان — پکڑ لائی اوسکو وہیں دربان
سکندر نی اوس شخص سی پوچہا — بیان کر حقیقت یہاں کی ذرا
لگا کہنی وہ پیش شاہ جہان — کہ اک شہر کنبہ ہی نزدیک یہان
عجائب ہیں ایوان میں جا بجا — کہ ہر اک مکان میں ہیں نقش و نگار
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر — وہ افراسیاب شہ نامور
ولایت ستان رستم پہلوان — سوا انکی گذری جو نام آوران
کہینچی اونکی صورت ہی دیوار پر — یہ سنکر لگا پوچہنی تاجور
کہ وہ شہر آباد ہی یا نہیں — یہ پاسخ وہ لایا زبان پر یہیں
کہ ہیں مردم آبی ای شہ یہان — ڈلاتی ہیں ہر صبحدم ماہیان
بکاتی ہیں اس شہر میں آنکر — اونہی کہا کہ جاتی ہیں پیش و زبر
وہ رہتی ہیں پانی میں لیکن نہان — ولی روز آتی ہیں یہان ایک بار
سکندر نی بہیجی سوار دلیر — کریں تا کسی طرح اونکو اسیر
حضور شہنشاہ سب گہیر لائے — گرفتار آئی وہ ہشیار مرد
وہ تہی سالخوردہ اور ہشیار تہی — حقیقت سی ہانکی خبردار تہی
سکندر نی کی مہربانی کمال — دیا اونکو از روی الطاف مال
کہا یہ کہو ماجرا شہر کا — وہ بولی کہ ای شاہ گیتی کشا
یہ کیخسرو نامور کا ہی شہر — کہ محکوم تہی جسکی شاہان دہر
ہر اک مکان گنج و زر سی تہا — یہ سنکر شہنشاہ نی جا کی وہان
عمارت کو مسمار یکسر کیا — در و لعل و گنجینۂ زر لیا
لگا اسقدر ہاتھ اسباب و مال — کہ تہا برتر از وہم و فہم و خیال
وہ جو جادہ پہر وہان سی کی چلا — وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا
سکندر نی دست کرم وا کیا — کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

سکندر جہان گیر گیتی فروز — لگا کہنے اسطرح سی ایک روز
کہ عیش دو رستان گیا تہا میں جب — یہ آئی تہی مجہکو ندا ہاتفی تب
کہ شاہی کرون چار پنجاہ سال میں — رہوں شاد با جاہ و اقبال میں
کرو بعد ازان اس جہان سی سفر — کہ ہو وہی خلل تم سی دور تر
گئی سیزدہ سال ابتک گذر — رہا دہر میں خوش بگنج و گہر
رہا نیست میں باقی اب چہ سال — قرین تہی دولت کا میر دل
حضور شہنشاہ عالم ستان — سیاست تہی بلکہ ادہای کیان
شہنشاہ فرزند کیتا سنا — یہ ناچار شہ نی ارادہ کیا
کہ جلتی ہیں شہزادہای کیان — کہ ان سب کو بادشاہ جہان

دلی بھیجی اور سبکو ہلاک
کہ نقشی سی عالم ہی صاف و پاک
سکندر کو جو پوچھہ کہ مرگوز تہا
ارسطوی دانا کو یکسر لکہا
ارسطو نی پڑہ کر لکہا یہ جواب
کہ ای تاجدار شہ با جناب
مناسب نہین قتل شہزادگان
انہین لطف و شفقت سی کر شادمان
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
کہ تا ملک مین اپنی شام و سحر
رہی ہر سپہدار مشغول کار
نہ ہنگامہ پرداز ہو زینہار
ارادہ نہ کوئی کری روم کا
رہی بی خلل روم صبح و مسا
کیا ملک تقسیم شہ نی تمام
دیا لکہہ کی فرمان ہر اک کی نام
جدا اگانہ ہر اک کو سلطان کیا
پہر اک عہدنامہ رقم وہان کیا
کہ جنکو ملا ملک اب جسقدر
رہی اوسپہ قانع ہر اک نامور
نہ باہم کرین قصد کین و فساد
رہین ملک مین اپنی آباد و شاد
ہوئی بادشہ نامداران تمام
ملوک طوائف رکہا اونکا نام
ہوا بعد ازان ناگہان کسلمند
جہاندار اسکندر ارجمند
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہان
ارسطوی دانا بہی آیا وہان
وزیرون سی اپنی دم اپسین
یہ بولا شہنشاہ روئی زمین
کہ ہی مسئلہ اندنون بی شک
جو پیدا پسر ہو تو بی شبہ و شک
بٹہانا اوسی روم مین تخت پر
اطاعت سی مت پہیرنا اوسکی سر
تولد ہو گر دختر نازنین
تو پہر اوسکو بر طبق آئین و دین
کیا لی ملکزادون کو دیجیو
اوسی بادشہ روم کا کیجیو
یہ کہکر ہوا راہ نورد عدم
سکندر جہاندار انجم حشم
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
ہوئی نوحہ گر سب صغیر و کبیر
بہت گریہ و شور و نالہ کیا
چہل سوز ماتم رکہا شاہ کا
نہین جاودانی سرای سپنج
نہین ہی وفادار اورنگ و گنج
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
جہان مین نہ دائم رہی زینہار
سکندر کی آخر ہوئی داستان
اب آتا ہون مین سوی اشکانیان

ذکر سلطنت اشکانیان

ملکزادہ ہای خجستہ نہاد
کہ تخم کیان سی تہی جنکی نژاد
سکندر نی اونکو دیا ملک جب
لگی رہنی وہان بادشاہان سب
رکہا سر پہ ہر اک نی تاج مہی
ہوئی جلوہ افروز تخت شہی
کہین اونکو اشکانیان خاص و عام
ملوک طوائف بہی ہی اونکا نام
ولی پیر فردی خجستہ نہاد
سخن سنج فردوسی پاکزاد
لکہی ہی کہ جز نام اشکانیان
نہین ہی تاریخ مین کچہہ بیان
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
بس اتنا ہی شہنامی مین ہی لکہا
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
رہی اس جہان مین بہ نیروی بخت
پہر اقبال کا اونکی آیا زوال
نہ ہرگز رہا تخت نی ملک و مال
کیا اونکو ساسانیون نی تباہ
لیا چہین اورنگ و تاج و کلاہ
ہوئی مالک ملک ساسانیان
کرون آگی احوال اونکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پوتہ دارای ذوالاحترام
پرستار زادہ تہا ساسان نام
سکندر ہوا گرم پیکار جب
جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گریزان سوئی ہند ساسان ہوا
بہت دل مین اپنی ہراسان ہوا
وہان سی ہوا سوی کابل روان
گیا شہر کابل مین پیش شبان
وہ ازبسکہ مسکین و بیچارہ تہا
شبان نی اوسی وہین چاکر کیا
چرانی لگا بکریان ہر سحر
لگا کرنی اوقات ساسان بسر
سپہدار کابل شہ نامدار
جو الفرد بابک خجستہ شعار
بہنگام شب دیکہتا کیا ہی خواب
کہ اک فرد ہی شان عالیجناب
خوشی سی ہی جبکی وہان پر ہوا آ
یہ کہتا ہی شہ سی کہ ای شہریار
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
ہمایون تجہی تاج فرماندہی
لگا پوچہنی بابک ہوشیار
کہ رکہتا ہی کیا نام یہ نامدار
اوسی مرد مان نی یہ پاسخ دیا
کہ ساسان ہی نام اس جم الفر کا

دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میری بزرگون کا آئین ہی
سپہدار بابک نی پھر یہ کہا
کہ سنگ گہ مین جوان ہی کہان
شبان کی جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سی ساسان نی پاسخ دیا
کوئی کرون مین نہی ساتہہ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سپہر
قضا آئی ساسان کی ناگہان
سپہدار بابک نی با صد طرب
دلیر و قوی نام ہی اردشیر
سپہدار بابک کو اوسنی لکہا
خداوند غفار ہی درمیان
لکہایون کہ ای نامدار جہان
گیا جب کہ ان اردشیر جوان
شہ اردوان کی پسر تہی جہان
یہ بولا کہ مینی یہ مار آشکار
تو حامی ہوا اپنی فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش پر جوان
بہت احترام اوس جوان نی کیا
ہوا اوس سی پہ جواب انجام کار
لگی کہنی اکثر کہ ای نامجہ
ہوا ادہکہ شاد و وہ نامدار
سپہر اردوان تی سنی یہ خبر

کہ آتش سی ہی افروختہ سپہر
یہی ہی رسم و رہ و دین ہی
کہ یہی اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولی کہ کابل مین پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نی لیا
لبون کو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجہسی احوال سب
تو بابک نی لطف بسیار کیا
ہوا اوس سی پیدا پری شکل پسر
ہوا اوسی ملک عدم سی روان
ہنر ہای شاہانہ سکہلائی سب
کہ دارائی ہی نسل سی وہ دلیر
کہ ہی اشتیاق اسکی دیدار کا
کہ مین بس جوان کو رکہون شادمان
وہ سمجہو کہ ہو لایق خسروان
تو شادان ہوا دیکہکر اردوان
وہ جاتا تہا ساتہہ اونکی بہر شکار
خیانت لگا کرنی وہ آشکار
ہوا اوس جوان پر نہایت خفا
طویلی مین رہنی لگا اردشیر
حوالی تہا اوسکی خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ولی باز آئی نہ وہ دلربا
بر آئی مراد دل بیقرار
مجہی یہان سی لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا اودہین اندہ و ناگہین بستہ تیر

وہی شخص کہتا ہی سب کہ ان
یہ سنکر زر وی نشاط و طرب
لگی کہنی مردم کہ ساسان ہی نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنی بابک کہ زنہار یہان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اوسی اپنی دختر پریچہرہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک ری ایک تہا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین ہی
یہان بہیجدی تو جوانی نامور
جو بابک نی یہ نامہ اوسکا پڑہا
تو رکہنا اوسی شدل ارجمند
رکہا اوسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نی وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا میر آخور اسپان اوسی
پرستار رکہتا تہا اک اردوان
نظر اوسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ رشک حور و پری
سخنہای مکر و فریب بیقدر
وہ گلنار اس طرح سی چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سی وہ دونو گریزان ہوئی
گئی پہلوانان جنگی جوان

کرو آگ آتش پہ پستی بیان
ہوئی گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچہنی پہر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نی اوسکو طلب
تری دولت کیا ہی ترا کیا ہی نام
نہ اندیشہ کو راہ دی اے جوان
مرا نام ساسان ہی ای نامور
کیا کتخدا اوسکو باصد خوشی
رکہا بابکان اردشیر اسکا نام
خردمند و دانا و لاور ہوا
خبر اسکو پہنچی کہ اک نوجوان
ہوا اوسکی مشتاق سلطان ری
کرون تربیت اوسکی شام و سحر
سوی ری جوان کو روانہ کیا
کسی طرح اوسکو یہ پہنچی گزند
لگا کرنی الطاف شام و سحر
تو بیٹہ وہین پر شہ اردوان
کہین اردوان نی جو پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران اوسی
بت نازنین دلبر نوجوان
ہوئی دام الفت مین اوسکی اسیر
ہوئی اوس سی خواہان ہمبستری
وہ لائی زبان پر کہ ای نامور
حضور اوسکی آئی بعیش و طرب
خزانی سی لائی وہ رشک قمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوئی
گئی اونکی دنبال وہین جوان

شتابندہ ہو متصل با دو سحر
نمایان ہوی جب سحر دو دو
یہ سنکر ہوی جلد با نسبی اون
کہ ٹھیری تھی یہان و سوار کم
فرود آ ہی ناچار اوس چشمہ پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا با کروفر
سپہدار بہمن تہا پور کلان
سپہدار اصطخر کو نا گمان
جوانمرد کا نام ہی اردشیر
تو لا شہر جا خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نی دیا اوسکو نیروی بخت
سرا میں اقامت گزین تہا جوان
منادی جو القصہ پہنچا وہان
جوانمرد کو اپنی گہر لے گیا
وہ بولی دل و جان سی حاضر ہین ہم
جلد پھر چاہی عازم ہوا بادشاہ

گریزندہ پہنچی تھی اک چشمہ تک
یہ بولی توقف نہ یہان تم کرو
گئی سوی اصطخر پارس دوان
روان اس مکان سی ہوی پیشتر
باندوہ و غمرات کی جان لیسر
یہ اختر شناسون سی پوچہا یہین
بجہی تا تہہ سی آ کی پہنچی ضرر
گیا سوی اصطخر اوسکو وہان
ہوی خواہش پیشتر کہ یہان
سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غرض بابہ آیا ہی سی یہان
نشیب اوسکی ایرانکا ہی تاج و تخت
بتایا تہا ہر اک کو نام و نشان
بتایا ہر اک نی نشان جو ان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کرین اسکی فرمان ہی یکقلم
لیے جا نفشانی کی حاضر سپاہ

یہ چاہین تہی یہان اب فرود آئیے
سوی شہر اصطخر اب جائیو تم
سپر چشمہ جب دوا نکی سوار
ہوی تہی جو دلبندہ وہ پہلوان
گئی صبح جلد ہم پہر سوی اردوان
کہ ہین کس طرح طالع اردشیر
کری منقطع یہ تہی نسل کو
کہ ہوی نیا ہی قوی اردشیر
ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
کری ملک ایران مین جس یاد ہے
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہنچا وہان گو شتاب
کرین اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تہی صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جا کی حاکم نسبی جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
غرض اردشیر جو انہی کہا
تو ہی وارث ملک و تاج و سریر

ذرا دو پہر مین ٹہر جائیے
وہان آنکو جلد پہنچاؤ تم
گئی تب یہ اونکو ہوا آشکار
رطاقت تہی اونکو کہ ہوین روان
کیا جا کی احوال یکسر بیان
وہ بولی کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا سنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اوسکو لی آئی کرکی اسیر
دلیر و جہانگیر و دارا نژاد
نصیب اوسکی ہی تخت و تاج شہی
منادی ہی کی شہر مین اونہی تب
کہ او تیر اکمان ہی جو دعالی جناب
اطاعت گزین خلق ہو یکقلم
ہوی سنتی تمام اوسکی فرمان پذیر
وہ آیا حضور اوسکی با صد طرب
کہا یون کہ طاعت کریں اسکی سب
کہ جا کر ہین ہم تو ہی فرمان روا
بہت اون سی شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

ہوی جب خبر مند سب مرد و زن
رکہا سر پہ دیہیم گوہر نگار
سوی ملک پہنچی اسپاہ
نہ لائی کوئی پہر فزا تاب جنگ
ادہر لیکی آتا ہی فوج گران
ادہر سی بتا کہ ایک گرد لیم
صف آرا ہوی جب سپہ دو طرف

کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
کمربستہ حاضر تہی سب نامدار
وہان بہیجی اردوان کو تباہ
تصرف ہو ملک مین بیدرنگ
ارادہ ہی فاسد سی بیگان
سپہ لیکی آیا سوی اردشیر
نہ کوئی ہوا شاہ سی رزم جو

مہیا کیا ایک زرین سریر
ہوا خطبہ و سکہ شہ روان
شہ اردوان کو جو پہنچی شکست
سپہ آنی مین پہنچی یہ اوسکو خبر
یہ سنکر وہین لیکی جنگی سپاہ
اوسی بہمن نام گیا شاہ کا
دلاور بتا کہ اوکی سپاہ

کہ اوس پر ہوا جلوہ گر اردشیر
یہ ٹہیرا وہان مشورہ بعد ازان
تو فرمان و ایان ہی جا بسوی است
کہ بہمن شہ اردوان کا پسر
روان سوی بہمن ہوا بادشاہ
ادہر دل سی وہ پہلو از بلکیا
ہوی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جسوقت پہنچی خبر
ستایان ہوا پہر پی کارزار
ہوئی گرم کین جبکہ فوج تتار
پہر اوسکی سپہ اور سران سپاہ
جہان ار عازم ہوا بعد ازان
جوانان جنگی و مردان مرد
ہوا یار بخت شہ ارجمند
سپہ اردوانکی گریزان ہوئی
ولیکن بحکم شہ کامگار
ہوئی دو گرفتار اور دو بجا ن

تو غمگین ہوا بہمن نامور
سوی لشکر شاہ عالی وقار
ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
ہوی چاکر شاہ گیتی پناہ
سوی شہر ہی با سپاہ گران
رہتی تا چہل روز گرم نبرد
غرض جنگجویان فیروزمند
خراب و تباہ و پریشان ہوے
ہوے کشتۂ تیغ زہر آبدار
گریزان ہوی سوی ہندوستان

لکہا اردوان کو یہ احوال سب
بتا کر دلاور بفرمان شاہ
خدنگ ایک ناگاہ آ کر لگا
انہیں شہ کی سر ہوں احسان کیا
شہ اردوان جمع کر کی سپاہ
لگی چلنی پہر بادہ صرصر بان
ہوی حملہ آور سوی اردوان
شہ اردوان زندہ آیا اسیر
پسر چار اوسکی کہ تہی نامجو
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام

کیا پہر امداد لشکر طلب
مقابل ہوا اوسکی لشکر سپاہ
کہ بہمن کو منیدہ زخمی کیا
زر و سیم و گنج جواہر دیا
ہوا لشکر شاہ سی کینہ خواہ
بسوی رخ لشکر اردوان
کیی قتل گردان جنگ آوران
نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
سپہدار و جنگ آور و کینہ جو
مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہان میں نصیب شہ اردشیر
رہا سی و دو سال فرمان روا
پسر تہا وہ سلطان شاپور کا
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان
ازان بعد بہرام فرخ جوان
ہوا بعد ازان تیسی اوسکا پسر
پہر اوسکا پسر اور مرد دلیر
ازان بعد شاپور او ر مرد نام
پہر اک بہائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
ہوا بور شاپور پہر بادشاہ
پہر اوسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا بادشہ پہر جو بہرام گور
پہر اوسکا پسر یزدگرد جوان
دو سال اوسنی کی سلطنت بعد ازان

چہل سال تہا تاج و زرین سریر
سپاہ و رعیت کو راضی رکہا
کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
ہوا مالک تخت با فر و شان
کہ تہا یعنی وہ ابن بہرامیان
خداوند اورنگ با کر و فر
ہوا مالک ملک و تاج و سریر
جہان جسکی انصاف سی شادکام
شہ اردشیر نکو کار تہا
کہ شاپور تہا نام مرد جوان
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوی سند آرا بصد فر و شان
خداوند بخت خداوند زور
اٹہارہ برس تک رہا حکمران
برادر ہوا شاہ کا حکمران

ہوا ملک ایران کا پہر تاجور
شہ اورمز نوجوان بعد ازان
پہر اوسکا پسر تہا جو بہرام شاہ
ولی نام اوسکا بہی بہرام تہا
با قبال و دولت ہوا بادشاہ
نصیب اوسکی نہ سال فرمان دہی
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان
سر تخت بیٹہا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزای تخت شہی
ہوا مالک افسر و ملک و مال
جہانبین جہاندار فرخندہ بخت
سر خلافت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمان روا
ہوا بعد ازان جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام

سپہدار شاپور اوسکا پسر
ہوا رونق افزای تخت کیان
رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
رہا نوزدہ سال فرمان روا
ولی سلطنت اوسنی کی چار ماہ
بہ نیروی اقبال و دولت رہے
جہاندار شاپور خورشید سان
رہا زیب اورنگ بغداد سال
رکہا سر پہ دہ سال تاج شہی
نصیب اوسکی شاہی ہی پنج سال
رہا چار دہ سال با تاج و تخت
میسر ہوا اوسکو بست و دو سال
رکہا کام عدل و کرم سی سدا
دلیر و جوان ہرمز نام ور
جوانمرد و فرخندہ خو ذوالکرام

رہا یازدہ سال وہ حکمران / ہوا بادشہ پہر بلاش جوان
نصیب اوسکی تہی سلطنت چار سال / قباد جوان پہر بجاہ و جلال
ہوا مسند آرای شاہنشہی / چہل سال کی اوسنی فرماندہی
ازان بعد کسری شہ دادگر / سر تخت بیٹہا بجای پدر
بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال / رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ازان بعد نوشیروان کا پسر / سپہدار ہرمز دوالا گہر
ہوا ملک ایران کا بادشاہ / ولیکن رہا حکمران چند ماہ
ہوا اوسکا پسر خسرو ذو الکرام / جہاندار پرویز خسرو بنام
ہوا جلوہ فرمای تخت شہی / سی و ہشت سال اوسنی کی خسروی
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر / سپہدار شیرویہ اوسکا پسر
ولی شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ / میسر ہا تاج و تخت و کلاہ
ہوا پادشہ آخرش اردشیر / رہا تخت پر چہ مہینی دلیر
گراز نکو بخت و ظلم سوز / رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز
ہوئی بعد سلطان توران دخت / وہ شش ماہ ہی بیٹہی تہی تخت
سپس دخت آرزم تا چار ماہ / رہی مالک تخت و تاج و کلاہ
ازان بعد فرزند نوشیروان / شہنشاہ فرخ خجستہ جوان
ہوا مسند آرای فرماندہی / نصیب اوسکی یک ماہ شاہی ہوئی
ہوا مالک مملکت بعد ازان / شہ نامور یزدگرد جوان
یہ پرویز خسرو کا فرزند تہا / جہاں دار سلطان کشور کشا
غرض یزدگرد خجستہ خصال / رہا دہر میں حکمران بیس سال
کیا میں نی ختم سخن اب یہان / کہ بس لکہہ چکا نام ساسانیان
تو شمشیر خانی میں تفصیل تہا / سو وہ بی کم و کاست میں نی لکہا

خاتمہ کتاب

سپاس خدای جہان آفرین / برآرندہ آسمان و زمین
کہ نخل تمنا ہوا بارور / ہوا گلشن آرزو تازہ تر
ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل / ہوا بند محنت سے آزاد دل
مراد دل خستہ مستمند / برآئی بزیر سپہر بلند
ہوا گوہر کامرانی نصیب / ہوئی بہجت و شادمانی نصیب
غرض نظم دلکش ہوئی اختتام / بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
نہیں ہی کسیکو ثبات و قرار / یہ نامہ جہان میں رہے یادگار
الٰہی شہنشاہ والا گہر / کہ یہ نامہ جسکی ہوا نامور
خرد پرور و قدردان سخن / شہ نامور بادشاہ زمن
سر تاجداران گردن فراز / جہاندار عادل رعیت نواز
ابو نصر اکبر خدیو زمان / جہاں میں رہی جبتک ہی جہان

تتمت

شکر خدای کارساز کا کہ اوسکی فضل عمیم سے نگارنامۂ معانی ترجمۂ منظوم شمشیر خانی
کہ بجہت اشتمال داستان شجاعت سلاطین نامدار کی موجب زیادت بہادری جوانان دلیر پیشہ ہے
اور بسبب ہونی قصص نامساعدت جہان گذران کی بادشاہان والاشان سی نصیحت
اور موعظت پیران دانش آگاہ ہی روز سعادت قرین تاریخ بیستوین
رجب المرجب سنہ ۱۲[illegible] ہجری چہاپہ خانۂ مشہور و معروف
یعنی مطبع مصطفائی کا نپور میں
رنگ آرای نقش انطباع
ہوا

فہرست شاہنامہ اردو